

 [fundigest.pk](https://www.facebook.com/fundigest.pk)

2013 年

3

عمر رسیدہ سیاسی قیادت نوجوانوں کے لیے  
معاشرتی پروگراموں میں حصہ لے کر کام



فید خانے "غزہ" کا تحریک انگیز سفر



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## اللہ کا قرآن

ہمکی صرف ہادی

تم جہاں کہ میری نماز اور میری قرآنی اور میرا جینا اور میرا امرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے۔  
(خداوند 162:8)

اور ہر نماز کے وقت اپنے منہ سے کہو (یعنی قبلہ کی طرف اور بچے دل سے متوجہ ہو کر) اور خاص اسی کے بندے ہو کر اس کو پکارو۔ جیسا تم کو پہلے پتہ چلا ہے دوسری بار بھی پتہ کرے گا (مرنے کے بعد)۔  
(عرف 20:7)

## رسول کا فرمان

عبادت میں جبر نہیں

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: درست طریقہ یہ ہے کہ جب تک جی لگے بہ لگائی ہوش و منہ اس نماز پڑھیں اور جب تھک جائیں تو بیٹھ کر آرام کریں۔ (اور شکاوت دور ہونے کے بعد نماز ادا کریں)۔

(صحیح بخاری کتاب 19۔ باب 18۔ مسلم کتاب 4۔ باب 31)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جی کہ رسول کریم ﷺ کے سامنے میں نے ایک عورت کی تعریف کی (کہ سوتی نہیں نماز پڑھتی رہتی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کوئی عورت نہیں ہے، صرف ایسے غلوں کی ذمہ داری اپنے اوپر ڈالو جن کو پورا کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہو۔" (صحیح بخاری کتاب 2۔ باب 32۔ مسلم کتاب 4۔ باب 31)









# فہرست

اپریل 2013

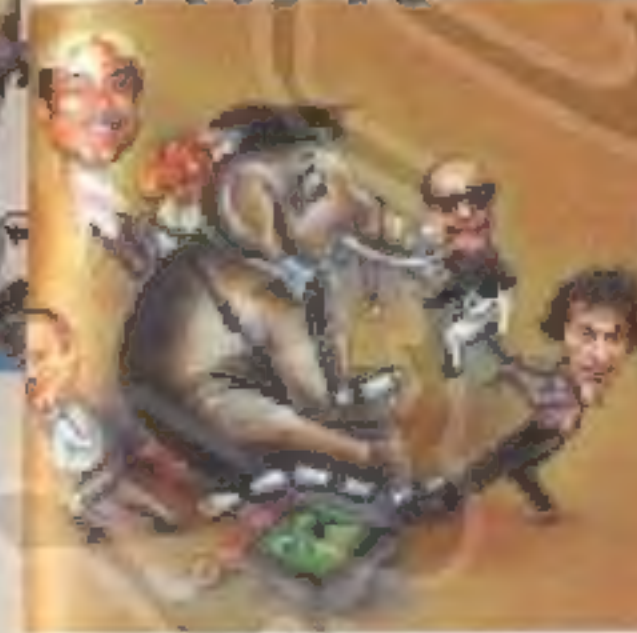
کورسٹوری

3 کروڑ نو جوان انتخابی نتائج ملتے والے ہیں!

عمر رسیدہ سیاسی قیادت نو جوانوں کے لیے معاشی پروگرام بنانے میں تاخیر

خسوسہ بیگز

28



الیکشن بیٹیاں

ایک پرہیزگار خاتون نے الیکشن اتنی سادگی اور انسانی سے کب تکمل دھڑکتے ہیں

238

کڑی دھوپ میں گیارہ مئی کا سفر



شفاف انتخابات کے لیے ایک فول پروف روڈ میپ

ہم کہاں کھڑے ہیں

16

نایاب دھاتیں

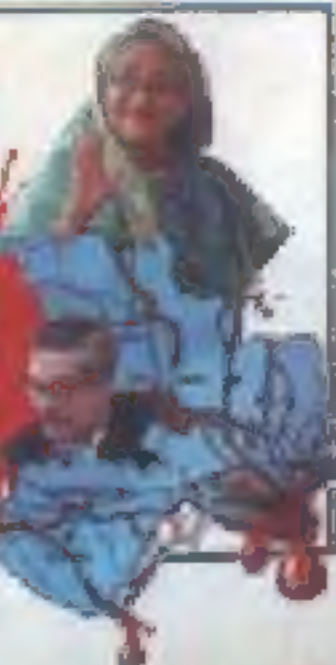
اوران کے حصول کی عالمی دوڑ

65

249

ڈھماکا

میں تہذیبوں کا تصادم



اردو ڈائجسٹ اپریل 2013

چندن خان عرف چاقو بیچارہ شاعر استاد

258

ایک ادیب صاحب کا ذکر، انہوں نے ایک شاعر کو اس بارگاہی قلم

پندرہ باتھ میں

چھری

سے جان باری غور و خوض اور محنت سے لکھی گئی ہے



140



179

ایک نورجہاں کا دلہن و زچہ

ایک روز اس کی پوری دنیا

ایک گٹھڑی میں

سما گئی تھی.....

قیمتی گٹھڑی

انتظار

198



دس سال بعد آنے والے چھوٹے آغا کا انتظار تھا



صرف 5

منٹ

شامی انجوان المسلمون کی

خونیں سرگزشت

5 منٹ کی تفتیش 9 سال پر پھیل گئی تھی

133



چودہ دن

مصریوں اور فلسطینیوں کے ساتھ

49

اردو ڈائجسٹ اپریل 2013



## اسلامی زندگی کی کہکشاں

اسلامی تاریخ میں پہاڑی وہاں  
قریشی کی علامت بن جانے  
والے ایک مرد باحسان کا نام  
تھ کہہ



83

### جگر بیہ یا کباریا

انوکھے جہاں کی انوکھی سیر، ایسی دلچسپ تحریر آپ نے  
کم ہی پڑھی ہوگی

### 37 سرنگیں

بلوچستان میں واقع ریلوے سرنگوں کے انجینئر نے تکمیل سے  
پہلے ٹوکشی کیوں کر لی؟



83

### زم زمہ توپ

250 سالہ تاریخ اس پر قبضے  
کے جنگروں سے لبریز ہے۔

## وہ ناقابل فراموش بہرن

خواب صورت سینگوں والے نور  
ہرن میں زندہ رہنے کی بے پناہ  
امنگ نے اسے امر کر دیا تھا۔



### حسن آغا زنیجا

یوگو سلاویہ کے علاقے الماسیہ  
میں پیش آنے والے ایک رکھ  
بھرے واقعے کی داستان جو  
میں میں زبانوں میں ترجمہ ہو کر  
ہوں میں گھر کر چکی۔



217

### جاپانی گڑیا

ایک نو مسلم لڑکی کی انوکھی کہانی  
اس کے ذہن میں بہت  
سوال تھے



220

### ہوا باز جو 18 گھنٹے تیرتا رہا

موت و حیات کے درمیان از بردست کشمکش

### 6 غذائی عناصر

روزانہ ہشاش بشاش رہنے کے لیے ضروری غذائیں

### وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں؟

محبت اور بھائی چارے میں رہے لاہور کے پہلے دس

### ہری 16 حوالہ

### سقراط

ایک حرف بھی نہ لکھنے والا، اتنا بڑا  
فلسفی سمجھا تھا کہ اسے کچھ بھی

نہیں آتا

121



121

### طویل عمری

ایسے پانچ ہزار لوگوں پر تحقیق  
کے حیران کن نتائج جن کی  
عمریں سو سال سے زیادہ ہیں



102



## نگران وزیراعظم کا خوش آئند انتخاب

پاکستان الیکشن کمیشن کی طرف سے نگران وزیراعظم کے طور پر جناب جسٹس (ر) میر ہزار خان کھوسو کا نوٹیفکیشن جاری ہونے سے ایک جتنے ہماری انتخابات کی تاریخ میں ایک عظیم الشان باب کا اضافہ اور قومی یکجہتی کی شاہراہ پر ایک روشن سٹک میل تعمیر ہوا ہے۔ ماضی میں نگران وزیراعظم کا تقرر صدر مملکت کرتے آئے ہیں مگر جنسی دستور پر ترکیم نے یہ اقتدار پہلے مرحلے میں وزیراعظم اور اپوزیشن لیڈز دوسرے میں آجھ رکنی پارلیمانی کمیٹی اور آخری مرحلے میں پاکستان الیکشن کمیشن کی طرف منتقل کر دیا ہے۔ پہلے دو مرحلوں میں سیاست دان کسی ایک نام پر متفق نہ ہو سکے تو الیکشن کمیشن نے دسے ہوئے چار ناموں پر پارلیمانی پارٹی کی مین روز کارروائی کی روشنی میں فاضل جسٹس (ر) میر ہزار خان کھوسو کے حق میں اکثریتی فیصلہ سنایا جن کے بارے میں سب سے کم اعتراضات ریکارڈ پر حصہ ایک معزز رکن نے اکثریتی فیصلے کے خلاف اختلافی نوٹ قلم بند کیا اور یوں پورا چارسیس شفاف طریقے سے تشکیل پذیر ہوا۔ اس فیصلے سے ایک طرف ان عناصر کو شکست ہوئی جو سیاسی جماعتوں کے مابین عدم اتفاق سے اس تاثر کو ہوا دے رہے تھے کہ اب انتخابات دو تین سال کے لیے مؤخر ہو جائیں گے تو دوسری طرف نگران وزیراعظم کے لیے ایک ایسی مضبوط شخصیت کا چناؤ کیا گیا جو پاکستان سے افراد و دانشمندی کے ساتھ ساتھ قوم پرست جماعتوں سے بھی ملتی تعلقات کی شہرت رکھتی ہے۔ ہم بجا طور پر امید کر سکتے ہیں کہ وہ مردار اکثریتی میں سمیت بھی قوم پرست ذہن کو مذاکرات کے ذریعے انتخابات میں حصہ لینے پر آمادہ کر لیں گے اور یوں بلوچستان قومی دھارے میں شامل ہو جائے گا۔

اس ضمن میں سب سے اطمینان بخش امر یہ ہے کہ نگران وزیراعظم کے انتخاب کا تمام بڑی سیاسی جماعتوں نے غیر مقدم کیا ہے اور جناب نواز شریف کا کردار اس اظہار سے بہت قابل قدر ہے کہ انہوں نے الیکشن کمیشن کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کرنے میں ذرا بھی تاثر نہیں کیا حالانکہ فاضل جسٹس کھوسو کا نام جیلز پارٹی اور اس کے اتحادیوں نے پیش کیا تھا۔ آئین کی اس زبردست پاسداری اور سیاسی وسعت فطرت نے قوم کو بڑا حوصلہ دیا ہے اور یہ توقع پیدا ہوئی ہے کہ آنے والے مراحل بھی خوش اسلوبی سے طے پا جائیں گے اور ہمارے نگران وزیراعظم کا بینہ کی تشکیل، ایگزیکٹو اختیارات کے استعمال میں غیر جانب داری اور میانہ روی کی روایت قائم کریں گے اور اپنی تمام تر توجہ شفاف انتخابات کے لیے زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرنے پر مرکوز رکھیں گے۔ ہم گزشتہ کئی ماہ سے لکھتے آئے ہیں کہ نگران وزیراعظم کا انتخاب صوبہ بلوچستان سے ہونا چاہیے کہ وہ حقیقی بلوچ قیادت سے محروم چلے آنے کے باعث شدید احساس محرومی اور غیر ملکی طاقتوں کی سازشوں کی آماجگاہ نہ ہو۔

ہم الیکشن کمیشن کو بدیہہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ اس نے ہمارے قومی جذبات کا احترام کرتے ہوئے بلوچستان سے نگران وزیراعظم کا انتخاب کیا اور صدر مملکت کو ایڈوائس دینے کے بجائے نگران وزیراعظم کے تقرر کا خود نوٹیفکیشن جاری کر کے نئی آئینی منزل کا واضح تعین کر دیا ہے۔

الطاف حسین حالی





## کڑی دھوپ میں گیارہ مئی کا سفر

شفاف اور آزادانہ انتخابات ہماری سیاسی زندگی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ماضی کے تجربات کی روشنی میں نگران حکومتوں، سیاسی جماعتوں اور قومی رہنماؤں کو

ان غلطیوں اور زیر زمین بارودی سرنگوں سے محفوظ رہنا ہوگا جو قومی جہاں کا باعث بن سکتی ہیں۔

شفاف انتخابات کے لیے ایک قول پر وقف روڈ میپ

الطاف خٹک قریشی کے کلمہ سے

انتخابات کی تاریخ اور شیڈول کا اعلان ہو چکا ہے۔ نگران وزیراعظم کا فکر اب بھی ہو گیا ہے جناب راجہ پرویز اشرف وزیراعظم ہاؤس سے رخصت ہو چکے ہیں مگر کچھ جلتے ہرستور انتخابات کی گاڑی کو ہٹائی سے اٹارنے پر نکلے ہوئے ہیں۔ وزیراعظم کی ذات میں طرح طرح کے کیڑے نکال رہے ہیں اور یہ تاثر دے رہے ہیں کہ آنے والے انتخابات میں بہت خون خرابہ ہوئے والا ہے جس کی مولانا کیوں میں انتخابات جھم ہو جائیں گے اور ہماری طاقت کو حرکت میں آنا پڑے گا۔ بعض سیاسی نجومی جنرل (ر) پرویز مشرف کی آمد میں ایک سے زائد خطرے دھوکہ دے رہے ہیں اور اس خیال تک پہنچے ہیں کہ وہ ایم کیو ایم کے ذریعے ایک غوثی ڈراسے کی رہبرسل کرنے آئے ہیں جس نے پانچ برس گزرنے سے ذرا پہلے حکومت سے کنارہ کشی ایک طے شدہ منصوبے کے تحت اختیار کیا۔ انہیں گنہگار کے نیچے میں سندھ کے اندر جو نگران وزیراعظمی چنے گئے ہیں وہ پاور پالیٹکس میں قائم جماعت ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ جو داخلی اور خارجی قوتیں پاکستان میں عدم استحکام دیکھنا چاہتی ہیں ان کی تمام تر کوشش یہ ہے کہ یہ امن انتقال اقتدار نہ ہونے پائے اور سیاسی جماعتوں کے مابین دشمنیوں اور نفرتوں کو اس قدر ہوا دی جائے کہ وہ انتخابات کے میدان میں اپنے ہی ہاتھوں ڈھیر ہو جائیں۔ اس حوالے سے انکیشن کمیشن کے خلاف اٹھنے والی آوازیں بھی تشویش کا باعث بنی ہوئی ہیں۔ سب سے پہلے چوہدری شجاعت حسین نے اس قومی ادارے پر عدم اعتماد کا اظہار کیا پھر شیخ الاسلام نے ”کک مکا“ کا بیگ مارا اٹھایا اور سب ایم کیو ایم کراچی میں حلقوں کی قیادہ بندیوں کے خلاف عدم اعتماد کی قراردادیں پیش کرنے کی راہ پر ہل اٹلی ہے۔

مگر ہر انکیشن کمیشن کی ماضی میں کارکردگی بہت مثالی نہ رہی ہو اور نگران وزیراعظم اپنی جہاد سالی کے سبب موضوع گفتگو بنے ہوں مگر یہ وقت مسائل کو الجھانے کے بجائے انہیں سلجھانے کا ہے۔ قوم نے انتخابات کا بیل سراپا عبور کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تمام سیاسی جماعتیں عوام کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہیں اور امیدواروں کو ٹکٹ جاری کر رہی ہیں۔ عدلیہ، میڈیا اور قیود کے اہم ادارے بروقت انتخابات کے انعقاد میں اپنا کردار ادا کرنے کے لیے پوری طرح مستعد ہیں۔ انکیشن کمیشن اور نگران اسے انتخابی قہرستوں کی تیاری میں قابل قدر کام کیا ہے الہٰذا اعلیٰ کراچی ان میں ہوشیار خامیوں کی نشان دہی کرتے آئے ہیں اور حلقوں کی قیادہ بندیوں سے بھی غیر مطمئن دکھائی دیتے ہیں۔ ہمیں کامل یقین ہے کہ تجربات کی روشنی میں اور سیاسی شعور کی تربیت کے ساتھ ساتھ معاملات میں بہتری آتی جائے گی اور ہمارے انتخابی رویوں میں نظم و ضبط قائم ہوگا۔ اب صاف نظر آ رہا ہے کہ حالات میں پیچیدگی اور ان کی سنگینی کے باوجود انتخابات وقت پر اور ماضی کے مقابلے میں بڑی حد تک شفاف اور شفافانہ ہوں گے۔

الطاف خٹک

دراصل ہماری تاریخ میں دیانت و امانت اور شفافیت انتخابات کی مثالیں شاید بتا رہی ہوتی ہیں اس لیے ہمارا اجتماعی ضمیر یہ مان لینے کے لیے آسانی سے آمادہ نہیں ہو رہا کہ اس بار واقعی وہ شفاف ہوں گے۔ ہمارے ہاں پہلے عام انتخابات دسمبر 1970ء میں ڈیف مارشل لاء غیرضروری جنرل یحییٰ خاں کے دور حکومت میں ہوئے جن کے بارے میں یہ تاثر پھیلا یا گیا کہ وہ انتخابی آزادانہ اور منصفانہ تھے جبکہ اصل حقیقت یہ تھی کہ شیخ مجیب الرحمن کی حوامی لیگ نے اپنے سیاسی مخالفین کو طاقت کے بل پر پولنگ اسٹیشنوں تک آنے ہی نہیں دیا۔ نوجوانوں کے ہتھوں نے ایسی وحشت پھیلائی کہ سیاسی حریفوں کے لیے دوت والا قاتل میں جانے کے مترادف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان انتخابات میں صرف نورالامین اور راجہ تری دیوار کے کامیاب ہو سکے جن کا اپنا بہت بڑا قبیلہ اور زبردست سیاسی حمایت حاصل تھی۔ مغربی پاکستان یا خصوص پنجاب میں وہ دھاندلی ہوئی کہ الامان الخطیہ! خواتین کے غول کے غول گاڑیوں میں ایک پولنگ اسٹیشن سے دوسرے پولنگ اسٹیشن پر جاتے اور بے دھڑک آزادانہ انتخابات کی دھجیاں اڑاتے۔ پولنگ کا عمل نظریاتی طور پر تقسیم تھا اور نوجوان بھنومرحوم کے اسی طرح شیدائی تھے جس طرح آج کل عمران خاں پر فریفتہ بتائے جاتے ہیں۔ ہم نے پندرہ اور سولہ برس کے لڑکوں کو بھی جعلی ووٹ بھگتائے گا ”عظیم فریفتہ“ ادا کر سکتے دیکھا۔ اس ”فری لار آل“ انتخابات کے نتائج سامنے آئے تو ملک دو ٹوٹ ہو گیا اور مغربی پاکستان سے بھنومصاحب ”نیا پاکستان“ کہتے تھے ایسی سیاسی جماعت کے تسلط میں چلا گیا جس کی سول آمریت عوام کے لیے بڑی الیت ہاک ثابت ہوئی۔

دوسرے عام انتخابات مارچ 1977ء میں ہوئے جب قومی اسمبلی نے اپنی آئینی مدت مکمل کر لی تھی۔ سقوط ڈھاکہ کے بعد اس کا پہلا اجلاس فروری 1972ء میں ہوا اور عام انتخابات کا اعلان 1977ء کے آغاز میں وزیراعظم



جناب لیڈر اے بھٹو نے کیا۔ چیئر پارٹی نے اپنی انتخابی جیت قائم کرنے کے لیے اپنے وزیراعظم اور چاروں وزرائے اعلیٰ کو بلا مقابلہ منتخب کرانے کے منصوبے پر نہایت بھونٹے طریقے سے عمل کیا جس کے باعث انتخابات کا پورا ڈھانچہ لرز اٹھا اور اپوزیشن کی جماعتوں میں شدید رد عمل پیدا ہوا جو پی این اے کے پلیٹ فارم پر متحد ہو چکی تھیں۔ انہوں نے 7 مارچ کے انتخابی نتائج مسترد کرتے ہوئے تین روز بعد ہونے والے صوبائی انتخابات کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔ 10 مارچ کے دن پورے ملک میں پرنٹنگ انٹیشن ویران پڑے تھے مگر رات کے وقت ٹھہر کے جانے والے انتخابی نتائج میں ہرجلتے سے وزیروں کی تعداد اسی نو سے ہزار سے کسی طرح کم نہ تھی۔ یوں ٹریپ کاری اور دغا بازی کا سارا پردہ چاک ہو گیا۔ نئے انتخابات کی عوامی تحریک مارشل لا پر مبنی ہوئی اور ایک ”تنازع فیہ“ عدالتی فیصلے کے مطابق جناب ذوالفقار علی بھٹو مولیٰ جے جی جی کے جو بلاشبہ ایک انتہائی دردناک واقعہ تھا۔ غیہ الحق کی شہادت کے بعد صدر غلام الحق خاں کے زیر اہتمام 1988ء میں جو انتخابات ہوئے ان میں جھڑپ کی بہت کم شکایات سامنے آئیں۔ مرکز میں بے نظیر صاحب نے حکومت تشکیل دی جبکہ میاں نواز شریف آئی جے آئی کی پھرتی سے پنجاب کی حکومت بنانے میں کامیاب رہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ صدر غلام الحق خاں نے دستوری تقاضے کو نظر انداز کرتے ہوئے نگران وزیراعظم کا اقرار ہی نہیں کیا جس سے ان کے سیاسی عزائم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

بہارِ جنت

محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت برطرف اور اسمبلیاں تحلیل ہونے کے بعد عام انتخابات اکتوبر 1990ء میں منعقد ہوئے جن کے نگران وزیراعظم اپوزیشن لیڈر غلام مصطفیٰ جتوئی تعینات کیے گئے جس سے صدر مملکت جناب غلام الحق خاں کا مائنڈ سیٹ پوری طرح حیاں تھا۔ جناب نواز شریف وزیراعظم کے منصب پر فائز ہوئے جبکہ اپوزیشن لیڈر کے طور پر محترمہ نے انتخابات میں ”پری پولی رنگ“ کے الزامات عائد کیے۔ نواز شریف کی حکومت کی ہر طرفی اور عدالت عظمیٰ سے اس کی بھائی کے بعد 1993ء کے آخر میں جو عام انتخابات ہوئے ان کے لیے نگران وزیراعظم امریکہ سے جناب جیمز الدین احمد قمر مٹی ورا آمد کیے گئے جنہوں نے آئی ایم ایف سے پاکستان کے مذاقات کے منافی معاہدہ کر ڈالا اور اپنے ”سخت گیر“ اقدامات سے قومی سیاست کا توازن بگاڑ دیا۔ بے نظیر بھٹو انتخابات جیت گئیں جبکہ نواز شریف نے ”انجینئر رننگ“ کا الزام لگایا۔ فروری 1997ء کے انتخابات میں صدر مملکت سردار فاروق احمد خاں لغاری نے ملک معراج خالد کو نگران وزیراعظم بنایا اور ماہ رمضان کی وجہ سے دونوں کا ٹرن آؤٹ بہت کم رہا۔ چیئر پارٹی کی انتہائی خراب کارکردگی کے باعث اس کا صفایا ہو گیا اور نواز شریف دو تہائی مینڈیٹ سے کم دوسری بار وزیراعظم منتخب ہو گئے جن کے خلاف جنرل مشرف نے بغاوت کر کے 12 اکتوبر 1999ء کی رات اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ 2002ء کے عام انتخابات انہی کے زمانہ اقتدار میں ہوئے جن میں دونوں بڑے سیاسی قائدین جلال دین ہوتے کے سبب حصہ نہ لے سکے اور آئی آئی اور جنرل اور دوسرے غیہ اداروں اور سول انتظامی مشینری

نے پری پولی رنگ کے نئے ریکارڈ قائم کیے۔ ہندو کی ٹوک پر سیاسی و قادیان تہذیب کرائی گئیں اس کے باوجود بہت کھینچ تان کر صرف ایک ووٹ کی اکثریت سے جناب میر تقی الزماں جہاںی قائد ایوان منتخب کرانے پاسکے۔ بعد میں ان سے استعفیٰ لے کر جناب شوکت عزیز کے لیے وزارت عظمیٰ کا راستہ ہموار کیا گیا۔

فروری 2008ء کے انتخابات بھی جنرل پرویز مشرف کے دورِ صدارت میں ہوئے مگر اس وقت ان کی جگہ جنرل اشفاق پرویز کیانی فوجی کمان منبھال چکے تھے جنہوں نے اپنے تمام اداروں کو انتخابات سے الگ تھلک رہنے کی سختی سے ہدایات جاری کی تھیں۔ ان پر عمل درآمد نہیں ہوا مگر وہ سیاسی طاقت پر فوجی آمریت کا دوطرفہ پی کر خوفناک عنقریب بن چکے تھے انہوں نے عوام کا مینڈیٹ چیر بھاڑ ڈالا اور کراچی میں مشرقی پاکستان کی عوامی لیگ کی طرح ایم کیو ایم نے اپنے سیکٹر کا خدروں کی طاقت پر انتخابی عمل کو بریغال بنالیا۔ جماعت اسلامی کے انتخابی بائیکاٹ نے ان کے لیے میدان کھلا چھوڑ دیا جبکہ چیئر پارٹی بھی شہر میں ابھی غیر منظم تھی اور اسے اپن پی کا وجود اس وقت فقط برائے نام تھا۔ کھلی اور بے روک ٹوک دھاندلی کے باعث بعض انتخابی حلقوں میں جیت بکسوں سے ووٹ فہرستوں میں درج شدہ ووٹوں سے بھی کہیں زیادہ برآمد ہوئے۔ دراصل جنرل مشرف نے اپنے سیاسی مقاصد کے لیے ایم کیو ایم کو پوری چھوٹ دے رکھی تھی اور اس کی خواہش کے مطابق انتظامیہ نے انتخابی حلقوں کی حد بندیوں کی تھیں۔ نگران وزیراعظم جناب محمد میاں سومرو ہومینسٹ کے چیئر مین بھی تھے انہوں نے خانہ صدر مشرف کے اشارے پر کراچی کے معاملات اور کے قوں نہ بنے دیے۔ ایم کیو ایم کے اندر جو ایک فسطائی باغیا ہے اس نے اسلئے کے دور پر 2008ء کے انتخابات میں 25 نشستیں حاصل کر لیں اور ان کی طاقت سے چیئر پارٹی کو کنگی کا بیج بچایا کیونکہ اس کی پارلیمانی حمایت کے بغیر مرکز میں حکومت قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ کراچی کے شہری ایم کیو ایم کی جیت خودی ’دہشت گردی اور خویش کھیل سے تنگ آچکے ہیں اور سالہا سال سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ انتخابی فہرستیں درست‘ انتخابی حلقوں کی معروف معیارات پر حد بندی اور سیاسی جماعتوں کے عسکری ونگ قائم کیے جائیں۔ عدالت عظمیٰ نے انتخابی فہرستوں کی درست اور نئی حد بندیوں کے احکام دو سال پہلے صادر کیے مگر ایم کیو ایم اور بیوروکریسی نے اپوزیشن کیٹیشن کو مسلسل دباؤ میں رکھا جس کی وجہ سے بروقت مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کیے جاسکے۔ اس غیر جمہوری طریقہ عمل کے خلاف بیس کے لگ بھگ سیاسی جماعتوں کے قائدین فرین مارچ پر مجبور ہوئے۔ انہوں نے کراچی سے اسلام آباد تک پورے ملک میں پری رنگ کے خلاف بیداری کی لہر اٹھانے کی ایک پُرامن اور جمہوری کوشش کی ہے جس نے ایم کیو ایم کے اندر بھی خاموشی کا کاف اُل دیا ہے۔

بہارِ جنت

2008ء کے انتخابات کے حوالے سے بلوچستان کے اندر عام شکایت یہ پائی جاتی ہے کہ انجینئروں نے زیادہ تر اپنی پسند کے ٹوک منتخب کرانے جو پانچ سال تک ہر طرح کی لوٹ مار میں لگے رہے۔ چیئر پارٹی کی قیادت نے



انہیں اپنے ساتھ رکھنے کے لیے سرکاری خزانے کے منہ کھول دیے اور ایک ایک ایم پی اے ترقیاتی فنڈ کے نام پر سالا نہ بچیں کروڑ وصول کرنا اور عوام کا خون چوسنا رہا۔ ان انتخابات کے بارے میں مولانا فضل الرحمن بھی بار بار یہ شکایت کرتے رہے کہ ان کی جماعت کو امریکی سازش کے تحت خیر بختوں خواہ میں ہرایا گیا۔ یہ حقائق چہرت کرتے ہیں کہ ماضی میں انتخابات کا عمل آزادانہ اور شفاف نہیں تھا اور عوام حقیقی نمائندگی کی برکات سے محروم بن رہے۔ وہ معاشرہ جس میں نوے فی صد آبادی دس فی صد سانبھوکاروں، چالیس داریوں، سرداروں، چودھریوں اور زمین داروں کی محتاج ہو، وہاں آزادی سے اور ضمیر کے مطابق ووٹ ڈالنے کے امکانات کچھ زیادہ روشن اور نمایاں نہیں تھے تاہم جمہوریت سے وابستگی پاکستانیوں کی گھٹی میں ہے کہ ہمارا ملک جمہوری کل دی سے وجود میں آیا اور اسلام ہمیں اپنے اجتماعی امور مشاورت کے ذریعے چلانے کا حکم دیتا ہے۔ اس پہلو سے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ انتخابات کو زیادہ سے زیادہ معتبر اور شفاف بنانے اور نظام کے اندر زیادہ سے زیادہ بہتری لانے کی جدوجہد حکومت اور تہ رنج کے ساتھ جاری رکھیں۔

انتخابات کا عمل شروع ہو چکا ہے چنانچہ ہمیں بے منظم خواہشات اور توقعات کے سراب میں سرگرداں نہ ہونے کے بجائے حقیقت پسندی اور بالغ فطرت سے کام لینا چاہیے۔ بلاشبہ عوام کے اندر تبدیلی کی زبردست خواہش موجزن ہے اور وہ انتخابات کے ذریعے ایک ایسی دیانت دار اور اہل قیادت کے منتفی ہیں جو پاکستان کو ایک باوقار مقام اور اس کے شہریوں کو ایک باحزت اور بے امن زندگی کی نہانت دے سکے جس کے قوی امکانات پیدا ہو رہے ہیں کہ نیک نام سیاسی جماعتوں تک یہ پیغام پوری صراحت سے پہنچ گیا ہے کہ انہیں امیدواروں کو ٹکٹ دیتے وقت پوری احتیاط سے کام لینا اور عوام کے جذبات کا احترام کرنا ہوگا۔ الیکشن کمیشن نے مختلف اداروں کے تعاون سے ایک ایسا میکانزم وضع کر لیا ہے جس کے ذریعے بدعنوانوں کی از خود چھاننی ہو جائے گی اور اب وہی لوگ انتخابات کے میدان میں اترنے کا حوصلہ کریں گے جن کے مالی معاملات اور ذاتی اوصاف عوام کی نظر میں درست، شفاف اور معتبر ہوں گے۔ اس دلدل سوسائٹی امیدواروں کے کوائف معلوم کرنے میں طبعی مہولی دیکھیں لے رہی ہے اور خواب شہرت کے افراہ کو انتخابی عمل سے الگ تھلگ رکھنے کے لیے نوجوان رضا کار تیار کیے جا رہے ہیں۔

\*\*\*

شکاف انتخابات کے لیے قوم کے اندر بے حد جوش و خروش پایا جاتا ہے اور میدان انتخابی الشوز فراہم کر رہا ہے جبکہ نگران حکومتوں کے حے آئینی عمل نے کچھ پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں۔ نئے طریق کار کی بدولت ہمیں ایک ایسے 84 سالہ نگران وزیر اعظم دستیاب ہونے ہیں جو ملکی حالات سے یکسر بے خبر ہونے کا تاثر دے رہے ہیں۔ انہیں یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ صوبوں میں کون کون گورنر ہیں اور کتنے نگران وزیر اعلیٰ حلف اٹھا چکے ہیں۔ الیکشن کمیشن کے فیصلے اور اس کے اختیار کا احترام کرتے ہوئے بیشتر سیاسی قائدین نے ان کے تقرر کا خیر مقدم کیا ہے اور خالی ہر امر

ابھی جوش نگاہ رکھا ہے کہ ان کا تعلق شورش زدہ صوبے بلوچستان سے ہے جہاں وہ ایک مثبت کردار ادا کر سکیں گے مگر ان کی حلف برداری کی تقریب میں بڑے سیاسی زعماء شریک نہیں ہوئے اور یہ پیغام دے گئے کہ وہ ان سے ایک فاصلہ رکھنا چاہتے ہیں۔ قومی حقوق میں یہ تاثر گردش کر رہا ہے کہ صدر ذرورداری ایک طے شدہ منصوبہ کے تحت نیشنل جسٹس (مر) میر ہزار خان کو سو کو اس منصب پر لائے ہیں کہ وہ میراثہ سالی کی وجہ سے غیر فعال رہیں اور ان کے نام پر جیٹیز پارٹی کی حکومت کے اندر موجود افسران اسی طرح امور مملکت چلاتے رہیں جس طرح سندھ میں نگران وزیر اعلیٰ جسٹس (ر) زاہد قربان علوی کے نام پر سارے کام صدر ذرورداری کے معتمد خاص اور جسٹس پٹی اور ان کے عوامی مہم انجام دے رہے ہیں۔ ان کے نام پر اتفاق رائے پیدا کرنے کے لیے جیٹیز پارٹی اور ایم کیو ایم نے ملٹی خیز دربار چلایا اور سندھ اسمبلی میں اپوزیشن لیڈ کا وہ منصب جو پچھلے پانچ سال سے خالی چلا آ رہا تھا اور فنکشنل میگ جس کی دعوے دار تھی، تو اپنا ایک ایم کیو ایم کے ارکان اسمبلی اپوزیشن کے پیچوں پر آن بیٹھے اور اسپیکر صاحب نے جناب سردار احمد کو اپوزیشن لیڈ مقرر کر دیا۔ یہ سارا واقعہ اسمبلیوں کی تحلیل سے فقط ایک ہفتہ پہلے رونما ہوا اور تحلیل کے فوراً بعد وزیر اعلیٰ اور اپوزیشن لیڈ مشاورت کے لیے بیٹھے اور جیٹیز پارٹی کی طرف سے دیکھ ہوئے نگران وزیر اعلیٰ کے نام پر متفق ہو گئے جبکہ جیٹیز پارٹی، جناب نواز شریف اور سپہ منور حسن سرایا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ جسٹس (ر) زاہد قربان علوی کا تقرر سپریم کورٹ میں پیش کر دیا گیا ہے مگر وہ حلف بھی اٹھا چکے ہیں اور ان کے نام پر پورا کاروبار پہلے کی طرح چل رہا ہے۔

کچھ ایسا ہی تماشا بلوچستان میں بھی ہونے چلا تھا۔ وہاں بھی اپوزیشن لیڈ کا محمد تقربا پانچ سال سے خالی چلا آ رہا تھا۔ وزیر اعلیٰ نواب اسلم رئیس سالی کی حکومت اسمبلی کے تحلیل ہونے سے ایک دو روز پہلے بحال ہوئی، تو جیل سلائی اور ملی مجت سے بحیثیت علاقے اسلام کے مولانا عبدالواسع اپوزیشن لیڈ بنادے گئے جو حکومت میں سینئر وزیر تھے۔ اس آئینی خلاف ورزی پر بلوچستان ہائی کورٹ حرکت میں آئی اور اس نے جناب طارق نسٹی کو اپوزیشن لیڈ بن جانے کا حق دار قرار دیا اور یوں سازش کی نل منڈ سے نہ چھٹ سکی۔ بعد ازاں وزیر اعلیٰ اور اپوزیشن لیڈ نے تمام جماعتوں کے ساتھ مشاورت سے نواب غوث بخش ہاروڑی کو نگران وزیر اعلیٰ بنانے پر اتفاق کیا۔ باروڑی صاحب 2013ء میں پانچا اور پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام بلوچستان قومی کانفرنس میں شریک ہوئے تھے اور انہوں نے اپنی ذاتی شرافت اور پاکستان کے ساتھ گہری محبت کے اظہار سے حاضرین اور میڈیا کو بے حد متاثر کیا تھا۔ ان کے آجید دستاویز امداد الی کی طرف سے ایک وسیع علاقے میں لیکس وصول کرتے تھے ان کے تقرر سے یہ امید برک و بار لانے لگی ہے کہ وہ بلوچستان کو قومی دھارے میں لانے کے لیے ایک انتہائی قابل قدر کردار ادا کریں گے اور پاکستان جو ہم سب کا بہت بڑا گھر ہے، اس کی ہر طرح سے حفاظت کا مشن آگے بڑھائیں گے۔ قومی حلقے اسی امر پر بہت خوش ہیں کہ نگران حکومت کے سلسلے میں خیر بختوں خواہ کی سیاسی قیادت نے بڑی جتنی اور معاملہ جی کا ثبوت



دیا ہے۔ حکومت اور اپوزیشن کی جماعتیں ایک دوسری کی شدید مخالفت تھیں، مگر وزیر اعلیٰ جناب امیر حیدر ہوتی اور اپوزیشن لیڈر جناب اکرم درانی مشاورت کے لیے سر جوڑ کر بیٹھے اور پہلی ہی نشست میں جناب جنس (ر) طارق پرویز کی شخصیت پر متفق ہو گئے۔ انہوں نے سیاست دانوں کی لالچ رکھ لی ہے اور خوفناک توقعات کی شمع روشن کی ہے کہ حکومتوں کا نیا آئینی نظام تجربات کی بجلی سے گزر کر جز پکڑے گا یا پھر الیکشن کمیشن اس کی جگہ لے گا۔

\*\*\*

اچھی دوا غلوں کی پروزش میں وقت بھی لگتا ہے اور محنت بھی۔ ہمارے ارباب مل و عقد کے لیے شفاف انتخابات کو اولین ترجیح قرار دیتے ہوئے ان کے مقاصد کا تعین بھی ضروری ہے۔ سب سے بڑا مقصد تو یہی ہونا چاہیے کہ انتخابات کے نتیجے میں قوم پہلے سے زیادہ متحد، سیاسی طور پر صحت مند اور پُر عزم دکھائی دے اور اس کی رگوں میں تازہ دلوں کا خون دوڑتا ہو۔ محسوس ہونے لگے۔ اس ملک گیر مشن کے نتیجے میں عوام اپنا قیمتی وقت فضول باتوں اور مٹی سرگرمیوں میں ضائع کرنے کے بجائے اس کی قدر و قیمت کا احساس کرنے لگیں، بنیادی مسائل حل کرنے کے لیے ان میں توانائی اور جوان بھٹی کے جیسے پھوٹ نکلیں اور سیاسی جماعتوں کا مائنڈ سیٹ تبدیل ہوتا دکھائی دے۔ انفرادی کچھ یوں محسوس ہونے لگے کہ اصل حکمران پاکستان کے اٹھارہ کروڑ عوام ہیں۔ غالباً اتنی بڑی تبدیلی ان انتخابات میں تو شاید نہ آ سکے، مگر اس کی شروعات کی مضبوط بنیادیں رکھی جاسکتی ہیں۔ اس ضمن میں ہماری پوری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ انتخابات انتشار کے بجائے استحکام کا باعث بنیں، تمام علاقے اور صوبے قومی دھارے میں شامل ہو جائیں اور انتہا پسندی اور وحشت گردی کے خلاف پوری قوم ایک سیہ۔ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہو۔ انتخابات میں قومی سلامتی، سیاسی شیرازہ بندی اور ملکی خود انحصاری کے بنیادی مسائل زیر بحث لائے جائیں تاکہ عوام کے اندر اپنے مستقبل کی تعمیر کا زبردست داعیہ اور گہرا شعور پیدا ہو اور ملک ذہنی اور سیاسی بے ماندگی سے نکل کر ایک زبردست معاشی طاقت بن سکے۔

مگر ان حکومتوں کا بنیادی فرض امن وامان کا قیام، شفاف انتخابات کا انعقاد اور پچھلے حکمرانوں کی ناجائز تہاورات کا اہدام ہونا چاہیے۔ سابق وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف بڑے بڑے مناصب پر اپنے من پسند افراد و تعینات اور سفارت خانوں میں درجنوں کمرشل اثاثی مقرر کر کے چلے گئے ہیں جن پر نگران وزیر اعظم بھڑکے بغیر دینے کا اختیار رکھتے ہیں۔ آخری دو تین ہفتوں کے دوران سابق حکومتوں نے بڑے پیمانے پر بیوروکریسی میں رد و بدل کیا ہے اور اپنے ہزاروں دفاتر بینکوں میں بھرتی کر دیے گئے ہیں جو انتخابات پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ 1993ء کے انتخابات میں پنجاب کے نگران وزیر اعلیٰ جناب شیخ منظور امبی نے ضلع اور کسٹمری کے تمام اعلیٰ افسر تہہ مل کر دیے تھے۔ اس بار الیکشن کمیشن کی طرف سے تہاڑوں اور تقریر یوں پر پابندی لگا دی گئی ہے جو آزادانہ اور منعقدہ انتخابات کی راہ میں بڑی رکاوٹ ثابت ہو سکتی ہے۔ کئی کئی سال سے ایک ہی شعبہ اور ایک ہی شہر میں کام کرنے والے اعلیٰ

کاروں کا فوری تبادلہ شفافیت کو فروغ دے گا۔ دراصل ایک غیر جانبدار انتظامیہ ہی منعقدہ انتخابات میں امانت فراہم کر سکتی ہے۔ بیوروکریسی کی خود سری کا یہ عالم ہے کہ الیکشن کمیشن نے دو تین ہفتے پہلے فیٹ بینک کے اپنی گورنر کو برطرف کرنے کا حکم دیا جن کے کراچی کے ایک بہت بڑے بینس میں سے تعلقات کی نوعیت کچھ ایسی ہے کہ وہ انتخابی امیدواروں کی چھان پھنگ پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ اس کے حکم پر قتل و راند سے پہلو تھپی کا سلسلہ هنوز جاری ہے۔ انہی گراں قدر ذمے دار یوں کی بجائے آوری کے لیے نگران وزیر اعظم اور وزراء اعلیٰ کو یہ سنا کیوں کا سہارا لینے کے بجائے اپنے وجود کا نقش قائم اور غیر جانبداری کا چٹا ٹکڑا کرنا ہو گا۔ قوم ان سے بہت ساری توقعات وابستہ کیے ہوئے ہے کہ ان کے زیر انصرام ہماری تاریخ کے سب سے اہم اور فیصلہ کن انتخابات منعقد ہونے والے ہیں۔ پنجاب کے نگران وزیر اعلیٰ جناب نجم پٹھی نے حلف اٹھانے کے بعد جو پہلی پریس کانفرنس کی ہے اس میں ان کا یہ پختہ عزم سامنے آیا ہے کہ وہ انتخابات پر اثر انداز ہونے والے بڑے سے بڑے افسر کو معاف نہیں کریں گے اور الیکشن کمیشن اور اعلیٰ عدلیہ کے فیصلوں پر کائن دیانت داری سے عمل پیرا ہوں گے اور ایک چھوٹی سی کابینہ کے ساتھ معاملات بڑی جاں فشانی سے چلا سکیں گے۔

\*\*\*

انتخابات میں سب سے بڑی اسٹیک ہولڈر سیاسی جماعتیں ہیں جنہیں عوام کی سیاسی تربیت اور انہیں قومی وحدت کی لڑی میں پروانے کے ساتھ ساتھ حکمران کی بڑے دریاں بھی منبھالنا ہوتی ہیں اس لیے ان پر لازم آتا ہے کہ وہ انتخابی مہم چلاتے وقت عوام کے جذبات بھڑکانے کے بجائے ان کے سیاسی شعور کی تربیت پر توجہ دیں تاکہ وہ سوچ سمجھ کر اپنے صحیح نمائندوں کا انتخاب کر سکیں اور ملکی مقادات کی تحبیاتی کی ذمہ داری خوش اسلوبی سے نبھا سکیں۔ اسی طرح انہیں مضابطہ اخلاقی کی پابندی کرنا اور فضا کو پرامن رکھنا ہو گا۔ اس کے علاوہ انہیں انتخابی الزامات کو بے قیاد ہونے سے بچانا اور پیسے کے مٹی اثرات کی روک تھام کے لیے مٹائی کردار ادا کرنا ہو گا۔ پولنگ کے دن دھاندلی کے سہ باب کی سب سے مؤثر طاقت پولنگ ایجنٹ ہیں جن کی بعد پہلو تربیت پر خصوصی توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ بد قسمتی سے بیشتر سیاسی جماعتوں کو تربیت یافتہ افرادی قوت وافر تعداد میں دستیاب نہیں جس کی وجہ سے پولنگ اسٹیشنوں میں سیاسی وحشت گردوں کو ٹھپے لگانے کا ایک موقع مل جاتا ہے۔ اس غنڈہ گردی کی روک تھام کا ایک محفوظ راستہ یہ ہے کہ متاثرہ سیاسی جماعتوں کی مشاورت سے حساس پولنگ اسٹیشنوں کے اندر فوجی تعینات کیے جائیں جو نظم و ضبط کا خیال رکھیں اور ”سیکٹر کمانڈروں“ کا غیر قانونی ہوا فلت کا مؤثر سد باب کریں۔ بیشتر مہذب ملکوں میں شفاف انتخابات کے لیے مقامی کمیٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں جو وقفے وقفے سے اپنی حدود میں آنے والے پولنگ اسٹیشنوں کی نگرانی کرتی ہیں اور یوں سول سوسائٹی ایک حصار بنا لیتی ہے۔ آنے والے انتخابات کی غیر معمولی اہمیت کے پیش نظر فوج، سول سوسائٹی اور میڈیا کو بعد وقت بیدار اور مستعد رہنا ہو گا کہ قدرے پروانگہات لگائے







### 3 کروڑ نو جوان انتخابی نتائج پھٹنے والے ہیں!

عمر رسیدہ سیاسی قیادت نو جوانوں کے لیے سحاشی پروگرام دینے میں ناکام

نصیبی تجویز: طیب اعجاز قریشی

جو وقت کا کوئی کا واقعہ ہو یا ہنگامی ورنہ کی عدم دستیابی پر انتخابی نتیجہ جلد ہی پورا نہیں ہوگا اور انتخابی نتائج کے قیام کے بعد پھر بڑے شہروں میں عدم ہرجا ہے۔ آپ کی وی پر اثر دیکھتے ہیں کہ پھر۔  
پھر نے بچے اور لوگوں سڑکوں پر گزرتا کر کرنا کولنگ کو ملک کر رہے ہوتے ہیں، یا پھر دکانوں پر شہر میں مسروق۔

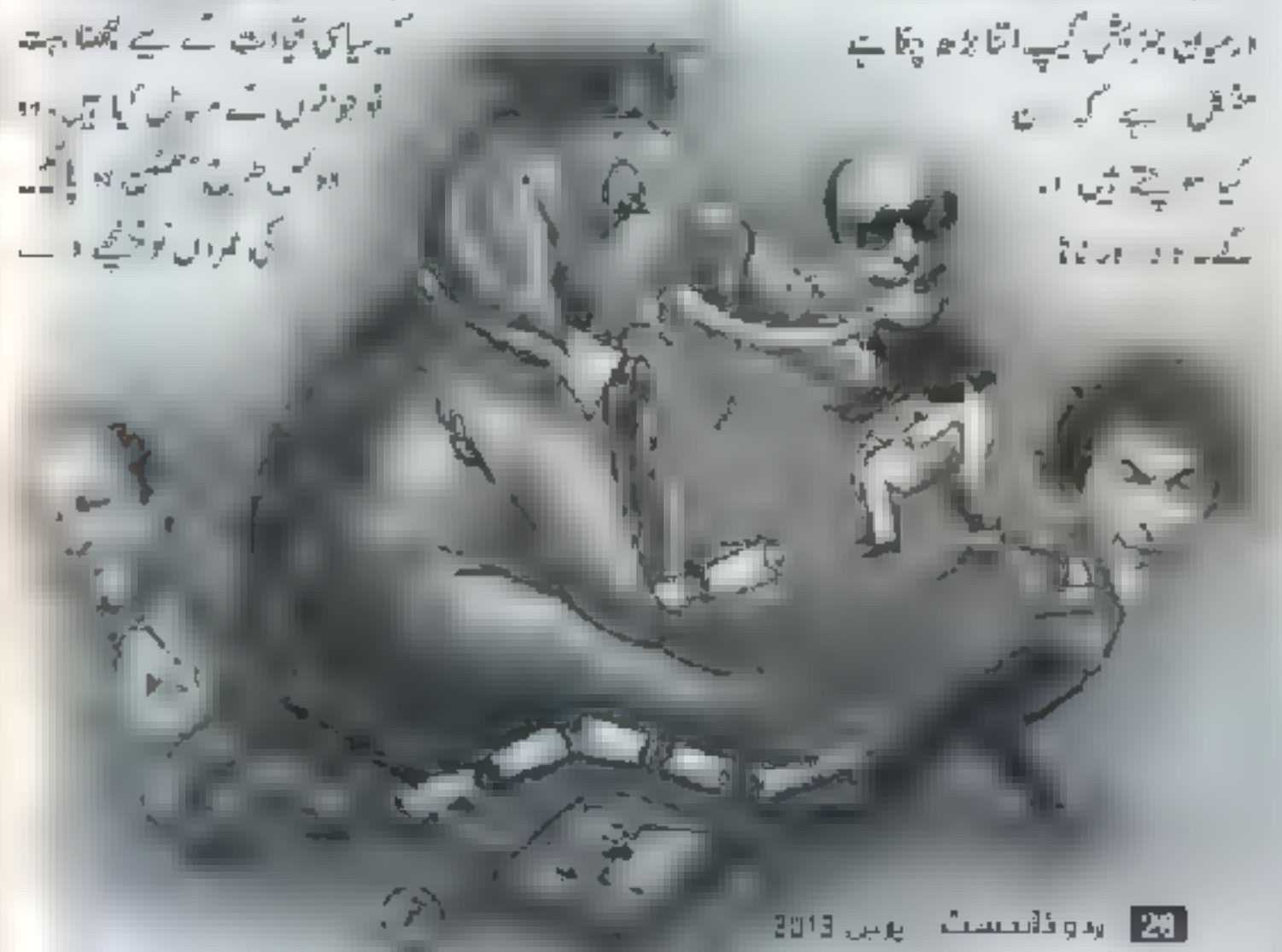
نو جوانوں میں فرسٹ سٹین اور عرصہ بڑھتا ہے وہاں ہے جس کی وجہ بات کو پاکستان کی سیاسی جماعتوں کی عمر رسیدہ قیادت سمجھنے سے حق قاصر ہے۔ رخصتم تو ز شریف، شہباز شریف، چوہدری شہزاد، صف علی زرداری، محمد انور، محمد امجد علی، جہاںگیر خاں، شریف اور اسفندیار وی حال کبھی مرگئے ہیں۔ آپ کے ہر بچے ہیں، ہمارے بچے ہیں، اسکی کے ارکان اور وزراء کی عمر عمر بھی 50 سال سے زائد تھی۔ یہ چاروں کے مطابق پاکستان کی سیاسی کا ایک بڑا حصہ یعنی تقریباً نو کروڑ افراد بچوں سے کم عمر

اور میاں جہاںگیر شریف کیپ اتنا بڑا چکا ہے

مذاق ہے کہ

کیا سچے ہیں

کے دور ہونا



بھی سرج سمجھتے ہیں کہ ان کے لیے پتوں اور لوگوں پر بالکل مختلف، ہول میں ہے بڑھتے ہیں سے کیا کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ یہ 40 سالہ لڑکے اپنے بچے یا اپنی کو قتل کرنا ایک درجہ ہوتا ہے۔ جو کہ مل نہیں تعلیم یافتہ اور پشاور سے وہ اپنے مدینہ اور مدینہ سے بہت سی، قوت نہیں ہے اور پھر قیام کے میڈیا، انٹرنیٹ کا آزاد، انتخابات میں مداخلت، سوشل میڈیا، ٹیکنالوجی نے اس جہاں میں کوئی کو بڑھ رہا ہے۔

قریباً نصف، مسلم لیگ، مہلت اسلامی اور ایم کیو ایم کے منشور کا چاروں کے سرخوں، اندازہ ہوگا، چاہے کہ ان کے پاس میں مل کے لیے کوئی خاطر خواہ پروگرام نہیں ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ انے والی حکومت ان لوگوں کو کار اور مستقبل کا قابل میں منصوبہ پر ہم نہ کر سکی تو کیا ہوگا؟

کسی بھی ملک کے لیے اگرچہ انجمن میں کا پیہ دامی شعبہ ہوتا ہے۔ پچھلے دور میں ہم نے صنعت اور پیداواری شعبہ کو تیار کر دیا ہے اور سامانی تیار کر دیا ہے۔ عت پر مرکوز کردی گندم اور دھڑی اجناس کی قیمتیں تو بڑھ رہی ہیں لیکن اس میں جیسے سب نو جوانوں کو نوکریاں مل سکیں اور میکانیکی کا ملوں، ٹک سے نکلنا ہو سکے۔ حالت یہ ہے کہ ایک طرف بڑی بڑی شہر کے لیے بھی مطلوبہ ماحول کے قریب یا قریب افراد سامانی سے بھر نہیں اور دوسری طرف بڑھتے آئے ہیں۔ ان کے پاس تو ہوں گے ہے ہر مدت روزگار کے مواقع نہیں۔

اسی سلسلے میں ایک کار پر کاغذ پڑھیے:

”عمر فاروق میں جس ایٹام، درانی نہایت خفیہ ہی دیکھوں گی۔ ورنہ میرا سامان میری اس آواز کو بھی دے دے گا۔ میں ایک انڈیا سے لے کر میں سے، ملک کا شکار، دریا ٹوٹا نیچے کی بچی ہوں۔ حالات بد، عصر حاضر کی ہر قسم سہولت سے محروم ہے، سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم ناپید ہے۔ ہمارے جوق میں صرف ایک ہی گورنمنٹ ٹرینڈ ہوتی ہے۔ ان کے پاس میں وہاں سائنس اور میکانیکی کا بڑا ہوا ہے۔ 2011 میں میرا بیٹا انڈیا کا رولٹ آیا، سوچ تھا کہ اس کے بعد حالات میں اسے تو گئے چھنے کا تو بڑا شرمندہ تعبیر ہوگا“

یہ وہ ہیں جو بچوں میں سے میرے دور میں کا نمبر ہے۔ وہ ہر مل صاحب سے مالی تعاون کے لیے نہیں، کسی مالی فزیشن کے لیے نہیں صرف اس وجہ سے، یہ بڑا تقریبی دروست کیا کہ سائنسی تعلیم کے حامل فرد کو ملازمتیں مل رہی ہیں، خدا آرمی کی تعمیر رکھنے والوں کے لیے بھی تیار ہیں، یہاں تا کہ سفید پوش لوگ اپنے خراب شرمندہ تعبیر کر نہیں۔ سب انہیں سے نکلنا پڑا ہے۔ انہیں اپنی ہی سیکڑی کی کھل کے عدد کوئی جو ب نہیں بد صرف جھوٹی قسمیں دی جاتی ہیں۔ میری درخواست تو صرف اتنی تھی کہ انہوں نے اپنے منصوبوں پر توجہ دے دی ہے جس کو میں نے سہارا دے دیا ہے۔ ہر حاضر میں ہم پر کوئی حق نہیں ہے۔ حد انہوں سے بڑا ہوتا ہے کہ انہیں اس کے منہ پر لٹ کو تو ملازمت مل جاتا ہے لیکن انہیں سے ان کے لیے اسے کوئی پر پھر تک نہیں۔ سونے پہاڑ، یہ عنوان کہ ”آرٹس کی ماحول“



پر چین ٹک گیا، ایک۔ آج تک یہ ایک پرموونگ مارشنگ کو مستقل مدد دیا گیا۔

مختصر مریہ اعلیٰ صاحب صرف کتاب دے دے میں کہ جس کی اس پ کی مدتوں پر شب بھر کر کر  
نروپ کے ڈگری جملہ کہیں جو میں کان دہنگا کر فرہم کرے گا

صدر مجلس اعلیٰ تعلق کے صوبہ دار نے ایک بیٹی کی فریاد سن کر کان تک نہ دیکھ سکا یہ کی سکتی ہوئی آمدنی اعلیٰ  
تعلیمی ناچار ہے (ایک طالب جنوری ماہنامہ)

یہ ایک تعلیمی ناچار ہے۔ اس میں اس اور تربیت کے فوائد (Skills) میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے، تعلیمی  
صاحب اس صنعت کے کام میں کوئی توجہ ہی نہیں۔ پارٹنر وڈنہ خواہ مران جس کو بھی ملے کر میں کہ وہ نہ دیکھی اور نہ دیکھی  
پہچان ہے 16 سال سے، تے ہوئے ہیں۔ یہ مران خان کے پاس ان فرادہ ہونگا فرہم کرے گا کہ ان کے  
پہچان ہے؟ اگر ہے تو اب تک سامنے ہوں نہیں آئے۔ اس کے جت میں توقع کے مطابق نو جوانوں کی بڑی تعداد  
میں آ کر اس کے طے میں شامل ہو کر تھری کے حق میں ایک مہربان کی۔ فہم جسے کے وقت مریہ دے پھر اس میں کوئی توجہ  
دھوری چھوڑا پڑی، شدید ہارن اور غلطی میں غمیرتے ہوئے انہیں اب ٹرے وڈنہ ہاں صدارت دے جتے ہوں گے کہ وہ  
نصف کی۔ ان کی فہم میں کوئی بھی طے نہ ہو سکتی رہے ہو یا انک کا مطالعہ تو نہ ہے گی۔ چاہے حلقوں سے توجہ  
نے دے وہ شام کو قریشی ہے، جب کہ ہارن کی فہم کوئی کام میں لگے اور نہ ہی فہم کرے گی۔ ان کی  
فہم ورت تھی نو جوانوں کو ہارن خاں سے جملہ لینے اور ان سے مستفیل کا انہیں سے آئے تھے کہ شام کو قریشی  
مختصر مریہ ہاں کا اعلیٰ نمرہ، نویر نہ نیچے تھا۔

مستحق روٹی، تسمیر و رہے تھے انہیں پورے قدر انہیں نہیں تھیں انہی بھی تھوکتے اس امر کی انہیں کوئی  
عربہ جاری رکھ سکتی ہے۔ اس میں مراعات یا سہولت کی نظر اس ملک میں ہر پارٹنر کا Entrepreneurship  
پروں چڑھتے تھیں دے گا یہ لوگوں کو۔ اس کاٹ اور طے میں دے گا آپ لوگوں کو کام نہ کرنے کے سبب پشیمان  
رہتے ہوتے ہیں۔ یہ اس کی تسمیر نے نہ رہے نہ جہاں مہارت (Skill) حاصل کر کے اپنے حق میں پڑھتے  
سکتے ہیں۔ چھوٹے پچاس پر ہاں کام ہر شرم نہ کر سکتے ہیں۔ انہیں پر نیویٹ نیٹ میں نو کر کی مل سکتی ہے۔ سوال ہے  
کہ کرادوں نو جو کوئی بھی تھیں حاصل کرنے کے مواقع کو فراہم کرے گا ان کو ہر ہمد پر عزم و ہمت  
خود میں میں مددیں کرے گا۔ اس پانہنی قانون ان کو ہر عزت و ہر کام فراہم نہیں کرے

سویڈن صورت حال میں ہم دستیاب وڈنہ نوڈس سے پانہنی (Practical) یعنی زیادہ پیر وادہ حاصل نہیں  
سکتے۔ اس وقت ملک کو ایک نئے معاشی مازال کی شدہ نوڈس ضرورت ہے جس سے تحت ملک میں ترقی کی نئی طرح دیکھ سکیں  
دراعت پہنی صنعتوں ہر مینہ چکر تک کے شعبہ نوڈس پانہنی۔ مگر ہم سے ملک میں دراعت پہنی صنعتوں اور مینہ چکر تک  
کے شعبہ نوڈس نہ دیا تو یہ ترقی کے سبب جو ایک سرمدیہ مدت ہو سکتا ہے ایک ملک جسے میں تبدیل ہو جائے گا۔



یہ ہے اللہ کی تہواروں میں سے ایک

حضرت

# خالد بن ولیدؓ

اسلامی تاریخ میں بہادری و جرات پر روشنی کی علامت بن

جانے والے ایک عظیم و شہداء کا جہاں ہوا، دلوں کو زندہ کر دیا

نور محمد صمد، رشاد برہن

مکتبہ ہولیا پر پڑا سو تھا

اب کا معرکہ بھی بڑی سی ہے آج کے دور میں دوسرا ہو  
گیا، گویا اسے پانی ڈال کر بجائے بجایا، لہذا پہلے  
چھوٹے

ایک زمانہ تھا کہ میں بیٹھ گئے اور اپنے غیور  
صحابہ سے اس کی عقل و شہادت کو اس حد تک پرکھ کر  
دیکھ کر اس کے پرچم کا رنگ دیکھ کر بھی ہوا ہے تھے وہاں  
میں متاثر بھی ہوا تھا، ان کے دل میں تمہارا  
رسول کہ اللہ کے پیغمبر کے لئے ہدایت  
کا کوئی ذریعہ پیدا کر دے۔

یعنی ان کے دیکھ کر اس میں تین کے  
احسانات جاگ اٹھیں۔ وہ خود سے ہم کلام  
ہوئے۔

اللہ کی قسم، یہ سب درست ہے اور آج  
رسول ﷺ ہے۔ لہذا کہاں تک اور کب تک  
(میں اس سے دور ہوں گا؟) اللہ کی قسم! میں  
جانتا ہوں اور اسلام قبول کر دیتا ہوں۔

قرآن کی روشنی میں اس کے بعد

کی طرف توجہ دیتے ہیں

اور رسول اللہ ﷺ

”یہ ان کی اساتذہ حیات ابتدا میں  
مکرمات کی ابتدا۔ وہ تو خود اس دور کے خدا و  
روزگار کی زندگی کا اندازہ نہیں سمجھتے جس میں انھوں نے  
رسول ﷺ سے بہت برے ہوئے آپ کے دست  
مردم کے میں ڈھکیا تھا۔ مرنے کے جس میں ہوتا تو وہ  
اس ساری عمر اور زندگی کو خود سے دور کرنا چاہتے تھے اس دور  
سے ملنے والے اور برسوں کی صورت میں گزر چکا تھا۔

اس میں ان کی کہانی وہیں سے شروع کرتے ہیں  
جہاں سے وہ شروع کرنا پسند کرتے ہیں یعنی وہ صحابہ سے  
جس میں ان کا نام ہے اس سے لے کر ان کی روح نے  
انہیں نے اس میں ہاتھ کاٹ کر محسوس کیا۔ (وہ ان کے  
تو وہاں ہاتھ میں ہیں) تو وہ روح اس سے دیکھ  
اس کے بعد، یہ وہی ہیں جو ان کے لئے شہادت کے شوق  
سے نہیں تھے، ان کی شہادت پر باور رکھنے کا وہ وجہ انکار  
کے بغیر باور رکھنے کی بات ہے، انہیں ان کی صورت میں رہنے کے



کے پاس جہتے اور قافلہ موٹھن میں اپنا نام صلیٰ کھاتے کے  
بے مکہ سے مدینہ کی طرف بڑے سفر مبارک کی ہوا وہاں  
گھر گئے ہیں

”میں نے چاہا کہ کوئی ایسا آدمی ملے جس کو ساتھ لے جاؤں!  
میں عثمان بن طلحہ کو ملا اور اس سے اپنے ارادے کا ذکر کیا تو  
اس نے فوراً بات مان لی ہم دونوں ہفت ہجرت تک پہنچے  
جب ہم مکہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں ہمیں عمر بن العاص  
ملے۔ انھوں نے کہا: ”آپ کو کئی خوش آمدید“  
انھوں نے پوچھا: ”کہاں کا ارادہ ہے؟“

”میں نے انھیں بتایا تو انھوں نے بھی ہمیں بتا دیا کہ وہ  
بھی اپنی جہت کی طرف جا رہے ہیں تاکہ ہجرت قبول کریں  
پھر وہ بھی ہمارے ساتھ ہو لیے۔ یہاں تک کہ ہم  
مدینہ کی یکم صفر کو مدینہ پہنچ گئے۔ میں جب رسول اللہ ﷺ  
کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کو یہ خبر سنا۔  
آپ ﷺ نے بھی خند ہوئی سے مس کا جواب دیا۔ پھر میں  
نے ہجر شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارا اور میری عقل  
دیکھ رہا ہوں کہ وہ تمہیں خیر کے سوا کسی اور چیز کے سوا  
کچھ نہ کہے گا۔“

میں نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کی اور عرض کیا: ”اے  
حق میں بکھڑے! اسے کی خاطر مجھ سے مرزا ہونے کا  
ہر عمل کی میرے لیے استغفار کیجیے!“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اسلام! بعد میں کائنات  
(اسلام ان تمام (گناہوں) کو مٹا دیتا ہے جو اس سے پہلے  
مرزا ہوئے تھے۔)

میں نے عرض کیا: ”رسول اللہ ﷺ! پھر بھی آپ ﷺ  
میرے سے ہجرت کی دعا کیجیے

پھر آپ یوں فرمایا: ”

اللهم غفر لخلد ابن الوليد كل ما اوضح فيه من  
صدق على نفسك

”اے اللہ! خلد بن ولید کے ان تمام گناہوں اور بات  
فراموشیوں سے تیرے رسول کے لئے سچے ہیں۔“  
اسی کے بعد عمر بن العاص اور عثمان بن طلحہ بھی  
مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی رحمت کر لی۔“

آئیے اب ”حضرت خالد کی ہجرت میں چند حقائق  
گزر رہی ہوائی قوت ماند کے مل رہے ہیں ہمارے سامنے  
بنی سید خالد جب مسلمان ہو جاتے ہیں تو ان کا  
موجود بھی جو شہید ہوا ہے

کارمین کرام“ آپ ﷺ کے مرنے کے بعد وہیں تین  
شہداء جناب زید بن عاص، جناب جعفر بن ابی طالب اور  
جناب عبداللہ بن رواحہ ہیں۔ مزید دو غزوہ سے ان کے  
لے روم نے دو لاکھ فوج فتح کی تھی اور جس کے مقابلے  
میں مسلمانوں نے بے مثال دلا شجاعت دی تھی۔

آپ ﷺ کو یہ خبر تکبیر الفاظ بھی پہنچ گئے جو  
رسول اللہ ﷺ نے تینوں قائدین ہجرت کے شہادت کی  
خبر دیتے ہوئے فرمائی تھی کہ

خذ لوليد كريد بن عاصم شهداء شهداء على من  
شهدوا ثم اخذوا جعفر بن قتال بعد حتى قتل  
شهداء ثم اخذوا عبد الله بن رواحة فقتل  
بها حتى قتل شهداء

”زید بن عاصم کے پرچم پکڑنا اور ادا کرتے رہے  
حتی کہ وہ قتل ہو کر شہید ہو گئے۔ پھر پرچم جعفر نے پکڑا  
اور وہ بھی لڑتے رہے حتیٰ کہ قتل ہو کر شہید ہو گئے۔ پھر  
پرچم عبداللہ بن رواحہ نے پکڑا اور لڑتے رہے حتیٰ کہ قتل

ہو کر شہادت پا گئے۔“

اب حضرت رسول ﷺ کا کچھ حصہ باقی ہے۔ آپ  
نے فرمایا

ثم اخذ برأية سيف من سيفه ثم قطع به  
على يمينه

”پھر پرچم الائی تو اس میں سے ایک ٹکڑے  
تھا اور انہوں نے اس سے ہاتھ لگا کر فرمادی۔“

یہ سبب من سیوف احمد کن تھا  
یہ حضرت جابر بن عبد اللہ تھے جو ایک عام سپاہی کی  
ہجرت سے تین کو مذروں حضرت زید، حضرت جعفر اور  
حضرت خالد کی قیادت میں غزوہ منوط میں شہادت  
کے لیے گئے تھے۔ یہ تینوں حاضر اس قریب سے اس  
توفیقاً کہ جب میں شہادت سے مرزا ہوا ہے

تفریق نہ ہوا کہ شہید ہو کر۔ میں نے گھر کے  
بعد حضرت ثابت بن اقرم جلدی سے جھنڈے کی  
طرف سے راستے اپنے ہاتھ میں تھا کہ شکر ہوا  
کے وسط میں مل کر پانچ مسلمانوں کی منوں میں کوئی  
پرانی نہ پیدا ہوا ہے۔

حضرت ثابت نے جھنڈے کو ہاتھ میں لے لیا  
ہوئے نورائے حضرت خالد بن ولید کی طرف بڑھا وہ  
کہ: ”اے یونسیمان! پرچم پکڑ لیجیے“

حضرت خالد جھنڈے کو اٹھا کر چلتے ہوئے تھے  
کہ خالد آپ ﷺ نے مسلمان بنائے تھے اور نہیں جانتے  
تھے کہ اب اس وقت مسلمانوں کی ہجرت کریں جب وہ  
اسرار و مہاجرین ان کے درمیان بھی موجود ہوں جنھوں  
نے اسلام لانے سے ہجرت حاصل کی تھی

یہاں تک کہ ہم دراختی ہو جائیں یہ بھی نہ  
لگتی تھیں اور وہاں کے مل تھے اس وقت انھوں نے

حضرت ثابت بن اقرم کو جو اپنے دینے والے فرمایا  
”نہیں میں پرچم میں تو نہ تھا۔“ آپ اس  
کے زیادہ حق دار ہیں۔ آپ عمر میں بھی مرے ہیں اور  
غزوہ بدر میں بھی شریک ہو چکے ہیں۔“

حضرت ثابت نے اس کو جواب دیا اسے آپ  
پہنچیں، آپ مجھ سے زیادہ جنگ کے ماہر ہیں اور اللہ  
کی قسم میں نے یہ آپ کو پکڑانے کے لیے کچھ اٹھا۔  
پھر حضرت ثابت نے مسلمانوں میں ہوا زہر پکڑا  
”کیا تمہیں خالد کی ہجرت منظور ہے؟“  
لوگوں نے کہا: ہاں منظور ہے!

آپ خالد اس وقت عمر کی ماں سمجھتے ہیں  
جب لڑائی اپنے انجم کے قریب پہنچ رہی ہے اور  
مسلمانوں کی شہادتیں بہت ہو چکی ہیں۔ ان کے ہاتھ  
کٹ چکے ہیں، ان کے ہاتھ اپنی بے حساب کثرت کے بل  
پر تھے پر تپائی بھی پہنچا رہے تھے اور مسلسل کاسیاتی بھی  
حاصل کرتا تھا۔ اس لیے وہاں سے آپ کو بھی چال و  
دار چلایا گیا تھا جو ہجر کے لیے ہجرت کو تبدیل  
کر سکے اور مغلوب کو نہ بے ”خائب“ تو مغلوب کر  
سکے۔ جو دھرم عمل کسی عیت کی کا اہل کر رہا ہو وہ  
مجھے آزاد ہے وہ یہ تھا کہ شکر ہوا میں جان بھڑکانا  
مزید پڑھنے سے روکا جائے اور ہجرت نہ چاہا کہ یہاں  
سے نکلا جائے۔ مجھے جتنا پسپائی اختیار کرنی چاہئے تو  
بغیر قوت کو از غریب ہجرت میں جہاد ہو جائے سے ہی سکے  
ہیں ان حالات میں اس طرح کی پسپائی کسی بھی جگہ  
ناممکن ہوتی ہے۔ مگر سب سے بات یہ ہے کہ یہ کام کسی  
بہادر دہ کے لیے ذرا مشکل و ناممکن نہیں تو ہم کہیں  
گئے کہ حضرت خالد سے جو بہادر دل کوں ہو کھنکے



سیف اللہ آگے بڑھتے ہیں۔ پورے میدان جنگ پر عتاب بھی نگاہ ڈالتے ہیں اور روشنی بھی بکری سے فوراً منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ جنگ چاروں پہلے اور اسی دوران لشکر کو کئی ٹولیوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ پھر ہر ٹولی کو اس کی جگہ اور ذمہ داری سونپتے ہیں اور مشق میں ڈال دیتے ہیں۔ پتے فن اور گہری چالاک کی استعمال میں ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ لشکر روم کی صفوں میں بہت بڑا شکوک ڈال دیتے ہیں جس نے روموں سے مسلمان لشکر بسلامت گرجا دیا ہے۔

حضرت خالدؓ سب سے آگے تھیں اور ان کے پیچھے اپنی تقسیم خدمات روموں کی جگہ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیتے ہیں جس میں پروردگار نے یقین کے ساتھ ایمان لائے تھے اور چوری زندگی اس کی نذر کر دی۔ رسول اللہ ﷺ کے قبل اہل اسلام نے حضرت ابوہریرہؓ کی خلافت کی ذمہ داری سنبھالتے ہیں تو روم کی فداوند و مکارانہ آندھلیاں چل پڑتی ہیں۔ ان غیظانوں سے کانٹاں کو بھر کر آگے آگے خوفناک جنگی مسلسل تحریک کے رستے دیئے اسلام کا گلیہ مارنے کی نغالی سے حضرت ابوہریرہؓ اس اہم خدمات کی سرکاری کے لیے مرد و عورت و بزرگ و جوان خالدؓ کا ہاتھ پکڑا لے لیں۔

یہ بات صحیح ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے ارتداد کے خلاف معرکے کا آغاز ہی لشکر روم کے ذریعے کیا تھا جس کی قیادت خود فرمانی تھی لیکن یہ بات بھی نہایت ہے کہ انھوں نے عیسائیوں کے لیے حضرت خالدؓ کو میدان و میدان رکھا تھا اور پھر حضرت خالدؓ بن ابیہرہؓ نے روم کے خلاف اس تمام معرکوں میں سب سے بڑا تقسیم

مرد میدان رہے۔

جب مرتدین کے لشکروں نے اپنی زبان بولی سریشوں کو بھی دھک دینے کی تیاری شروع کر دی تو خلیفہؓ اور حضرت ابوہریرہؓ نے بھی عزم مصمم کر لیا کہ آپؓ خود لشکر اسلام کی قیادت کریں گے۔ اسی دن بڑے صحابہ جو ان قدر مایوسی میں آچکے تھے وہ خلیفہؓ کو عزم سے روک رہے تھے، لیکن خلیفہؓ کا عزم بترتیب بڑھتا گیا۔ شاید اس طرح وہ اس مسئلہ کو جس میں ان کے لیے لوگوں کو موت دے رہے تھے، اپنی اہمیت دینا چاہتے تھے جو ان خوفناک معرکے میں بغیر تقسیم شرکت کے بغیر نہیں دیا جاسکتا تھا جو معرکہ ابھی ایمان و اسلام اور ارتداد و کفر کی قوموں کے مابین برپا ہوا تھا۔

بادجوہر اس کے کہ یہ خبر صحیح تھی تاہم مرتدین کی یہ حرکت بہت بڑا خطہ تھی۔ اس میں عدم اعتماد ہمارے میں شکوک و شبہات رکھتے اور اس و پیش کرنے والے عمر و روپے بھل قلب کی آتش بھڑکے کرنے کا سنہری موقع ہاتھ آیا تھا۔

اس وقت کی آگ اب اس قدر غلطیوں، جس، علی، و زبوں، اپنی عاجز ہوا، و سبب اور اپنی تقسیم کے قبائل کے اندر بھی بکڑا اٹھی تھی۔

یہ سازشیں سر اٹھاتے ہی ہزاروں جنگجوؤں کے لشکر جو ان میں نہ مل سکیں۔

اس خوفناک بغاوت کو بکترین، عثمان اور عمرہ کے لوگوں نے بھی قبضہ کر لیا تھا اور اسلام کو خطرناک صورت حال سے دوچار کر دیا تھا۔ گویا زمین سے مسلمانوں کے چھایا اُٹھانے آگ بھڑک اُٹھی تھی۔

لیکن ابھر دوسری طرف حضرت ابوہریرہؓ تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ نے مسلمانوں کو جنگ کے لیے تیار کیا اور جوہر کی قدرت فرما کر اس مقام پر کھینچے جہاں بی بی عیسیٰؑ ہی سرور و زبانی ایک شکر قرار کی صورت نظر آئے تھے۔ مرنی تھیں اور شدت بکڑا تھی۔

اللہ تعالیٰ تقسیم فتح مسلمانوں کے حصے میں آئی۔

وہ سب و خاتم لشکر ابھی عزم میں تھے۔ انھوں نے دیکھا پیا تھا کہ خلیفہؓ نے اسے پب اور معرکہ کے لیے آوارہ کر دیا۔ چوتھے مرتدین کی خبریں اور ان کی جتنی بندی ہر لمحہ خطرناک صورت اختیار کرتی جا رہی تھی۔ اس سبب اس امر کے لشکر کی قیادت کے لیے بھی حضرت ابوہریرہؓ نے اچھے فکر کیا۔ سب کا خیال صبر ہر جہت میں اور وہ سب اس بات پر متفق و جمع ہو گئے کہ خلیفہؓ کو مدینہ میں رکھنا چاہیے۔ حضرت ابیہرہؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کے ماتے میں جو کھڑے ہوتے ہیں اور ان کی اس داری کی انجام بخیر دیتے ہیں جس پر سوار ہو کر حضرت ابوہریرہؓ کی قیادت کرتے چارے تھے۔

حضرت ابیہرہؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کہاں جا رہے ہیں؟

میں آپ سے وہی بات کہوں گا جو رسول اللہ ﷺ سے کہے ہو۔ فرمائی تھی کہ

لَا يَخْلُوكَ إِلَّا الْيَهُودُ وَالنَّجَسَاتُ

”جو یہاں آ رہا ہے وہی کفار و بدعت رکھتا اور اپنے بارے میں نہیں سمجھتا۔“

مردانوں نے اس معجزہ شاہ متعلق کے پیش نظر خیر اُمت کے لیے اس رستے پر راضی ہو گئے اور فریاد کیا کہ یہاں بھی تقسیم کر کے ہر گروہ کے لیے اس کا کام خفیہ کر دیا۔ فوج کے ان ہاتھوں میں سے سب سے زیادہ جانک سب سے بڑی حضرت ابیہرہؓ تھے۔

خلیفہؓ نے جب انہوں کو جہاد کے لیے تیار کیا تو حضرت ابیہرہؓ نے اس طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ

بسم عبد اللہ و اخو العشرہ خالد بن ولید

سيف من سيف الله عليه وعلى الكفار و المنافقين

”اللہ کا بہترین بندہ اور خاندان کا وفادار خالد بن ولید اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، اللہ اسے کفار و منافقین پر نازل کرے۔“

حضرت خالدؓ اپنے لشکر کو ایک سے دوسرے ستر کے میں منتقل کرتے ہوئے اپنی راہ پر گامزن ہیں اور فتح پر تکیا ہے۔ یہاں تک کہ قیسہؓ کی معرکہ کا روضہ آگیا۔ یہ عمامہ کا مقام ہے جہاں ہوشیار و دان کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں۔ قبائل سرحد کے لشکروں کو کھینچ کر لے لیں جن کی قیادت (نبوت کا دعوے دار) سیدنا خالدؓ کر رہے ہیں۔

اس موقع پر کچھ مسلمانوں نے بھی لشکر حسینہ کا ساتھ دینے کا تجویز کیا مگر انھیں کچھ حاصل نہ ہو سکا۔

ہر ظیفہ کا حکم تابع ملازم تک پہنچے کہ وہ ظیفہ کی طرف پیش قدمی کرے۔ حضرت خالدؓ لشکر کو اسے کر چلے آگے لشکر کی فوج حضرت خالدؓ کی راہ میں آگے آگے سے جھپٹتی اور خوفناک تصادم سمجھتا پھر اپنے لشکر و زہر دینا سبب بنا کر ہٹا دیا۔

حضرت خالدؓ نے شمر کو پیر کی ہند چنگ پھاڑا اور لشکر کے کھانڈوں کو پرچم عیادت کے اور دونوں لشکر پب دوسرے پر فوج پڑا۔ خاندان ایک ایک شروع ہو کر



گئی۔ پھر اس میں شدت آتی تھی۔ مسلمان مسیحا کو ایسے گروہ سے تھے جیسے تھوڑے ہی دنوں کے پھولوں کو گرائی ہے۔

جناب خاندان نے دشمن کا پلہ بھری ہوا دیکھا تو فوراً گھولے پر سوار ہو کر قریب قریب لڑائی جگہ سے پہنچ گئے۔ میدان جنگ پر لشکر لایا اور اپنے لشکر کے کمرور پہلوؤں کا جائزہ لیا۔

آپ نے دیکھا کہ مسلمانوں میں ذمہ داری کا احساس اس تاہل و ثلث قدسی کی بنا پر کمزور ہو گیا ہے جو مسیحا کی فوج کے لڑنے پر کی ہے۔ لہذا آپ نے سوچا کہ تمام مسلمانوں کے دلوں میں دھڑکنے والے حساس کو پوری طرح اجاگر و مضبوط کر دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے آپ "لشکر کے پتھروں اور ٹولوں کو بلا کر" لے گئے۔ مسلمان جنگ میں قیام کی تنظیم کو کر رہے تھے۔ یہ اپنی ذمہ داری میں کہہ الگ الگ ہو جائے تاکہ ہم آتی ہر چیز میں شہادت کو یکجہلیں

سب نیچے لگ آئے ہوئے۔ میں ہر ایک جھلے تھے آگے اور انہیں دوسرے جھلے کے نیچے چلے گئے۔ اور ایک باپ کی اولاد ایک جھلے سے تھے صبح ہو گئی اور دوسرے کی دوسرے جھلے سے نکلے چلی گئی۔ اس طرح، صبح ہو گیا کہ قسمتیں جگہ سے دور تھیں۔ پھر وہل بہادری کی انگلی سے جل اٹھے اور عزم و جذبہ سے سرشار ہو گئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں لشکر کا قیام کرتے ہوئے ہمارے آواز میں کوئی حکم دیتے تو لشکر کی تلواریں ایسی صوت کا بہت ہو تیں جنہیں کوئی موڑ نہیں سکتا۔ وہ اپنے ہدف تک پہنچتے سے روک نہیں سکتے۔ پھر بھی انہیں میں جنگ کا پانسہ پٹ گیا اور مسیحا کا لشکر اس

میں سر کے پھر سکے۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳



آپ آج کا دن اللہ کے دلوں میں سے ایک ہے۔ اس میں نہ ٹھوڑا بڑا نہ سرنگی نہ اس کی اپنے چہرہ کو (اللہ کے لیے) خالص کر لو اور اپنے اس عمل کے ذریعے وہیت کی دعا طلب کرنے کا عزم کریں۔ آج ہم (شکر کی) ادا کرتے (کندہ من) کے لیے ہر مقررہ راتیں یعنی اس کو بدستہ رہیں۔ آج ایک شخص امیر ہو اور کل دوسرا اور یمیر اس کے اگلے روز یہاں تک کہ تم میں سے ہر کوئی امیر بن جائے۔" اس عظیم قاکہ کے انکار سے پھر ہند فرماست میں اس موقع پر بھی کوئی کی جاہر نہیں ہوئی۔ اس کے باوجود کہ خلیفہ نے ان کو چہرے لشکر اسلام کا کٹر و لچیف مقرر کیا ہے نیکر وہ نہیں چاہتے کہ اپنے ساتھیوں کے دلوں میں بدگلی پیدا کرنے میں شیطان ان کو درپے نہ لگاتے۔ ان کی طرف سے اپنے ساتھی حق سے دستبردار ہوتے ہیں اور اس کو تمام چھوٹے کمزوروں کے پرہیزگار بننے ہیں۔

احمد بنی کماندروں نے سوچا کہ مسلمانوں کو تیاری کا موقع دیتے اور پھر جنگ کو طویل کرنے سے معرکوں کی تعداد بڑھ جائے گی اور یہ دونوں باتیں مسلمانوں کو ناخوشی سے ہتکار کر دیں گی۔

حضرت خالد بن ولید میدان جنگ میں لشکر کو تیار کرتے ہیں۔ اسے مختلف اور متحدہ ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور فوجیں قدی اور دفاعی اقدامات سے اپنے انداز اور طریقے پر کرتے ہیں جو دم کے طریق جنگ سے مطابقت رکھتا ہے۔ یہ طریقہ عراق میں موجود ایرانیوں نے آپ کو بتایا تھا۔

جبرانی کی بات ہے کہ معرکے کا ایک ایک قدم اور ایک ایک حرکت بالکل اسی طرح عمل میں آتی ہے جس طرح حضرت جابر نے مشرقی صوفی کی بھی اور جس کی

آپ کو قیاس تھی۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو تیاریوں کی ضرورت تک کی تعداد میں خیر ہوگی تھی جس کی وجہ سے آپ کا کوئی اندازہ فاسخ نہ ہوا۔

یہ وہ وہاں جس کی آپ کو قیاس تھی کہ وہ بہادر تھے گا۔ روم نے اسے کھلا لہجہ سے روپوش کیا جس کی آپ کو روم کی طرف سے توقع تھی روم نے اس کو اپنا لیا۔

جنگ میں کوئی سے قبل آپ نے لشکر روم کی دہشت و ہریت دیکھی تو آپ نے اس میں اپنے لشکر کے بارے میں یہ خدشہ پیدا ہوا کہ ہمیں کچھ ٹانگ سیدوں سے لڑنا پڑے گا۔ یہاں تک کہ انہوں نے خود سوار ہو کر جو نے مسلمان ہوئے تھے اور حضرت خاندک ہے مثال فتوحات کا راز جس واحد چیز میں تھا وہ طاہت قدی تھی۔ آپ کا خیال تھا کہ ممکن ہے جو تین آدمیوں کا فرار لشکر میں نہ ہو دلی اور انتشار پھیلا دے جو دشمن کا پورا لشکر بھی بچھا لے گا۔

حضرت خالد بن ولید نے آپ کو بتایا کہ

اس اعتبار سے تو آپ اس آدمی کے لیے شمشیر برآں تھے جو تھیں پھینک کر میدان جنگ سے بھاگ جائے۔

اس موقع بھی جنگ پر ہونے میں جب لشکر اپنی مقصد پر پہنچ کر ہو گیا تو حضرت خالد نے

مسلمان عورتوں کو بڑا اور بھلا پار تلواریں ان کے ہاتھوں میں تھمائی اور حکم دیا کہ ہر طرف سے مسلمان لشکر کی پشت پر کھڑی ہو جائیں جو میدان جنگ سے پیچھے نہ جائیں کی کوشش کرے اس کو تل کر ڈالو۔ پھر ان عورتوں کی ایک ٹہنی ان کی اپنے منہ داری کو طریق سن کر کہا

جنگ شروع ہونے سے قبل فوج روم کے دھڑ نے مطالبہ کیا کہ خاندک کے سامنے آئیں تاکہ ان سے کچھ باتیں کر سکیں حضرت خاندک لشکر سے نکل کر اس کے سامنے آئے۔ وہاں کٹر لشکروں کے درمیان کان جاکر اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔

فوج روم سے تھرا تھرا گیا۔ اسے حضرت خاندک کا صوبہ کرتے ہوئے تھا

بھیں معلوم ہوا ہے کہ ہمیں بھوکے بھرے سے لگا ہے۔ ہم چاہتے تو ہیں کہ میں سے ہر آدمی کو دو سو روپے دیے اور وہاں سے دینا ہوں اور تم اپنے ملک میں چلے جاؤ۔ اگلے سال میں اتنی مقدار میں ہر تین تھوڑے پاس ہائی دال گا۔

مرور جبری۔ بطل جنگ حضرت خالد بن ولید سے راجی کہ ان کے ہاتھ لگائیں بے ادب محسوس کی اور نصیحت سے ان کو بچھڑا، پھر اسی انداز میں اس کو جواب دیا

میں نے تم سے کچھ نہیں لگا، بلکہ ہم ٹھون پیتے، ملی قوم ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ اگر وہاں سے غلبہ سے وہاں سے مرگے اور یہاں کی کتا نہیں ابھرمیں یہ خیر نہیں ہے۔

یہ سب فرمایا۔ اس کے بعد اس کی لگا جھنجکی اور وہاں اپنے لشکر میں آ گئے۔ جھنجھٹا کر گرتے ہوئے مسلمان جنگ میں آزاد ہو گئے۔

"اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔" چلو جنت کی راہ پر چلو۔

وہی جنگ شروع ہوئی جس کی شدت و گھبراہٹ کی فیر موجود نہیں۔ راتوں نے مسلمانوں کی شجاعت و دلیری کے لیے مظاہرے دیکھے جو ان کے گن میں بھی نہیں دیکھتے تھے۔ مسلمانوں نے بھی اپنی جاں سپاری اور ثابت قدمی کی یہی اسباب تھیں جو تلواریں جبرانی کر دیتی ہیں۔

میں جاہلی ہے اور ایک مسلمان حضرت ابوہریرہ بن العباس کے قریب ہوتا ہے۔ کہتا ہے میں نے شہادت کا عزم کر رکھا ہے۔ لیکن آپ کا کوئی بڑا ہے جو رسول اللہ ﷺ کو پہچانا ہو کہ میں جب آپ ﷺ سے ملوں تو پہچانوں؟

حضرت ابوہریرہ جواب دیتے ہیں: "ہاں! آپ ﷺ سے کہتے یا رسول اللہ ﷺ نے وہ چیز پالی ہے جس کا ہمارے دہانے ہم سے کچھ دھڑلہ نہیں ہے۔ یہ آئی تمام سے نکلے ہوئے تیر کی ماحول پائتا ہے اور ہوتا کہ زانی کے وسط میں پائی جائے شہادت تک پہنچنے کے لیے جان کی بازی لگا دینا ہے۔"

حضرت خاندک کی اداہت نے لشکر روم کے کمانڈروں کو حیران کر کے رکھ دیا۔ ان میں سے ایک کمانڈر نے بس کا "کر کو تھا" کی سے دور اس وقت میں حضرت خالد کو ہا پر لٹکے کے لیے کہا۔

جب حضرت خالد باہر آئے تو اس نے کہا: "میں نے خود مجھ سے کچھ بات کرنا چھوٹ نہ پڑا، آخر دمر ہو گئی جھوٹ نہیں پڑتا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے کیا کر



آسمان سے کوئی کلو اور تار کی تھی جو اس نے تمہیں عت  
کو دئی اور تمہیں پر بھی یہ کلو اور چلتے جاتے سے ہریت  
ے دوچار کر دیتے ہو؟ حضرت خالدؓ نے جواب دیا  
”نہیں۔ بات یہ کہیں ہے؟“  
حضرت خالدؓ نے فرمایا:

اس لیے سببِ قہر میں خلوت و جلوت میں زندگی بسر کی۔  
 ان میں سے ایک شخص کا یہ کہہ کر کہ وہ ایک عورت کے ساتھ  
 رہا کرتا تھا۔ حضرت خاندانِ مبارک نے اس کی کشتی کو  
 اپنے غمزدہ دل سے ایک طرف بھجوا کر دے دیا۔ آپ کے  
 پاس آکر ٹھہر گیا اور پندرہ آٹھ سو سے کہلا خاندانِ مبارک کے  
 پھر مسلمان ہو گیا۔ اہم القادسی نے روایت کیا ہے کہ  
 جو شخص حضرت خالد کو اس کا نام دے گا، اس کی قبر

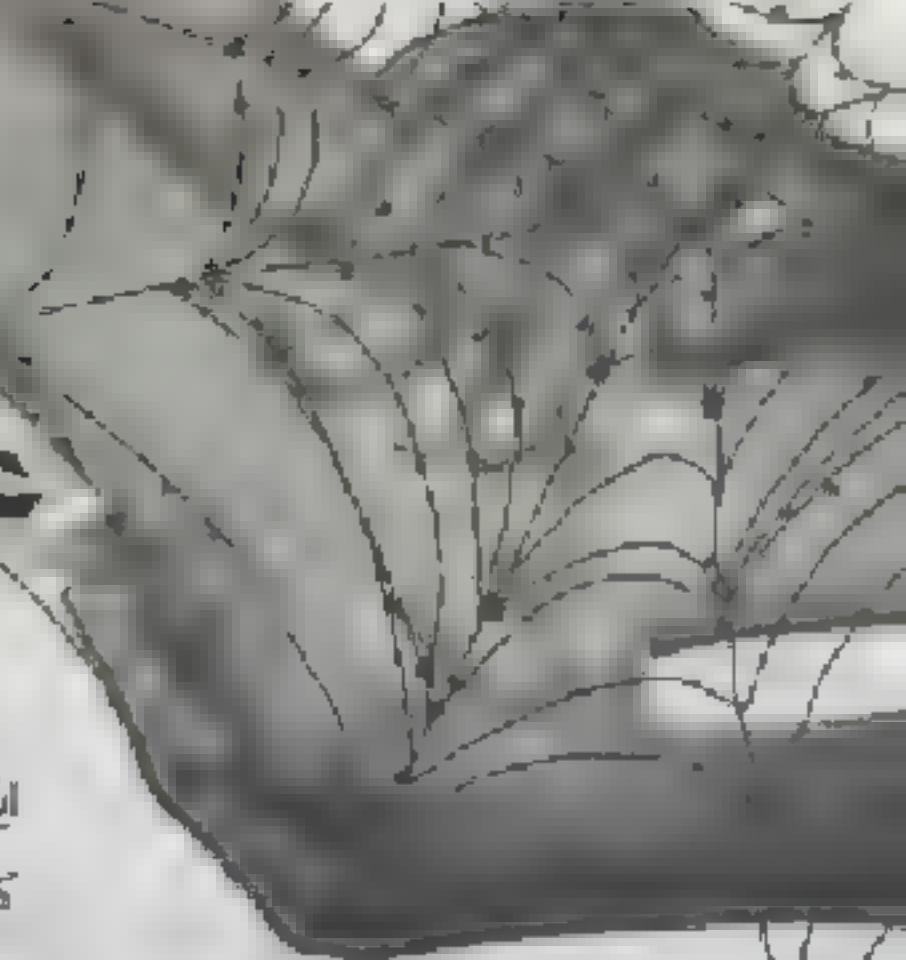
رجب کا قلم دے دیتے ہیں کہ اس جگہ کو برگزینہ چھوڑنا  
 اور نہ کسی سے ملنا۔  
 یہ حدیث کا خلاصہ جناب عمرؓ کے احکامات کو چھپا ہے  
 معہ کی قرأت جاری رکھتے ہیں یہاں تک کہ وہ صبح  
 بھی ہو پاتی ہے تو اس کی قریب آگئی تھی۔ مسلمانوں  
 نے کوئی پکارا نام نہ نہ کیا ہے اور وہ ٹکڑے سے  
 دلچسپ اور جالب ہے۔

میں نے یہاں اور اس دین کی طرف سے حق پر قائم ہوتا  
ہے جس کو وہ اختیار کر چکے ہیں اور اس کے بھڑے  
تے آگئے ہیں۔









ایبک حبیب

# عفو و درگزر اٹھ گیا کیا؟

ایک قاتل کی دلجوئی داستان، وہ اپنے بچوں  
کو پرندوں کے چوڑوں کی طرح صحرا میں  
تسا چھوڑ کر سراپا نے جلا لیا

بچوں نے پاس ہاتھ دیکھ کر میں انھیں بتاؤں  
میں قتل کر دیا یہ قول گا۔ ان کا اللہ اور میرے سوا کون  
آسرا کہیں، جس پھر، جس آجاؤں گا۔  
سیدنا عمرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ کون ہے جو نیکی  
ضمانت دے گا کہ تو عسرا جانے اس بھی آئے گا  
مجمع پر غاسوشی پھیل جانے سے، کون بھی تو ساقی نہ  
اس کے نام تک سے وقت ہو، قبیلے، قبیۃ، رہ گھر۔  
دوسرے میں جانا تو بہت دور کی بات ہے، انہیں اس کو  
ضمانت دے! کیا یہ نہی، وہ ہم کے اور سارے زمین  
تھوڑے یا کسی وقت کے ہوں، ساری عاقبت کا معاملہ ہے  
نہیں! ہر تو ایکہ گمراہ کی ضمانت دینے کی بات ہے۔  
جسے تو رے اڑا دیا جانا ہے۔ پھر یہاں کوئی بھی تو سبھا  
اندکی شریعت کی تشدید کے معاملے پر ٹکرتے ہوئے  
رہے یہ ہر کسی شخص کی سادگی کرنے کھڑے ہوئے  
مجلس میں موجود اسباب پر خاموشی چھا گئی۔

رواۃ جوان حضرت عمرؓ مجلس میں داخل ہوئے علی  
تغافل میں بیٹھے ایک شخص سے سامنے جا کھڑے ہوئے  
اور اس کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں،  
”اے امیر المومنین! یہ ہے وہ شخص جس نے  
ہمارے آپ کو قتل کیا۔“  
حضرت عمرؓ اس شخص سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ  
واقعی تو نے ان نوجوانوں کے آپ کو قتل کیا؟  
اس شخص نے جو پدید امیر المومنینؓ ان کا مایہ  
اپنے ذات صریح میرے کمیت میں داخل ہو۔ میں نے  
مجمع کیا وہ ہمارے نہیں آگے تو میں نے ایک پھر دوسرے ہمارے  
سیدھا اس کے سر میں لگا۔ وہ مجمع پر بھی مددک ہو گیا۔  
حضرت عمرؓ نے فرمایا، پھر تو قصاص دینا چاہیے گا  
اور اس کی مزا تو موت ہے۔ سارے نے عرض کیا، ”ہاں“  
امیر المومنینؓ اس کے نام سے جس کے حکم سے یہ  
رہیں، اس وقت وہ ہیں مجھے صحرا میں راکھ چھوڑ دی

صورت حال سے خود ہمیں متاثر نہیں کیونکہ اس شخص کی  
حیات نے سب سے بڑی حیرت میں اس کے رکھ دیا۔ کیا  
واقعی اسے قتل کر کے اس کے بچوں کو بھوکا مرے کے  
بچے چھوڑ دیا جائے؟ یا پھر اس کو بغیر ضمانت کے جانسی  
رہنے دیا جائے؟

حضرت عمرؓ سر جھکا کر اس پر دیکھتے ہیں، پھر سرائی  
کے اتفاق پر انھیں اس سے نوجوانوں کی صرافہ دیکھتے اور  
فرماتے ہیں، ”معاذ اللہ! اس شخص کو۔“

”اس امیر المومنینؓ جس سے ہمارے آپ کو قتل  
کرا۔ اسے معاف نہیں کر سکتے۔“ نوجوان اپنا آخری  
فیصلہ جھگڑنے کی بجائے کہنے لگے، ”میرے بچے ہیں“

”میرے بچے کی طرف دیکھ کر بندہ کون سے پوچھتے ہیں  
”سے؟“ انہیں یہ کونسی بات تھی کہ وہ کہتے ہیں،

”حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں، ”نہی و صدق سے پھر پھر  
ہر جواب سے سچہ کھڑے ہوتے وہ ضمانت ہیں“ اس  
اس شخص کی ضمانت دیتا ہوں۔“

سیدنا عمرؓ کہتے ہیں، ”بو ذر! اس نے تو کیا ہے۔  
اس شخص کی کس ہوتی ہو۔“ ”ہو! اپنا اس فیصلہ سناتے  
اور نہ کہہ رہے ہیں“

”بو ذر! کچھ لو کہ یہ یقیناً ان میں سے کون ہے؟ آیا تو  
نہی سیدنا ابی کا صدقہ ہوا؟“ ”نہی! پتہ نہ لگے گا۔“  
بو ذر! اپنے پہلے پر اسے ہوئے فرماتے ہیں  
اس میں اب اس کی پھر نہ ہوتی ہے۔“

ابن سید، عمرؓ سے یقیناً اس مسئلہ پر بات وہ شخص  
راحت دے جاتا ہے، یقیناً اس کے بعد نماز عصر کے  
وقت فجر میں عسرا، جو اس کی منائی ہوئی تھی، نوجوان  
اس کے آپ کا قتل بھی دینے کے سے ہے چھن ہیں۔ مجمع  
اللہ کی شریعت کو نادم ہونا دیکھتے مجمع ہے۔ ابو ذر بھی

نہی فیصلہ کرتے اور عمرؓ کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔  
”کہہ رہے ہو کوئی؟“ عمرؓ جواز سے سوال کرتے ہیں۔  
”مجھے کچھ معلوم نہیں ہے میرا مومنین!“ ابو ذر  
محترم جواب اپنے اور ان کی جانب دیکھ کر شروع ہو  
جاتے ہیں جہاں مسجد ڈوبنے کی حالت  
میں ہے۔ مجلس میں ان کا عام ہے اور خدا کے سوا کوئی  
نہیں جانتا کہ آج کیوں ہونے لگا ہے۔ بالآخر مغرب  
سے کچھ عرصت قبل وہ شخص ہچکچاتا آجاتا ہے۔ عمرؓ  
اس سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں، ”اے شخص! اگر تو  
سوئے سے نہ بھی سنا تو ہم نے تیرا کیا کر لیا تھا، یہاں  
کوئی عسرا تیرا بھائی تھا اور نہ ہی کوئی تیرا بھائی تھا۔“  
”کی نے جواب دیا، ”امیر المومنین! اللہ کی قسم،  
بات آپ کی نہیں، اس ذات کی ہے جو سب  
خبر دے شہید کے بارے میں جانتا ہے۔ دیکھ لیجئے، میں  
”کیوں ہوں“ اپنے بچوں کو پوچھوں کی طرح عسرا میں جہاں  
پھوڑے کے۔ جہاں نہ برکت کا سایہ ہے اور نہ ہی پانی کا  
ہم و قس، میں غفل کیے جاتے کے لئے حاضر  
ہوں، مجھے نہیں یہ ذر تھا کہ ان کی یہ نہ کہہ دے، اب  
لوگوں میں سے وعدوں کا پھانسی اٹھ گیا۔“

سیدنا عمرؓ نے ابو ذرؓ کی اس طرح رخ کر کے  
پوچھا، ”آپ نے کس نے اس شخص کی ضمانت دی تھی؟“  
ابو ذرؓ نے فرمایا، ”اے عمرؓ! مجھے اس بات کا اثر  
نہی کہیں کوئی یہ نہ کہہ دے، اب تو اس میں سے خیر الی  
اٹھالی گئی ہے۔“

عمرؓ نے اس کے لئے رگے اور پھر نوجوانوں سے  
پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہو؟  
نوجوانوں نے دوتے ہوئے جواب دیا، ”اے  
امیر المومنین! ہم اس کی صداقت کی جہت سے اسے معاف



دریا کی سب سے بڑے قید خانے کا سفر

# چودہ دن

مصریوں اور فلسطینیوں کے ساتھ

60 سالہ امت کے دوران تہاں کے بعد مصریوں کی آرمایشوں سے گزرتے ہیں۔ امریکی عافیت اور اسرائیلی فلسطینیوں اور اسرائیلیوں کے ساتھ۔

انٹرویو

## حضرت عثمان غنی نے فرمایا

جوئی لکڑی کا دل کا دھیر سے۔ آخر سے لکڑی کا دل کا دھیر سے۔ جب تم لوگوں کو دیکھو گے کہ تمہارے پیچھے ہیں۔

انسان ترقی یافتہ انسان ہو گیا۔ انسان ترقی یافتہ انسان ہو گیا۔ انسان ترقی یافتہ انسان ہو گیا۔ انسان ترقی یافتہ انسان ہو گیا۔

جیسی نکل ہی کیوں نہ ہو۔

دنیا کی لڑائی لڑنے سے غم باقی کے ہر آدمی

ہو گیا۔

میں کی زندگی کرنا ہے۔

میں کی زندگی کرنا ہے۔

میں کی زندگی کرنا ہے۔

میں کی زندگی کرنا ہے۔

میں کی زندگی کرنا ہے۔

میں کی زندگی کرنا ہے۔

کرتے ہیں انہیں اس بات کا ارہا ہے۔

دے۔ اب لوگوں میں سے غلو اور گزری ٹھہرا۔

نہیں! یہ واقعہ سے کی دن نرہ۔

میں نے جو سب کا مشاغل ہوں کہ ہم بھی تو اسی

میں نے جو سب کا مشاغل ہوں کہ ہم بھی تو اسی

میں نے جو سب کا مشاغل ہوں کہ ہم بھی تو اسی

میں نے جو سب کا مشاغل ہوں کہ ہم بھی تو اسی

میں نے جو سب کا مشاغل ہوں کہ ہم بھی تو اسی

میں نے جو سب کا مشاغل ہوں کہ ہم بھی تو اسی

میں نے جو سب کا مشاغل ہوں کہ ہم بھی تو اسی

میں نے جو سب کا مشاغل ہوں کہ ہم بھی تو اسی

میں نے جو سب کا مشاغل ہوں کہ ہم بھی تو اسی

میں نے جو سب کا مشاغل ہوں کہ ہم بھی تو اسی

میں نے جو سب کا مشاغل ہوں کہ ہم بھی تو اسی

میں نے جو سب کا مشاغل ہوں کہ ہم بھی تو اسی







کے 53 روپے کا پورے گرام شامل ہے۔

پہلے ہی قدم پر سنا ہو گیا

کسی ملک کے بارے میں آپ نے جتنا بھی نہ  
 اور پڑھا ہو، مشہور ہے کہ بعد ہی اس کی اصل شکل  
 سامنے آتی ہے۔ مصریوں سے قربت تو چلی بار ہونے پر  
 رہی تھی اور راسے کا ہفتی، پہلے قہر پر ایک چھوٹے سے  
 فرعون کی جہ سے ہی مسئلہ کھڑا ہو چکا تھا۔ سامان نیکو ہم  
 جب دہر تکے دانے تھے تو چائیک ایک سنسن سنسن سے  
 راکب آیا۔ اس کے بعد ان سامان سے کھڑے کھڑوں کو  
 آپریشن تھینر میں اپنے مریشیا کی طرح بڑی بے رحمی سے  
 چھانچا۔ یہ کیا ہیں؟ اس نے آپریشن کے کمرے سے  
 اور دیگر سامان کو، جو بڑے چھوٹے کنٹینر میں لائے گئے  
 بڑے کمرے میں لایا کہ یہ کنٹینر کی مرچری کا سامان ہے  
 اور ہم آئی مرچری مصر اور غزو کیلئے بطور عطیہ لائے گئے ہیں۔  
 اس نے ثبوت مانگا اور دیکھ گئے۔ اس نے سامان  
 کی سب سے بڑی، اپنی اپنی — دیکھ میں ان کنٹینر کی حالت  
 لے کر لے کر بھی فراہم کر دی۔ تب اس نے کہا کہ ان  
 سب کی قیمت کتنی ہے۔ اس نے سمجھانے کی کوشش میں  
 دو آٹھ مزید نتائج دے پھینکے تھے۔ اس کو ان کے حقوق کو  
 بری طرح چھاپا تھا اور اس میں پاس لکھانے کی کسی  
 چیز کے لئے کوئی نشان بھی نہیں تھا۔ اس کے ہاتھ سے ہر  
 مختصر میزبانوں کو فون پر اطلاع ہو چکی تھی۔ اس سے پتا  
 چل گیا تھا۔ رات میں بیٹے اور اس سے رو آگئی تھی  
 تیاری کے دوران اہلیہ کو بڑی خاموشی سے اس میں کچھ  
 ڈالتے، کچھ پاتھ۔ اس پر وہ لکھی آگیا تھیں۔ وہ  
 اور اطمینان سے رہیں جو کچھ اور ہونٹوں سے اس کیلئے  
 تھا۔ اس پر ہر سب اور سچے ہوا اس کے ساتھ  
 چلتے۔ وہ سب سے فوری تھے۔ وہ ہر کوئی کان

یہ جسم باغیٹ کھلے۔ اتنے تھکے اطمینان کی ایک سیر ورنہ تھی کہ رکھو دیو اور بھی نہ کہتا چلے تو ختم ہے۔

مصر میں تعلیمی اقدار

مہاراجہ نے یہ کہہ کر اس میں ہنسنے والوں نے جگہ  
بٹائی ہوئی تھی۔ خوشنویسے واٹس روم گئے تو وہاں دونوں عمر  
سے ہی کھڑے تھے۔ یہاں مصریوں کے ہاتھوں سے مصری تہذیب میں  
تغسل ہو کر تھے۔ دیکھتے دے ہو گئے۔ ابھی لڑ  
پڑیں گے۔ کھٹکے میں بند آگلی اور تہذیبی آنے والے  
انسان میں بھی ہمنے ہر جگہ پائی۔ میں نے ان کی سیاہ  
یونیورم اور سر پر فرعون کی تہذیب کی ٹوپیاں دیکھ کر تصویر  
بٹانے کی کٹافا جانت چکی۔ خیال تھا۔ یہ چروں کا  
مذہب ہے۔ یہ تو ان کا معمول ہوگا۔ ضرور ان کے کھجور  
دھڑ دھڑکنا۔ یہ وہ ڈیوٹی۔ پھر وہ شہرہ کیا ہوگا  
مردوں کا ہی اسے جاٹے گا۔ کسی مشغل میں  
ڈالے ٹاٹیں آگے بڑھ گیا۔ امیر پورٹ پر جہاں جہاں  
مصری لڑکیوں نے نظر آئیں، خود کرنے پر اجتماعی طور پر ہی  
ان کو کانا کیا دے دیا۔ سوچا ممکن ہے کہ یہ سخت مسیحا  
لوکری کی ضرورت ہو مگر پھر چڑت تھی کہ اچھی تک  
یونیورم میں تھی کیسے ہوئی۔ یہ نہایت ہی شرم  
ہوئی۔ جب ان کے عوامی مشغل میں یہ معلوم ہوئی۔

[illegible]

تصور دین کے باعث غمنازیوں کو جو رحمت کے ستارے کی  
نور تاب سے مٹی سپر حالانکہ مگر دیا جاتا ہے۔

ہفت روزہ

[illegible]

دکتر خالد غنی سے ملاقات

اعتراف چوک کے بغیر ہم آگے نہ بڑھ سکتے۔

اداکتیں کو دوا الہی کی میں تھم رہی تھیں۔  
ہوئی العادی

دوبائے نمل کے کنارے واقع ۱۹ منزلیہ ہوتا  
 المہادی ہوا پہلا مستقر ٹھہرا۔ استقلیہ پر وزارت  
 سیاحت کی طرف سے ہٹل کے لیے 4 ستارہ کا نشان  
 دیا۔ پر تو یہ ال ٹھہر 12 این منزلیہ بننے والا گمرہ  
 سابق مستقر اور آہام دو تھا۔ چودہ اٹھایا تو دریائے نمل  
 سکون سے بہتا نظر آیا۔ اس سے دور لہرام کے آثار  
 تھے۔ امرام مصر، مصری زندگی کا ازمجھہ ہیں۔ شیر سے  
 18 میل دور واقع ہائے کے ۱۰ جو وہ شیر کے رہن  
 ٹپ۔ اپنے اپنے گھروں میں رہاات رکھوا کر ہم بھی  
 ہٹل کے دستور ان میں جمع ہوئے۔ کھانے کے لیے  
 مینو میں مویو، مسرہ، شہن نو لہ کا نام لے کر آوار  
 لپ۔ کھاتے بٹانے تھے، پیچھتے جاتے تھے۔ چھل  
 اور ہفت کلہر ایک گھہ کو تو دو دم وہ "نمل ڈن" کرایا۔  
 سس مسئلہ دیر کو سب، تھہ کہ ہم یا پاتے ہیں۔ کھانا لہ  
 کر ہٹل سے باہر نکلے اور نمل کے کنارے کے ساتھ  
 ساتھ میر کا پروگرام بنایا۔ مانتے ہی ایک مسجد تھی  
 ساتھ ہی رہائی علاقہ۔ دن دے سڑک پر جہاں ہے کسی  
 لے خلاف وردی کی ہو۔ کاموں کی اس قدر بہتات  
 ہے کہ شمار نکلے ہے۔ ہر سڑک کے دونوں کناروں پر  
 ہر نکل اور سڑک پر پارکنگ ہے۔ مسجد ہماری توجہ سے  
 زیادہ صائب اور خوب صورت ہے۔ چاہا کہ ہر مسجد پر  
 حکومت کی طرف سے صاب کا مہمان ہر کے ہے  
 تحقیق رہتا ہے۔ عسے کے لوگ یہاں مسجد کی پونہقام  
 میں تھے۔ عہد کار بے ہر سے لہہ کرہوں کی تعداد  
 ہا کے بعد آجہ میر کے لیے کرہوں پر بیٹھتا  
 "بھانٹوں" کا سلسلہ جاری رہا۔ کوئی ایک بھی ہوتا تو



سمیر پڑھ کر کھڑے ہو چکا تھا فوراً ہی اسے مقتدی نے جوتا۔  
 قباہرو سے تعارف کے لیے زیادہ انتظار نہیں ہو سکا اور  
 مٹ صاحب نے ساتھ بیچ لے لی تھیں کھڑے ہوئے۔  
 ڈاکٹر عمران غفور (کراچی) اور ڈاکٹر عمران مصحف  
 (لاہور) آرام کے لیے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

کنارے ٹیکس کے ہم نے کیا دیکھا  
 ہوش سے نکل کر ہم نے چوٹی، حق و قانون کی کمر  
 رشت اور دکائوں کی انتہا پر دیکھی تاتہ واپس پہ  
 بیک و اعانت بھی نہیں ہوتی یہ بھی تو ہوتا تھا کہ چاروں  
 طرف ایک ہی سرکیں، ایک ہی دکائیں، ایک سے نام  
 اور قریب ایک ہی اونچائی والی عمارتوں میں ہم واپس پہ  
 ہاں بھی تلاش کرتے رہتے۔ عذرا قیام کی نہ ہاں  
 کا کارڈ بھی جیب میں ڈال یا۔ ورنہ ٹیکسٹ کے لیے  
 چمکتے ہاتھ اور خوشگوار ہوائی سے طمانہ چھٹا ہاں کیا۔  
 یہ بھی نکل ہے سس میں بھی حضرت مدنی کو ان کی  
 ولادت سے جہاں تھا اور مرلوسا بعد لکھ کے قسم پر نہیں  
 رست۔ یا تھا اور فرعون کو زبیر لکھ۔ مٹی مصری شہری  
 زرعی زندگی کا ہی نہیں، خوب صورت معاشرت کا بھی  
 لازم حصہ ہے۔

جس جیسے چھوٹے بھری جہاز (کروڑ) پانی کے اندر  
 تھڑے تھڑے جہاز۔ جیسے جیسے جھپٹتے آتے پانی میں  
 متعکس ہو کر عجب خوب صورتی کا باعث بن رہے  
 تھے ہم بھی کتاب سے پتے رہے۔ مختلف ٹیکسوں کے  
 کلب اور کاروائی میں رہا۔ ایک کہ پناہ گاہ کے  
 رہے۔ ایسا نہ رہے تو میں بلائی یا وہ رہے جو کہ ہم  
 نے ذرا کا پچھا تو جواب نہ دیا۔ پورے پر رہی تو  
 جہاز کے تو تھا ہاں، کراچی بھی ہو سکتی۔ جہاز  
 ویزہ سمیٹنے کے بعد یہاں لائیو کنسرٹ ہو گا۔ تعارفی

تعارف دیکھیں تو ٹیکس کی طرح کی نف ڈسٹری کی  
 طرح کے مجھے ہائے پڑے، چاروں کو پہلے بھی کافی کم  
 ہی دستیاب ہوئے تھے۔ یہ ایک نئے دامن تھی۔ وہ  
 پاؤں کٹ تھی مصری پاؤں ہمارے قریب چند روپے کا  
 سب۔ خاتون کا بیٹ بکا رہا تھا۔ پڑ چلا ہوتا پائوں کے  
 ہاں رہتوئی کی مدد سے

اتنے میں کہ ر کا میٹر ٹوڑا گیا۔ بیس عرصے پر  
 لے گیا۔ وہاں ایک چھوٹا سا سونٹنگ پوس تھا۔ وہاں  
 کھانا اور شو 10 بجے ہوتا تھا۔ بہت صاحب کو بھانپنے کیا  
 موٹھی بوئے اگر ہم پر ہاں ہی ایک کرا لیں تو کیا کارڈ  
 کریں گے دیکھیں۔ مٹ نہیں تے؟

باقی دوستوں سے مشورے کے بعد جنگ جیت  
 کے آگے رہا ہاں سے نکلے تو کانوں سے جھانپنے سے  
 مزک پہ تیز رفتار کارڈوں کی پہن لائن ایک رستم  
 کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھیں۔ فٹ پاتھ پہ پتھر کی  
 مٹی کافی۔ روشنی تھی اس روشنی میں طہ جہ و خون  
 جوڑے ہوتے تھے جنگ سے ٹپک لگنے والی و ساقی  
 مسئلہ کہ بھارتی سہیل طہ رست کے منصوبے پر  
 رہتے تھے۔ خوش فانی اچھی چلے رہے مصری ٹک۔ بھی  
 سوائے میں کافی خوش گمان ہیں اسی لیے ہماری سہیل  
 حیرت سے حیرت ہوئی، نکل نہیں دیکھتے۔ میں نے ان  
 شروعاتی دباؤ کو آگے بڑھ کر بہت بولے تھے۔  
 کہ میں حد سے زیادہ بولنے کا امکان بڑھ رہا ہے۔  
 ہم ہر لمحہ جذباتی دگ ہیں۔ پر تو مگو اپنے لگاؤ سے  
 اچھے پہنچاتے ہیں۔

چمکتا میں چمکتا نہیں اور اکل نہیں  
 ناشتہ بکرتے چمکتے کیا اور خوب کیا۔ تمام اچھے  
 ہوا میں ناشتہ بکرتے چمکتے ہوتا ہے۔

ڈاکٹر عمران مصحف صاحب نے مختلف چیزیں  
 دیکھنے کے بعد ان سے پسند کیا۔ وہ ان کے کسے  
 مجھے سب نے بار بار دیکھی تھیں پڑا حال انہ میں نے  
 بھی کافی چیزیں دیکھی تھیں۔ انتظار بہت صاحب اور  
 روڈ رن ٹیکس حالت پائے گئے، آؤ mashکہ کی سوا  
 based سوان اور پین کا مرن بھی پٹکا آف بہت ہی  
 چوہ اور بہتروہ نے دیکھا تھیں وہ۔ پریڈ گرم کرنے  
 کے لیے تو ایک ٹیڈ چل رہا تھا۔ پریڈ گرم کریں یا  
 سوئے ہوئے کھانے کوں تھوڑا چھتا رہتا ہے

باقی مرن سے صاحب سے فی چلے کھانے کے  
 ہوں کہ میں بھی تب سے نہیں تھوڑا کہ مجھے کیا بہت ہے  
 رستوں اور کے میں لگی میزیاں ہی کو بھی پندہ آئیں۔  
 کافی۔ وہ نہیں، رنگاں کھانے کی میں منہ ہار دیا کوش  
 کی کار ہر کار کام رہا حال انہ میں ہائی مرن بھی مرن  
 واقعہ یہ ہے کہ بہت مٹ صاحب چمکتیں بندہ  
 کے فو سپر کھانے بہت تھے اور مہارت جانتے  
 تھے۔ نکل پر کھاتے کا ایک ہاں میں پرور نہیں

"چمکتا میں، چمکتا میں تے اٹھا میں۔" انہ  
 کھانا روز دکھاتے تو قریب نہیں آئے دینا اور پریشاں  
 وہ چمکتا میں چمکتا میں دل قسم کا مرن تھا۔

ڈاکٹر عمران مصحف نے کئی بارات کے ساتھ  
 ہوا سے نا امانہ بنا اور بتایا کہ راولپنڈی کے پٹر شادی  
 ہاں اس صورت میں اٹھا کر دیتے ہیں اگر بارات  
 کو انہ سے آگے نہ وہ دیکھ سکیں پر بھی۔ مٹی  
 مرن سوان کہ کہ کوچر والد کے وکے اسی انہوں پر  
 چمکتا میں چمکتا میں صاحب سے زیادہ کھاتے

مٹ صاحب کو انہ انہ کے مرن ہاں چمکتا  
 سے بہت کھانے کوں انہ کے، ایک کا قصہ نہ

جہاں پورے شوق سے صاحب کے ساتھ کھانے کے بعد  
 انہوں سے ملنے لان کے آگے تھے۔ انہوں نے طای  
 کہ "مصری میں انہ راولپنڈی شروع کیا تھا۔ قلم  
 کے اندر اندر بند کرنا پڑا فی ٹیک 40 سے 50 ٹیکرے  
 کھا جاتا تھا۔ ہم جتنے بھی لاکے کم پڑ جاتے۔" کیونکہ  
 کھانے والوں کے ساتھ بہت سی تھیں تھیں جیسا کہ  
 لوگ کہتے ہیں کہ پرستے زمانہ میں کسی نے شروع کر  
 کہ بارات کے ساتھ کوئی بزرگ نہ آئے۔ ٹیک ہاں  
 گئے۔ ایک بزرگ نے کہا مجھے چھپ کرے چھوٹا مرن  
 کام ڈال گا وہاں پہنچے تو 100 ہاتھوں کے لیے انہوں  
 نے 100 ٹیکرے تیار کیے ہوئے تھے شرط یہ تھی کہ  
 سوانے کھانے پڑیں گے۔ مرن کے کھانا ہوا۔  
 مرن ہاں پہنچے آئیں۔ ہاں 100 ٹیکرے مرن ہو  
 گئے۔ مرنی شرط یہ تھی کہ کھانے والوں ۲ ہاں مرن  
 دیکھا جائے، اب ہاتھ یہ ہے کہ کھانا ہو گا۔  
 سب پریشاں تھے کہ اب کیا ہو گا، کوئی نہیں کھانے گا۔  
 بزرگ نے کہا کوئی مسئلہ نہیں آئے سوانے چمکتا کر ایک  
 دوسرے کو کھاتے چمکتا میز پر گھبرا گئے کہ وہ کوئی  
 سیانا ساتھ ہے۔ لوہاں اتنے دلائل مندر نہیں ہو  
 سکتے۔ حیرت کی بات یہ کہ انہ ساتھ ایسے کم سے کم دو  
 دلائل مدد دیتے رہتے۔

پاکستان سفیر کا نکار  
 بہت صاحب مہمان کی وصولی کے لیے ایئر پورٹ  
 گئے۔ خیال تھا اچھے تک جائیں گے تو مہمانت  
 کرنے میں آئے۔ یہ پورٹ سے مہمانت سفر  
 والوں سے پچ نہیں دیں۔ عرب یونین کو ڈاکٹر نے  
 کسی مٹی، انہ کے مرن تھوڑی پینڈے آئے ہیں۔  
 پاکستانی سفیر منظور الحق سے بھی بات کرنا۔ سفیر















کے لیے منتخب کر دیا جاتا ہے۔

بچے انہی مہمانوں کو لکھتے والے ایک بھادو رتھ فرعون تھے جس میں ایک ملک کے سرور مشہور ملک رتھ والے حمل میارک ایک ہتھال کے ہتھ پر اپنی زندگی کے وقت تک ان کو رہا رہا ہے۔ عداوت میں سے ایک ہتھال کے لایا جاتا ہے کہ لوگ اس سے انتہائی نفرت کرتے تھے۔ جس نے مہار۔ اپنے جس مہارک (لوگ) نے اپنے بعد صدمہ دے کیلئے تیار کیا تھا اس کا بیان منظر سے میں نہیں نام بھی نہیں حتمی مبارک کی جماعت کا ہیڈ آفیس دریافت کرنے کے بالکل کنارے ایک مٹی ستوری ہڈیگ میں تھا۔ انگریزوں نے جب لاشیں گرنے لگیں۔ اور عوام پھر گئے تو سب سے پہلے جوف میں بندھ گئی۔ ہم نے وہاں کھڑے ہو کر اس کی ہڈی اور تانی کی تصویریں بھیجیں۔ پورے قیام میں مجھے صرف ایک جگہ میں اپنی نظر آئے۔ یہ ایک سچا تھا اور کار سے ہوئی کے قریب ہی واقع تھا۔ یہ چار ہاں سنی مساجد داخل ہے۔ مدافعت کیلئے کوشش کی گئی تھی۔ ملک میں منہ سے بھی ورنہ ہر بھی کی حید کے قریبوں کو دیکھتے جو اپنی زندگی میں ان سب سے انجام کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

### قاہرہ سے ملکہ رانگی

تیسرے دن صبح 4 بجے میں صبح سے اٹھ کر باہر رانگی کے نوکھے طر پر جاے والے تھے۔ حضرات اور خدشات سے بھر پور سفر ان کی بھیجی۔ سبائی یا کا سفر جہاں زندگی اتنی آس ہے۔ اور نکل چند منٹوں میں 250 ہند سے مار کر بھی مصعب میں ہوتا۔ یہاں تک سب سے بڑی ٹیل کیا نے وہ علاقہ وہاں سے ہے پہلے کوئی پاکستانی صحافی نہیں پہنچا۔ کوئی پاکستانی

وطن نہیں گیا۔ ایک دن تاریخ رقم 10 کو تھی وہ خد سے یہ اعزاز ہمارے لیے رکھ دیا تھا۔ تمام سب 10 منٹ میں سب سے پہلے کر ہوئی سے چیک کوٹ ہو رہے تھے۔ میں سب کی رات ہی تو کیا لکھتا ہی رہی تھا اور سب سے پہلے یہ خیال تھا کہ وہ سب سفر کرنے سے سوچوں گا۔ 10 کو ہمارا طویل سفر رتھ تھا۔ قاہرہ سے نکلتے سفر۔ نیت نہ وقت ہی نہیں اگلا۔ مائیکس بالکل سنا نہیں۔ یہ میں نے (10) سے پہلے کم سو۔ ہی نہیں دی۔ گاڑی بڑی تھی۔ ہمارا سن 1970 کی دہائی کے لیے روانہ ہو چکا تھا۔ اس کم سے پہلے بھی نہ ہوا۔ پار کرنے کے تقاضات کر سکے۔

ایک دو گھنٹے کے بعد ایک جگہ دیکھ کر نماز خیر ادا کی۔ بڑی سی مسجد تھی۔ نماز کی سام کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ ملا بھی تھے ہیں۔ مصری قرآن کا بہت مزہ آیا۔ عربی بھڑک نہیں سکتی گرسب، سب سے اونٹ پاتا ہے۔ تمام صاحب نے خیر کی پکلی بہت میں بھڑک جی سوا۔ ابھڑا چڑھی۔ یہاں سے ایسا صاف



مصر میں ہوتا ہے وہ بھی پہلے اعلان کر کے یہ اصلی بہرہ بہت بچہ لگا۔

### پرو فیسر صاحب کا کیمرو کم ہو گیا

مصر میں رہنا ہو۔ پرو فیسر صاحب کی سیٹ پر تھے، چند دنوں میں کے بعد بڑی محسوسیت سے پوچھے میرا کیمرو وہاں کیمرو میں رہ گیا ہے۔ یہی کہ ایک دم سے اپنے حرموں ہوا کہ اتنی عداوت اس سے اتنی نہیں۔ میرے لیے وہ وہ تصویر بھیجی تھیں۔ سب سے پہلے سب سے پہلے سب سے پہلے کو دیکھ کر کھانڈن کو انہوں نے پچھا اپنے سب کو دیکھ کر وہاں سے اپنی دیکھ کر جیوں کو تفصیل سے دیکھا پھر خاصاتی سے من پر بندھ گئے۔ اب کوئی نہ جاتا تھا کہ گا کی ہڈی چائی۔ چاہے اس محسوسیت سے اسے وہ دوسری جگہ سے لے گیا ہے۔

### مہر سویرہ کی تصویر اور تعلق کا مترواق

اور ان سب کی جگہ میں ہمارا کاب رہا۔ مہر سویرہ کا پٹی اور اتنی تصویر تھی کہ تھیں کہ مترواق تھے۔ ہستی کی طرف سے اس سے کہ تو وہی کہ بھڑی جہاز آ رہا۔ اس کا کہ تو وہی۔ یہ تاریخی ہر صحت کی بہت سے اور آوازوں میں ان کو لازم حصد رہی ہے۔

### تاریخ کے ساتھ مصر کے مینا میں شہر اور سفر

مصر کے مینا میں سفر میں تاریخ کے ساتھ ساتھ یہ شہر اور سفر ہوا تھا۔ اور کے نکل کی ہادی رہا۔ اور مہر میں ایک پلوں میں سے ہے۔ ہر شہر کے ہواں ہیں۔ پان کی کی بہت واضح ہے۔ یہ سب سے پہلے اس کا کہ وہاں کے نکل کے ہواں انہوں کے ساتھ وہاں تک ہی پٹی پر سے شہر کا شہر کا شہر کے مینا میں رہا ہے۔

مصر کے مینا ہمارے ساتھ ساتھ سفر میں تھا اور تاریخی مشاہدہ گاہیں دور دور تک ان کے کاسوں کی کڑی گاہیں و حویط رہی تھیں۔ ان پر حضرت مہر کی توہم چالیس سال محنت کی رہی۔

اسی مصر کے مینا میں کہ کوہ مینا واقع ہے اور 2627 مہر ہندوہ طور بھی جس میں حضرت مہر کی کاسوں سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ رتھ کی سوئی ایک سو میں سے کم ہے آئے کوہ مہر بھی اور تاریخ کو اس سے بھی تیز رتھ کی کے ساتھ مل کر کرتی ہے۔ مہر سویرہ سے پہلے مہر سویرہ کی تصویر کے ہاتھ کھڑے سے نظر آئے تھے۔ یہ مہر سویرہ کا شہر تھا۔ یہ بہت ہی تاریخی شہر ہے۔ اس کی تاریخ انہوں کے مینا کی سداہ اور امام حسن الہی کی سرگرمیوں کے ہوں کی سب سے پہلے صورتوں خلاصہ و شکست و روش سے بھری ہے۔ ساحل شہر پورٹ سعید سے نظر آ رہا تھا۔ یہ وہی شہر ہے جہاں انوں آگے ہوا ہے۔ وہ کئی مہارک کے ایک پرنس میں دوست پر نکلیا تھا۔ وہی ہیں کہ کٹ ہل بھی کے بعد پر اس کوں پر حصد کی کے لوگوں نے کیا اور 72 کو حصد کے گھٹ امارا۔ اس نے ملک میں اپنے کارخانے بھی بند کر دیے ہیں تا کہ خود ک کی کی ہو در حکومت کی بدنامی ہو۔ جب مصر کے مینا میں داخل ہوئے تھے تو ایک فوجی چیک پوسٹ پر پاسپورٹ چیک کیے گئے تھے۔ اس کے بعد راستے میں آئے والی کی بھی چیک پوسٹ پر یہ چیک کیا گیا نہ روکا گیا۔

### کچے کچے قری

راستے میں جہاں جہاں مصری فوجی کھڑے تھے۔ یہاں تک باہر کچے کچے ہی انہی سے ملے ہیں۔ بھی



دولتوں کے لیے ایک بڑا سرمایہ کی صورت میں  
 سرمایہ کی صورت میں ایک بڑا سرمایہ کی  
 صورت میں ایک بڑا سرمایہ کی

## نایاب دھاتیں

ان کی مصنوعات کی قیمتیں دوڑ

مستعد کی تجارتی پالیسی کے خلاف  
 تجارتی تنظیم (World Trade Organization) میں  
 اس کا نام لگنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ان کے حکام کا کہنا ہے چین کی جانب سے  
 Rare Earth کی برآمدات پر لگائی جانے والی پابندیوں  
 سے غیر ملکی Manufacturers کو شدید نقصان  
 پہنچا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ چین کی پابندیوں  
 میں کمی کرے اور اپنی برآمدات میں اضافہ کرے۔

Rare Earth برآمدات کی ایک ایسی قسم ہے جس  
 میں ایک یا ایک سے زیادہ غیر معمولی معدنی اجزاء پائے  
 جاتے ہیں۔ یہ معدنی اجزاء عام طور پر مٹی میں محدود  
 شہری کے ساتھ تخلیق ہو جاتے ہیں۔ یہ جدید ٹیکنالوجی  
 جیسے دفاعی آلات، موبائل فون، کمپیوٹر کاغذ اور  
 میزائلوں کے سکیم میں استعمال ہوتے ہیں۔ یہ عام  
 زمینی معدنوں اور مٹی کے عرصہ قسم کے کیڑی کی بنا پر ایک  
 سیٹ ہے۔ یہ عام طور پر برآمدات کے ساتھ مل جاتے  
 ہیں۔ انھیں نہ صرف زمین سے نکالتے بلکہ قابل استعمال  
 بنانے کا بھی قدرتی طور پر ہوتا ہے۔

Rare Earth کو دفاعی نظام کے لیے انتہائی  
 ضروری سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ Semiconductors اور

فوجی ہتھیار۔ عام طور پر ان کی قیمتیں نظر آتے ہیں۔  
 سارے سامان کی گھریلو خالی پڑے تھے۔

### زمینوں کے لیے

چین نے زمینوں کی قیمتیں بھی بڑھائی تھیں کہ چار سو روپے  
 سے دو سو روپے لگائی گئیں، تھیں اور حصولی جڑی گیہوں  
 گڑبے۔ زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 میں آتا ہے، مگر یہاں پتوں کے چھوٹے گاؤں کی لگائی  
 بھی اسی طرح سکارت ہونے لگی ہوئی ہیں پتے  
 ہوتے تھے جیسی ہوتے تھے گاؤں میں زمینوں میں۔ زمینوں  
 اس کی قیمتیں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 کی قیمتیں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 کھڑی تھیں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 کے لیے جب جب تیار ہوتا تو زمینوں میں زمینوں میں  
 آگے بڑھ چکے ہوتے۔ زمینوں میں زمینوں میں  
 پتوں میں بھی تھیں۔ پتوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 خوبصورت اور صاف ستھری زمینوں میں زمینوں میں  
 آزادی۔ خود مختاری سے چلی آتی پانی محسوس ہو تھیں  
 مقام ہارڈ ور

ماتے کا کسی نے شہر شہر میں نہیں کیا اور ہم  
 پتوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 مقام ہارڈ ور زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں

میں سب کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں

زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں

زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں  
 زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں زمینوں میں



1990

پیشہ ورانہ تعلیم کے شعبہ کے تحت



انبار موجود ہیں جو کہ چوٹی دنیا میں موجود ہے Rare Earths کا نصف ہیں۔ چین (China) انٹیل جنس (Intel) کی لائبریری کا سہرا ہے۔

امریکی جغرافیائی سروے کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکا چین ۲۰۱۳ء میں کے بعد انڈیا کے بعد ۱۱ ملین ہیکٹیر زمین کی سرحدات کے ساتھ جو قدرہمیر ہے۔

چین کی Rare Earths کی خامی تقویت پر سے کا تھا۔ وہاں چن چن کے ۱۹۸۰ء میں Rare Earths کی انڈسٹری کا آغاز ہوا۔ ۲۰۰۸ء کے عام سے یہ ۲۰۱۱ء میں ایک ایسے پروگرام کا آغاز کیا گیا تھا جس کی تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق امریکا کے Rare Earths کی ذخائر و فزیشن دیکھنے کے ۲۰۰۱ء میں چین کی مرکزی حکومت نے Rare Earths کی صنعت و سرپرستی کرنے کے لیے China Northern Rare Earths Group Co. China Southern Rare Earths Group Co. کے قیام کی منظوری دے دی۔

چین میں Rare Earths کا ذخیرہ ۹۰ فی صد ہے۔ صرف چین کی سرخس ترقی کے لیے امریکی انڈسٹری کی اپنی قیادت میں چین میں امریکی انڈسٹری کے اتحادیوں کے ساتھ امریکی انڈسٹری کے ساتھ Rare Earths کی خامی دنیا کا سب سے زیادہ ذخیرہ ہے اور سال ۲۰۱۳ء میں

چین نے ۶۰,۷۰۰ ٹن ریرتھ زمین کو پیدا کیا۔ اعلیٰ ٹیکنالوجی کے باعث Rare Earths کی اہمیت میں اضافہ ہوا ہے۔ ۲۰۰۹ء میں Rare Earths کی طلب میں اضافہ ہوا۔ ۴۰ ٹن کا اضافہ ہوا ہے۔ (United States Geological Survey) کی جانب سے کی گئی رپورٹ کے مطابق اس پرستی ملک اور تجارت کے موجب امریکا کے باعث دنیا کو Rare Earths کی کمی کا سامنا ہو سکتا ہے۔ ان حادثات کے پیش نظر چین کے زمین سرور پر سرحدات دور ملک پر زمین کا احاطہ کیا ہے۔ ۲۰۱۰ء میں چین نے سرحدات کو زمین کی زمین کے موجب کا احاطہ کیا اور اپنی سرحدات (۲۰۰۱) ٹن سرحدات کے ساتھ زمین کو محفوظ رکھنے کے لیے اس سلسلے میں چین کا کہنا ہے کہ پابندیوں کا احاطہ کرنے کے لیے زمین کے اقتصادی دیوہات کی بنیاد پر۔ اس سے Rare Earths کی قیمتوں پر بھی اثر پڑے گا۔ یہاں تک کہ Neodymium قیمت ۱۲۹ ڈالر فی پونڈ ہو گئی جو کہ ایک سال قبل ۱۹ ڈالر سے زیادہ تھی۔

چین کی ان پابندیوں کے باعث عالمی سرور یہ گا۔ دیگر ممالک سے جہاں Rare Earths کے ذخائر موجود ہیں تجارت میں اپنی انڈسٹری کو انڈسٹری کے لیے۔ ان ممالک میں تو قدرتوں کی مثالیں ہیں۔ یہاں سے وہاں سے ۳۰ ٹن Dysprosium خریدنے کا منصوبہ ہے۔ Rare Earths کی عالمی منڈیوں میں جاپان کی انڈسٹری کے لیے انڈسٹری کے لیے خاص طور پر سب سے زیادہ







ہوتی ہے اور دیگر انکی چیزوں میں استعمال ہوتا ہے۔

**Lanthanum** کاربن کی لمبوں خاص طور پر فلم بنانے کے استعمال پر اور دیگر مصنوعات، سگریٹ کے بیڑوں مختلف قسم کی بیڑوں، لہروں کے بیڑوں و شیشے کی ویڈیو مسحات میں قابل استعمال ہے۔

**Rare Earth Ceram** میں سے زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ ایلرین میں کڑیوں کی کاربن مسحات کے اجزائے کو تیار کرنے کے لیے مختلف قسم کی پاشیں اور خروکار سٹائی کا انجم دینے کے آلات میں استعمال ہوتا ہے۔

**Praseodymium** یہ ٹیانیٹا طور پر جڑوں پہاڑوں سے نکال کر اخذ ہوتا ہے ان وسائلوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ عام آپٹک تاروں میں بطور شکل میں استعمال کیا جاتا ہے اور جیڈٹک کے دو رنگ استعمال کے اسے شیشے میں شلوک ہوتا ہے۔

**Neodymium** زیادہ طور پر لہروں کی ماراؤ و سبب ہوتی ہے اور عام میں لہروں، میکرو وائیو ریکسٹیشن میں طور پر مستعمل ہوتا ہے۔

**Promethium** قدرتی طور پر زمین میں نہیں پایا جاتا اور مصنوعی طور پر یہ ٹائمین **Pisaton** سے بنایا جاتا ہے۔ نیوکلر کی مائیکرو بیروں اور **X Ray** کی مشینوں میں استعمال ہوتا ہے۔

**Samarium** کوکٹ کے ساتھ مل کر طاقت اور توانی قسم کے مختلف میں کام کرتا ہے۔ انجمن کے سرکاری کاربن لہروں و شیشے کی مصنوعات میں مستعمل ہوتا ہے۔

**Europium** کمپیوٹر، فیلڈ، جیولری، لیمپ، سٹارٹنگ وائیو کے میں (X Ray) میں مرخ کا استعمال

طور پر استعمال ہوتا ہے۔

**Quolinium** اسٹیل ٹیگرڈوں میں استعمال ہونے والی مساتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ تلی آلات میں **WNT** صنعت میں مختلف وسائلوں کی تیار کرنے کی صلاحیت کو مزید ترغیب میں مستعمل ہوتا ہے۔

**Terbium** چھوٹے الیکٹرک میٹروں سے لے کر **Solar** ٹائم رکھنے کی تمام ٹیکنالوجی اس کی مرہون میں ہے۔ بیڑوں، ٹی، لہروں، لہروں میں بھی روٹتی ہیں کرتا ہے۔

**Ytterbium**، خروکاروں میں **High pressure** کی روشنی پیدا کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔

**Holmium** سبب ذرات، سٹیل ٹیگرڈ کا حامل ہے۔ سٹیل، لہروں، بیڑوں میں استعمال ہوتا ہے۔

**Erbium** فائبر آپٹک تاروں میں، فوٹو گرافک فلٹر، لہروں، لہروں **Lamp** شکل کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ فیلڈوں اور مصنوعی زیورات، فائبر میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

**Thulium** یہ **Rare earth** وسائل میں سب سے قریب و متفرق اور نایاب ہے۔ فیلڈ، مسات میں خاص طور پر استعمال ہوتا ہے۔ **X-Ray** ٹیکنالوجی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

**Yttrium** کیمسٹری میں مستعمل ہوتا ہے۔ فیلڈ اس کا ٹیگرڈ استعمال ہوتا ہے۔ وائیو ریکارڈ کرنے کے آلات، وائیو فیلڈ آپٹک تاروں میں کوکٹ (agent) کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

**Lutetium** وائیو مصنوعیات کی ریکارڈنگ کے عمل میں استعمال ہوتا ہے۔







اس میں تھمے رہا مگر عقور  
میں پیدا جاتا ہے اسی لیے  
بچوں کے لیے بہت مفید ہے  
خفگی دور کرنے کے لیے  
کامقوف دودھ بھی ملا کر بچوں  
کو دیا جائے تو بہت فائدہ مند  
ہے۔ ایک ماہر غذا ایٹم کے  
مطابق اس بچوں پر اس خوراک  
کا تجربہ کیا گیا ۱۰۰ گھنٹے (۶) روز کے  
اندیشہ سے قدر و قیمت اور جسمانی  
و اعصابی دورے بچہ کے لیے نہ تھے۔ اس سے

سہنپ کے ٹٹے کا علاج  
اگر کسی کو سہنپ کاٹے تو اسے یہ نسخہ  
روزانہ لکھا ضرور پڑھنا چاہئے۔  
پلٹے سے لکھ کر پڑھنا چاہئے۔

سے ۱۱۶ سالہ عظیمی ہو۔

سچے کو چھین کر تھے کھاتے ہیں وہ اس کو شک کا کر رکھ  
تہ اور کئی سے مرنا کرے گا۔ اسی میں ہے موت  
بھاری اور دلی ٹریبون۔ جب ہادی رنگہ ہو لے  
لگے کھ گوشت کی پڑیاں اس میں ذلی ویر۔ دلی طرح  
کھائیں جب گوشت والے دو ہے تو کئی یہ۔ مانی دے  
یہ گوشت کھائیں۔ جب پانی کھائے دے تو اس  
کے یہ ہے کھائیں اس پر رکھیں یہ ایک قہارت لذیذ  
کھائیں۔ یہ، انہیں کھ پند کی چائی ہے۔  
(کھائیں کھائیں کھ جائیں)



سے دیرینہ تعلقات تھے۔ میری نظر میں آپ کو  
میں نے ہمیشہ عقلمند، کارآمد، سوں اور جوشیلے، متصویر، ہر کام  
میں پیش قدمی کرنے والے، ہر کام میں کامیاب، ہر کام میں  
میں نے دیکھا ہے اس بات پر بہت حیران ہوں کہ اس کے  
میں دیکھا ہے یہاں پر اس کے والد صاحب کی میری  
نہ صرف اس نے اپنا اس کے تعلیمی حوالہ سے  
میں آپ کی خدمت میں آئے ہیں کہ اس کے قابل نہیں رہا  
میں آراہنہ کریں گا۔

فہم صاحب نے جواب دیا کہ ۔  
 منظور ہے ہم آپ کو ایک اسٹنٹ دیتے  
 آپ کی رہنمائی کے لئے اسٹنٹ کا نام  
 صدیقی تھا۔ جو صاحب اپنی محنت و زحمت  
 باعث کئی سال سے بطور ریٹیلر مینجنگ کام کر رہے  
 تھے مگر بعد میں وہ اپنی قوت کا  
 جواب دے کر۔ میری راہ دکھائی گئی تھی  
 بیکار ہو گئے اور بالآخر انہوں نے خود رہے  
 حالات میں والد صاحب کا لاہور میں رہنا

چار سال بعد حکیم صاحب نے معلوم کیا کہ والد صاحب  
نوجوانوں سے ترقی نہیں ملی۔ انھوں نے بچے چھاپڑے  
صاحب! آپ کو چار سال تک ترقی نہیں ملی؟ آپ نے  
اس کا فریضہ سے نہیں کیا اور نہ ہی آپ کی کارکردگی میں  
ترقی آئی۔ یہ آپ کو بیسویں کی ضرورت نہیں تھی۔  
والد صاحب نے کہا "حکیم صاحب! میرے آپ



ایک روز "شام ہمدرد" کے بعد والد صاحب نے حکیم صاحب سے کہا کہ پہلے میری بیٹائی ختم ہوگئی تھی۔ اس کے بعد وقت ماحضت بھی جواب دے گئی پھر میری اہلیہ کو جتنی میں شدید غلغلہ ہوا، سنا سنا کر میں نے "ہمدرد" کی خدمت انجام نہیں دے سکتی۔ یہ کہتے ہوئے حیرت سے ہاتھ دھو رہی تھیں اور جوتے پہنے ہوئے تھیں۔ اس پر حکیم صاحب نے فرمایا کہ وہ سے ہر گز نہ ہوا اور پوچھا کہ جب تمہاری بیٹائی ختم ہوگئی تھی، سنا سنا کر میں بھی چل گئی۔ اپنا استعمالی حیرت میں رہا ہوں۔ تمہاری نا اہلیت ہے، تمہاری ذاتی خدمت میں کہ ہم استعمالی منظور نہیں کر سکتے۔"

اس کے بعد والد صاحب کو جی چلے گئے۔ اس واقعہ کے بعد پانچ سال تک یقیناً حیات رہے اس تمام عرصہ میں والد صاحب کو باقاعدگی سے ہر ماہ ۱۰۰ روپے ملے۔ ۱۱ سالہ ترقی ملی یعنی ویسے عام حالات میں تھی مگر خیم صاحب والد صاحب کے طے آتے رہے اس کے علاوہ ان کی ماں (سعدیہ شہزادہ) اپنے بچوں کو ساتھ لے کر والد صاحب سے ملنے آتی رہیں۔ ان کو بتایا کہ یہ عرصہ بدلتا رہا۔ ان کی یہ سب خدمات تھیں۔ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا نہیں دیا ان کے لیے دعا نہیں کرائیں۔ یہ اچھا داراں، یہ پیر غلوصلہ جیٹ اب کہاں ہیں؟

درویشی کو یہ حال تھا کہ جب وہ مسجد کے گورنر  
ہوتے تو ایک حق تعالیٰ کا لیتے۔ کوئی پرہیزگار نہیں  
لیتے تھے۔ گورنر ہوتے تھے ہر جوہر ہر لیتوں کو وقت  
دیتے۔ ہر کاری کام سے جب بھی لاہور اسلام آباد اور  
پشاور آئے وہاں سے تو جی گورنر۔ جس میں نہیں غصہ ہے  
مردانہ جی مسرت ہوتا ہے۔

کیا یہ کوئی جمعیہ سنٹ ویز انٹنس ہو سکتا؟

# وینڈوز 8 کی دنیا

## نئی پرکشش، جاذب اور تیز رفتار

[illegible]

اور فیسک لاپ کو کچھ کمر دیا۔ اس طرح "مٹی مارتا" اور  
"سیکھی" کے شہر سے فوجاٹ ہوئی۔

## تہذیبی میں آئے

مجلس الشورى



استعمال کیا جائے گا۔ یہ تبدیلی بھی اس لیے متعارف  
ہوئی کہ ایک ہی ہتھیار سمیت فوج کے آپریشن  
کا مقصد ہو سکے۔

سیکرٹری میں سہار

وڈوز 8 کو وائرس اور دیگر خبیث سافٹ ویئر  
سے بچانے کے لیے بھی نئی خصوصیت شامل کی گئی  
میں اس میں ہائر فلٹرنگ اور ڈیٹا اینٹی وائرس  
سمیت دیگر قابل ذکر ہے۔ مزید برآں وڈوز 8 میں  
ایک یو ایچ ایف (UHF) ایپ بھی شامل ہے۔ اس  
ایپ کی مدد سے آپ اپنی سافٹ ویئر (اپریٹس) کو اپنی ویڈیو  
ڈیوائس سے منسلک نہیں کر سکتے گا۔

روایتی پروڈکٹس میں جدت

مائیکروسافٹ کے نام میں سے وڈوز  
روڈ (Windows) کے روایتی پروڈکٹوں میں بھی جدت  
پیدا کی ہیں۔ مثلاً مکس، اینڈر میسجنگ، فوٹو پیڈ  
و غیرہ۔ ان کی مدد سے بھی وڈوز 8 پر کلائنٹ-سرو  
طرز پر رفتار اور استعمال میں آسانی ہو گئی۔ تاہم وڈوز  
8 کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے ابھی حرجی اقدامات  
کرنا باقی ہیں۔ مکی اب یہ ہے کہ اسے ریویژن کر کے  
صرف ایک نئے بعد مائیکروسافٹ نے 170 ایم پی کی  
بیماری بھر کم اسپڈ سے ریویژن کیا۔

سوشل میڈیا کی سہولت

وڈوز 8 کی آپ اور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں  
ایک پروڈکٹ موجود ہیں جس کے ذریعے آپ  
تقریباً 100 سالانہ کی ذرا کم کردہ ساری  
سہولت کو بخوبی کر سکتے ہیں۔ اس میں وڈوز  
(Cloud) کیپورٹنگ کی سہولت بھی شامل ہے۔ یہ جدت

بھی نئی نسل کی ذرا نئی نسل میں پورے  
عموماً اس کے ذریعے رہتا ہے۔ لہذا نئی نسل  
سے کہ لوگوں کے نزدیک اس کی آمد میں وڈوز 8  
کی طرف متوجہ ہوں گے۔

تقدیر بھی مرقی

انڈیا کے باقیوں کا مرقی ہے۔ مرقی میں  
ہرم موجودگی کے علاوہ وڈوز 8 میں  
ایک نیا سوشل نیٹ ورک سسٹم بھی  
آپس چاہئے کہ وہ اسے سہاگے ہیں۔ سوشل  
نیٹ ورک آپس میں ملتا رہتا ہے۔ سوشل نیٹ ورک  
کا مقصد نہیں چاہیے ہے۔ سوشل نیٹ ورک  
نیٹ ورک کی صورت میں سوشل نیٹ ورک  
رہنے دے بھی سے استعمال کرتے ہوئے  
میں سوشل نیٹ ورک۔

تاہم وڈوز 8 کے چاہنے والوں کا کہنا ہے کہ  
سافٹ ویئر قابل کر کے ہی مائیکروسافٹ نے  
اس میں سے نمایاں کام کیا۔ اس میں  
آپ ایک سوشل نیٹ ورک میں آسکتے ہیں۔

مائیکروسافٹ نے وڈوز 8 میں جو تبدیلیاں  
کیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ سوشل نیٹ ورک  
میں کوئی کام کر سکتے ہیں۔ اس کے ذریعے  
ہے کہ آپ کے پاس سوشل نیٹ ورک میں  
بہت سے سہولتیں ہیں۔ سافٹ ویئر کی  
میں کریں گے۔ لہذا آپ سوشل نیٹ ورک  
ذریعے سوشل نیٹ ورک میں سہولتیں  
آپ کے لیے سہولتیں ہو سکتی ہیں۔ وڈوز 8  
اس میں نئی کام جاری رہے۔

ایک انوکھے جہاں کی انوکھی سیر

# جگر ہے یا گیارہ

یہ کچرے کی چھوٹی کیوں جمع کر رہا ہے؟

نوشی منظر سدھریں

کابھی سے ہی گڑوں کے ساتھ جیواں جہاں  
میں وہ گڑوں کے ساتھ جیواں جہاں  
رہتے ہیں۔ اس میں وہ گڑوں کے ساتھ  
انوکھی سیر کر رہا ہے۔ آخر میں  
انوکھی سیر کر رہا ہے۔ آخر میں  
انوکھی سیر کر رہا ہے۔ آخر میں  
انوکھی سیر کر رہا ہے۔ آخر میں  
انوکھی سیر کر رہا ہے۔ آخر میں  
انوکھی سیر کر رہا ہے۔ آخر میں

میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم

انوکھی سیر کر رہا ہے۔ آخر میں

میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم

میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم  
میں نے جگہ سے مشورہ کیا کہ آپ ہم









یہ اس کے علاوہ تیل میں حل ہونے والے ہیں اور نیسٹر (viscosity) بھی ہے جو اسے شریک کر کے کہہ سکتے ہیں۔ عمر بھر کا ان کو اس کا مطلب یہ ہے کہ کام بھی کر رہے ہیں۔

میں نے بتا دیا کہ اس کا مطلب homeostasis کہتے ہیں۔ یہ اندر کے ماحول کو درست رکھنے کا کام ہے۔ جگر کے کاموں کی بڑی اہمیت ہے۔ یہی زندگی برقرار رکھنے کیلئے یہ تہہ بہ تہہ ضروری کام ہیں۔ انہیں ہولڈ (hold) کرنے اور کنٹرول (concentration & composition) کو ایک خاص حد میں رکھنا ہے، خاص لڑخوں میں۔ اگر یہ میرے خون کے غذا، تھلے یا عام سے کام غیر معمولی ہو جائے گی جیسے ہم حج دوڑ پڑیں یا بہت زیادہ وزن لیں یا اپنی دماغی دماغی آجائیں (چونکہ خوش ہو یا غم) تو ہمارے خون کے ارتکاز، سادے میں فرق آجاتا ہے۔ اگر ہمارے یہ محسن جگر، دماغ کا حفاظت کا کام اس کو قابو میں نہ رہے تو ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔

یہ کام اس کو homeostasis کہتے ہیں اس کام میں جگر کیلئے ہیں اور بھی احتیاط اس کے مددگار ہیں۔ مثلاً ہم نے دیکھا ہے کہ خون میں آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار کو اس کی حدود میں برقرار رکھتے ہیں۔ ہمارے جسم کی کھال بدن کے درجہ حرارت کو کنٹرول کرتی ہے۔ پھر آپ انہی گردوں کا کام بھی دیکھ چکے ہیں۔ خون کو زچہ بننے، ماڈل سے پاک کرتے ہیں، شکریت و تیزابیت کو حدود کا پابند رکھتے ہیں، پھر یہ سب صفائیاں اضافی پانی کی مدد سے کر کے اس اضافی پانی کو بھی بدن

سے خارج کرتے ہیں۔

جگر نے پوچھا "براہ کرم یہ سب کام یہ کون سے طریقے کرتے ہیں، کون اس کو کرتا ہے؟" اب تو یہ کام کر کے "میں نے کہا" "تھوڑا پورا" وہ یہ مربوط تھیں۔ اس کے سارے اعضاء کے کام ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔ سب ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہیں۔ پھر جگر آکسیجن کا انتظام کرتا ہے، مریخ جیسے اس کو تمام صوبوں تک پہنچاتا ہے۔ فرض ادا کرتے ہیں۔ نظام جسم غذا کو بنیادی اجزاء میں توڑ کر خون کے حوالے کرتے ہیں۔ جگر خون کو گنتی کرتا ہے، ہمارے خون کو صاف کرتے رہتے ہیں۔ اس خون کو گردش دے کر یہ سب کام کرتا ہے۔ اسے ان میں سے ایک کام بھی ہے ہوتا تو ہم زندہ نہ رہتے۔ احمد علی میں ہیں پھر "میرا برا ہوا" سوال "۔۔۔ صور تو اس دینی آیت میں ہے۔ ہمارے کھوپڑی میں ایک عضو ہے جس کو دماغ کہتے ہیں۔ یہ سب کاموں کو مربوط کرتے چلانے کا ذمہ دار ہے، تو بتائیے اس کو ایک موصوفی نظام قرار دیتے ہیں۔" دیکھا ہے اس کو اعصابی نظام کہتے ہیں۔ system کہتے ہیں، اس پر تھیں سے پھر بھی بات ہوگی، انہی کی بات جان سے کہ "اعصابی نظام" ذریعہ دماغ کا نظام ہے، اس میں کون سے اعضاء کی کیا ضرورت ہے، پھر دماغ ان ہی اعصابی تاروں کے ذریعہ ہر عضو کی حد سے احکام جاری کرتا ہے کہ کون سے عضلات، کون سے مایعات، کون سے

تاریکی اپنے ثنیاں میں گم کہتے ہیں "تو دماغ کو یہ سب تعلیم جس نے دی کہ اسے تلاش پر کسی کو

نے اس علم کو دی ہے، اسے کمال دیکھو کہ میں نے اسے دی ہے اس نے کہا "تو دماغ اس کے اشاروں کو دیکھتا ہے پھر اسے اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔"

میں نے کہا "تو اسے اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔

تو دماغ کو اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔

میں نے کہا "تو دماغ کو اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔

تو دماغ کو اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کے اشاروں کے مطابق کرتا ہے۔

# غزل

اے گلے گلے جب سے تیری امان ہستی میں  
سب باتیں کسی تہذیب کا مکان ہستی میں

ہر بات جو مٹانی کی موجیں بھی جھیلے ہیں  
ہر بات جو مٹانی کی موجیں بھی جھیلے ہیں

اسی رستے سے چلے تو پہنچ جانا تھا گھر اپنے  
مگر اب کے میں آنکھ کسی اچھائی ہستی میں

پھر وہ دوسری قیصرانی خاں  
خدا کا کہہ دے وہی مادی ہستی میں

بہت اچھے بہت اچھے مکانوں کی قطاریں ہیں  
مگر اب ہر کام سے ہی بچاں مٹی میں

میں نے یہ نظر رکھنے کی سب باتیں ہوئی  
نہیں ہر سے مے کا پوچھنا ہستی میں

میں نے یہ پانی روٹی میں فرستے  
راکھ پڑا پوری مجھے نادان ہستی میں

وہ دن میں تھا وہ گاؤں کی مے سب نہیں ملے  
نہیں میں کی ہو کر رہی کسی بچوں ہستی میں

میں نے یہ سب باتیں مے سب نہیں ملے  
میں نے یہ سب باتیں مے سب نہیں ملے







سر بلوچان رکھا گیا ہے۔ کوئل دروازہ یعنی کوئلہ کے ساتھ ذاتی سرنگ چاہی ہے۔ اس کی لمبائی 10 میٹر ہے اور اس میں سے کسی آخری سرنگ سے نہیں ان کے علاوہ پورے پیر جو دار کوئلہ چن رہا ہے اس کے بھی قریب یہ سرنگیں واقع ہیں جس میں سویرے کے قریب ایک اور چمن قریب پر کوئلہ انتالی اہم در تاریک سرنگ ہے۔

جوہل میں کوئلہ سرنگ  
جوہل سرنگ کا اصل نام کوئلہ ہے، جو پشتو اصطلاح میں نیڑے میڑھے یا ڈنگ ڈنگ کے مترادف ہے۔ انگریزی سے بھی یہ کوئلہ سے جوہل مشتق ہے۔ یہ وہاں کوئلہ نکل کی کٹائی کا نام 14 اپریل 1888ء کو شروع کیا گیا، جو اس سال کی مسلسل محنت کے بعد 1891ء میں مکمل ہوا۔ اس کی تعمیر میں بڑی محنت، ماحول اور دیانتدارانہ خیالات انیم کے ساتھ مختلف طاقتوں کے میکانوں مزدوروں شامل تھے۔ یوپی، انڈیا، اتر پردیش، اڑیسہ کے قیدیوں سمیت مہاجرین، بھارتی، قندھار، غزنی، کابل، ہندوستان، بھارت اور کافرستان کے مزدوروں، برادر، مشغول غازی، ان بھارتی، بھارتی، عربی، ترکھ پیر کے اشتراک میں سے نکل کی تعمیر مکمل ہوئی۔ غشیوں کے استعمال کے لیے تیل، باروت، سے 40 میل دور نکل کے مقام سے دھوپ کے لے لیا جاتا تھا اور پھر زمین کے اندر سے ٹیڑھا بنا دیا جاتا تھا۔

سرنگ میں کام کرنے کی رفتار تیز رہتی تھی، خاصہ انگریز قیدی پیر کوئلہ کی بہت اجرت دیا کرتے تھے۔ یہ مزدور قیدیوں کی تفریق کے لیے غریب مرثیہ محفل موسیقی، رقص و سرور منظم کرتے تھے۔

جس کا رقص کرم رقص۔ عاری رہا اور نگر، انیسے شراب کے غم اٹھاتے رہتے اور مزدور قیدی کی کمانی کا پیر لیتے رہے تھے۔

بلوچستان میں واقع جوہل یا ڈنگ۔ سرنگ یہ بھی، یہاں کی چٹانیں بڑی سرنگ تھیں۔ جب کہ اس وقت یہاں کی سرنگیں تھیں سرنگ ہے۔ اس کی لمبائی 30 میٹر ہے۔ اس میں وقت بوقت نکل کے ذریعے نکودا گیا اور یہ انجینئرنگ کی عملی مشق کے لیے پائے رکھ دی گئی ہے۔ یہ سرنگ چمن سے 7 میل پہلے بارغ اور چمن کے درمیان واقع ہے۔ اس کی اسٹیم کے پیش نظر حکومت پاکستان نے اس کی تعمیر کی۔ اسے نرنگی ڈنگ کی پتت پر چھاپا تھا۔ آپ کو یہ پڑھ کر تعجب نہ ہو کہ یہاں پر یہ سرنگ بالکل سیدھی ہے مگر اس کے درمیان میں اس طرح کا چڑھاؤ ہے اور جو نرنگی نرنگی میں مقام چلتی ہے، تو اس کا نظام کے تحت، درمیان سے تا کہ انجن اور انیور، معصوم ہو سکے کہ وہ اس مقام پر تھک جائے۔ اس سرنگ میں پانی بہنے کی وجہ سے نرنگی ریل۔ اس طرح گاڑیوں کی تفریق رہی۔ اب یہاں اس سے پہلے سے یہ اندازہ کیے گئے ہیں۔

اس سرنگ کی خوبصورتی یہ ہے کہ اس کے بہت سے چٹانے درندیاں بہہ رہی ہیں۔ اب یہ کوئلہ نکل، بلوچستان، بھارت، بھارت کے بھارتی سرنگ کی نرنگی میں 3 سال کے عرصے میں 971 ٹن نکل نکل ہوئی تو یہ نرنگی کے لیے عرصہ کی گئی ہے۔ اس میں وقت 587 سالن وہاں پر تھک رہے تھے۔ اس میں قریب 15 سال کی چٹانیں تھیں۔ اس سرنگ کا نمبر 15 ہے، جب کہ کوئلہ میں یہ

وہ سرنگ بھی تھی۔

1. سرنگ نمبر 10، 10 رات طویل۔
2. سرنگ نمبر 19، 60 رات طویل۔
3. سرنگ نمبر 20، 70 رات طویل۔
4. سرنگ نمبر 21، 30 رات طویل۔
5. سرنگ نمبر 22، 37 رات طویل۔
6. سرنگ نمبر 23، 70 رات طویل۔

ان تمام سرنگوں پر سن قیدیوں منتقل کی ہوئی ہیں۔ اس سرنگ کے اندر مہاجرین، کارکنان، انجینئرس سے پھر یہاں سے چمن کے لیے سرنگیں بہہ چکی ہیں اس میں درندیاں، بھارتی، درمیان سے نہایت مشغول ہے۔ اس میں یہاں، بھارتی، بھارتی، بھارتی اور ایک وکٹوریہ کی تھیں۔

سرنگ کی تعمیر کے بعد نرنگیوں کا خوب تقاضا تھا۔ اس کی 110 میٹر آگے جس کے قریب، اس کے بعد یہاں پر تھک چکے تھے۔ 18، 19، 20، 21، 22، 23، 24، 25، 26، 27، 28، 29، 30، 31، 32، 33، 34، 35، 36، 37، 38، 39، 40، 41، 42، 43، 44، 45، 46، 47، 48، 49، 50، 51، 52، 53، 54، 55، 56، 57، 58، 59، 60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 197



میں شہزادہ کی ایک نوید رقاصہ نے اپنے رقص سے  
انجینئر کا دل تودیا۔ چنانچہ رقاصہ کی فرمائش پر اس  
مقام کا نام "شہزادہ" رکھ دیا۔ یہ سب کچھ  
تعمیلاتی اور عصبانی تھیں۔ اور اصل شہزادہ  
یہاں میں بہانہ بنی ہوئی ہو جتے ہیں۔ چونکہ یہ مقام  
ایک ندی "شہزادہ" کے کنارے واقع ہے، اس لیے  
اس مقام کا نام "شہزادہ" ہے۔ ندی ناموں کو  
پکارنا ان کے قلم کو ذریعہ نہیں دیتا۔

فکر فی مور ہے

لوڈک پور 1940ء میں روٹن کے خلاف  
اس کا راجہ راجے کے لیے حکومت برطانیہ کے چار  
سے توپ خانے کے مورچے، مشین گن کے مورچے،  
فوج پر فوج مورچے، ٹنکر فوجی وید اور قابل قدر  
محاطی برق بجائے گئے۔ آہی آہی کے بے یہ برق  
دور ٹنکر لیا مورچے مضبوطی کے غبار سے اچھی مثال  
آپ ہیں۔ ان کی سسٹمی کا انداز اس بات سے  
لگا جاسکتا ہے کہ ہر برق ورنکر مورچے کی حالت  
یہاں تین فٹ مونی ہے پھر اس میں چار پانچ  
کے فاصلے پر دو دو ایجنٹ کو ہے کی موٹی سی سسٹمی  
عمومی گاڑی تھی تاکہ یہ مورچے ٹنکر ہتھیاروں  
سے متاثر نہ ہو سکیں۔ ان سب کا رخ زاروں کی  
حائب سے۔

بلوچستان پر جرمنی حملہ کرنے کے بعد لوڈک  
ہم قریب وفاقی مقام کی حیثیت رکھتا ہے۔ چونکہ یہ  
لوڈک سب سے 8880 فٹ بلند ہے۔ اس  
سے یہاں سے افغانستان کے 20 میل تک کے  
طریقے کی نقل و حرکت کو آسانی دیکھا جاسکتا ہے۔  
افغانستان میں روسی فوجوں کی مدد غلبت کے دوران

## غزلی (فیض احمد فیض)

یہ واقعہ قانع آباد یہ شہزادہ مور  
دو لفظوں میں جس کا یہ وہ شعر تو نہیں  
یہ وہ شعر تو نہیں جس کی یاد دل کے کر  
چپے تھے یہ رہے ہیں جانے کی تڑپ کے  
قلب کے دشت میں جادو کی آخری رات  
کبھی تو ہو گا شب سست صبح کا سانس  
نہیں تو جانے کے گام کا یہ شعر تو  
ہو گا کہ پتہ اسرار شاہراہوں  
چپے ہو یا تو نہیں یہ گئے ہاتھ پائے  
وہ حسن کی سب سے عجب غمناک گھبراہٹ  
پکارتی رہیں ہاتھ پاؤں ہاتھ پائے  
سب سے عجب غمناک گھبراہٹ  
بہت قریب تھا میں نے اندازہ نہیں  
مگر تب بھی تھا میں نے اپنی تھی نہیں  
(تو تھاپ دے دیتا)

پاکستان کے اپنے افغان کے سے نہیں رہا  
چوکیوں اور پتوں پر غمناک قافلے تھے  
وہ لوڈک کا راستہ و طالع بینی  
سے سندھ تک رسائی کا فرد ایک قریب رہا ہے  
تو دوریہ سے سن کی حیرت سے بین الاقوامی  
کے فروغ کے ساتھ یہ ہے کہ آنا مرکا  
ہوچستان دیکھنے کی یہ حوصلہ نہیں  
مرفروں وراٹھینوں سے وہ ہوسوں رہا ہے

یہ وہ ہے ی سبھی شہزادہ تکیں پست ہوں  
جواب گا کہ میں آگے کی یہ تکیں کرتے ہوئے یا  
نہیں ہے آگے آگے جو الفاظ گنگنا تے تھے اسے  
میں سمجھتے تھے۔ گاتے کی اصطلاح میں ایک  
میں تو اسے ساتھ میں بھی زمرہ کہا جاتا ہے۔  
فان میں میں نہیں نہیں کو بھی زمرہ کہہ جاتا ہے۔  
یہ متاثر ہے کہ میں میں اس کے انھی معنوں کی  
مہارت ہے اس کا نام زمرہ رکھا گیا ہو کہ جب یہ  
وہ وہ ایک دھن پر گونج رہی تھی تو شیخ کی کی گونج  
میں آواز دے رہی تھی۔

یہ وہ تھاپ کی تھاپ کا وہ بھی بڑا دلچسپ  
یہ وہ شہزادہ بدلی تھے  
یہ وہ شہزادہ بدلی تھے  
یہ وہ شہزادہ بدلی تھے  
یہ وہ شہزادہ بدلی تھے  
یہ وہ شہزادہ بدلی تھے  
یہ وہ شہزادہ بدلی تھے  
یہ وہ شہزادہ بدلی تھے

فتح کی علامت

## زم زمہ توپ

ایک ڈیجیٹل توپ کا تذکرہ۔

250 سالہ تاریخ اس پر قصے  
کے جھگڑوں سے بہرہ ور ہے۔

جرمنی کے مور پر لاہور کے ہاتھی پر بندوخت سے  
بھارت کا ایک ایک وقت حاصل کیا گیا۔ یہ شہزادہ  
یہ وہ کہ ہندوستان کے برقی زمانہ میں بدل کر  
تھے۔ پھر تانے بوبھن کے سمجھنے کو سنا کر 1757ء  
میں ایک ہی سار کی وید کی عین تیار کی گئیں۔ تانے  
اور جھنڈی کی ایک توپ کو سب سے پہلے احمد شاہ ابدالی  
سے لایا۔ اس توپ کی بہت سی مشہور ٹوکی میں استعمال  
کیا۔ اس جنگ کے بعد احمد شاہ ابدالی کا دل چاہے  
ہوئے دوسری توپ کو اپنے ساتھ لے گیا۔ مورم زمرہ  
توپ کو اپنے ساتھ لے گیا۔ یہ توپ کو اپنے ساتھ لے گیا  
گاڑی پر لے گیا۔ یہ توپ کو اپنے ساتھ لے گیا  
یہ توپ کو اپنے ساتھ لے گیا۔ یہ توپ کو اپنے ساتھ لے گیا  
یہ توپ کو اپنے ساتھ لے گیا۔ یہ توپ کو اپنے ساتھ لے گیا  
یہ توپ کو اپنے ساتھ لے گیا۔ یہ توپ کو اپنے ساتھ لے گیا  
یہ توپ کو اپنے ساتھ لے گیا۔ یہ توپ کو اپنے ساتھ لے گیا

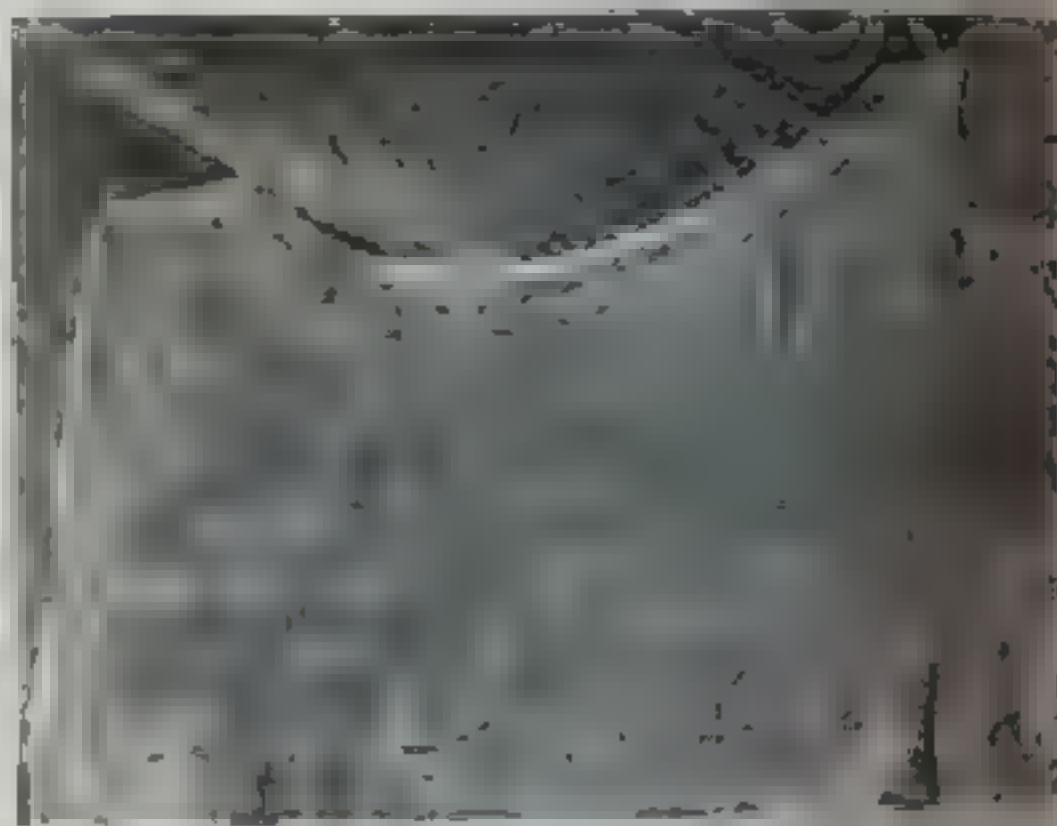


عمیرا تھا، وہ بھی دربار چھوڑ گئے۔ جتنے میں ہی کہیں  
گھر نہ گئی تھی۔

زم زم توپ جو جہوپہ کے پاس ایک سرسبز  
پڑی رہی۔ 747ء میں چری سنگھ بھنگلی نے اس پر حملہ  
کر دیا۔ بھنگلی کو مرخوچہ خیریت نے پناہ ملے۔ وہ اس سے  
دو میل کے فاصلے پر سو جو موضع قلعہ سعید (سو جو دلوٹ  
خوہ سعید) میں پناہ لے لیا۔ بھنگلی نے اس سے دور کے  
اسی قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اس موقع پر زم زم توپ  
بھی شامل تھی۔ چری سنگھ بھنگلی کی وجہ سے ہی اس توپ کا  
نام 'بھنگلیوں کی توپ' پڑا۔ 1744ء تک یہ توپ یوگیا  
شاہ پٹن میں پڑی رہی۔ پھر 1747ء میں اسے مرخوچہ  
بھنگلی لایا۔ لاہور پر قبضہ کر کے توپ کو پٹن لائی تو  
میں سے اسے کچھ دن بعد ایک اور سردار حیرت سنگھ  
چاکیہ لایا۔ بھنگلی سرداروں کو 1749ء میں پٹن سے  
لاہور لے کر آکر میں رہا۔ حیرت سنگھ نے اپنے  
مطالبہ کر دیا کیونکہ لڑائی میں حیرت سنگھ نے بھنگلی  
سرداروں کی مدد کی تھی۔ بھنگلی سردار اس کے مطالبے پر  
مانگوں تھے۔ وہ اسے کچھ نہیں دینا چاہتے تھے۔  
چنانچہ انھوں نے یہ کہہ کر اسے چھوڑ دیا کہ اس نے  
ناگہانی غرض سے کہا توہ زم زم توپ سے باہر۔  
بھنگلی سرداروں کا وہاں تھا کہ ان کو توپ وہ  
کہاں سے پائے گا۔ انھوں نے اپنے محلہ کے قریب  
ہے جائے گا۔ مگر وہ حیران رہ گئے جب حیرت سنگھ نے  
اپنے خادموں کو بلایا۔ ان کے ذریعے وہ پہلے توپ  
پائے اور اسے پائے گئے وہاں۔ مگر وہاں سے  
وہ اپنے قلعے میں لے گئے۔ توہ اسے اس کے  
کہ توپ وہ قلعہ سردار احمد خاں اور چری سنگھ خاں سے  
جیت گئے تھے۔ چھوٹی توپ اپنے مالے احمد گھر سے

گئے تھی بڑی خوب، جو کمرن کے حصول کے لئے  
میں تیار کیا گیا۔ احمد خاں چاہتا تھا کہ توپ  
کی قیمت میں اسے چھوڑ دے۔ چری سنگھ نے اس کی  
اس کا الٹ کیا۔ بھنگلی اس قدر پناہ دیا کہ اس نے  
احمد خاں کے پاس اپنے قلعہ کا ایک ہاتھ لگا دیا۔  
اس مالے کو، کچھنے سے توہ چری سنگھ بھنگلی، چری سنگھ خاں  
درا ہو چکا۔ چنانچہ ان دنوں نے لڑائی کے لئے  
بھنگلیوں کو ملک احمد خاں کی طرف بھجوا دیا۔  
ایک دن یہ ایک مالے تک احمد خاں کو پائی حاصل  
کرنے سے روک دیا گیا۔ چری سنگھ نے احمد خاں کے پاس  
تسلیمر کر لی۔ اس توپ سے بہت دور ہو گیا۔ چری سنگھ  
سنگھ نے چری سنگھ خاں کے حوالے سے اسے برائے  
ہو کر اسے اس پر قبضہ کر لیا۔ اپنے صدر مقام  
لے گیا۔ یہ توپ 17 سال تک مرخوچہ بھنگلی کے پاس رہی  
بھنگلیوں اور سنگھ چاکیوں میں لڑائی ہوئی۔ چری سنگھ  
چھوڑنے 1772ء میں یہ توپ حاصل کر لی۔ مرخوچہ  
(اس کا پرانا نام مرخوچہ تھا) لے گئے۔ کچھ سال  
1773ء میں یہاں چری سنگھ بھنگلی نے کہاں سے اسے  
آئے ہوئے ایک ہاتھ چری سنگھ نے اسے کوہر سنگھ سے  
توپ چھین لی۔ وہ اسے مرخوچہ لے گیا۔ 1777ء میں  
توپ بھنگلیوں کے ہاتھ میں رہی۔ اس سال مرخوچہ سنگھ  
بھنگلیوں کو مرخوچہ سے چلتا گیا اور توپ اپنے قلعے میں  
رہی۔ بھنگلیوں نے اس میں اس توپ کی اہمیت بہت  
کئی۔ اسے قلعہ کی عداوت یا جنگ میں برتری  
کرنے کا نسخہ سمجھا لیا گیا۔ مرخوچہ سنگھ نے اسے  
وزیر آباد چلایا اور وہاں کی بھنگلیوں میں خوب  
پیدا کر 1808ء میں ملتان کے قلعہ سے اسے  
کوئی قلعہ لایا۔ پھر یہ ٹیکہ لے ہوئی۔ اسے

اس توپ کے بارے میں لکھا گیا۔ (مجموعہ 1870ء تک  
اس توپ کی ایک سالہ 1870ء میں ٹیپٹ ایک ایس  
کے لئے اسے موقع پر اسے لکھی ہاتھ کے قریب رکھا گیا  
اس وقت سے یہ توپ وہیں پڑی ہے اور اسے  
اسے توپ چابی چابی سہولت دی گئی ہے۔  
اس توپ کے متعلق سرداروں کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ



توپ چابی چابی سہولت دی گئی ہے۔  
اس توپ کے بارے میں لکھا گیا۔ (مجموعہ 1870ء تک  
اس توپ کی ایک سالہ 1870ء میں ٹیپٹ ایک ایس  
کے لئے اسے موقع پر اسے لکھی ہاتھ کے قریب رکھا گیا  
اس وقت سے یہ توپ وہیں پڑی ہے اور اسے  
اسے توپ چابی چابی سہولت دی گئی ہے۔  
اس توپ کے متعلق سرداروں کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ

ادشا کے دور حکومت میں جو فوجوں نے شہر  
شہر لکھا ہے، تحریف و تصدیق کا حق دار اور بد  
کرنے والے ہے۔ اس نے کامیابی احمد شاہ، بادشاہ قلات  
آخر کرنے والا اور چری سنگھ کی شہر و حکومت کا ایک  
ہے۔ بادشاہ کے دربار سے پڑے وزیر کو یہ حکم ملا کہ  
مرخوچہ بھنگلیوں کے کارخانے ہوتے ہیں۔ یہ توپ  
بنائی چلتی، جو اس کے  
کی طرح فوٹو کٹ اور  
پہاڑ کی طرح بڑی ہو  
جائے۔ اس نے چری سنگھ  
شاہ میں خاص وزیر  
معدن کے لئے اس حکم  
کی تعمیل میں نہایت  
بہترین کامیابیوں کا  
کیا اور یہ کام مکمل کیا۔  
اس توپ کو چری سنگھ  
اس توپ کو چری سنگھ  
کے دور میں لکھا گیا ہے۔ اسے  
کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے  
جوہر کی سہولت سے لکھا گیا ہے  
سہلی 14 دسمبر 1870ء  
کے ایک روز جلسوں کو شہر سے  
کا جس ہوئے تو چری 25  
آگیا۔ ان میں سے 38  
تھے ان میں مرخوچہ توپ بھی شامل تھی۔  
مرخوچہ عہد میں جب اسے  
مرخوچہ عہد میں آیا تو مرخوچہ کو عجیب تیار کیا گیا



















شادی کے بعد اس کی زندگی میں مٹی تہ بنیاب میں وہ ایک دم اپنا اصل زندگی سے منسوب پہچے کی ہڈی ہو گئی یعنی اس کی صورت میں جو تبدیلیاں وہی صاحب جہد آئی تھیں وہ ایک دم گھٹیں۔

زندہ رہنے پر تو ہمارے جس طرح درجہ بھی اہم ہے۔ ہمیں زندگی میں مرنے تک ہر روز اپنی حفاظت کرنی ہوتی ہے۔ ہوں تو فساد کی چوڑی زندگی میں کسی بھی وقت اس بات کا رجحان نہیں کر سکتا کہ وہ کھلی ہے۔ ہر روز آدمی جو پیشہ وارانہ اور تہہ رستہ کو مار رہا ہے چاہتا ہے اسے ڈنگ (Deng) کی نصیحت پر عمل کرنا چاہیے۔ یہ نصیحت اس نے اپنی زندگی کے اس حصے میں کی جب اس کی عمر 40 سال تھی۔ اس نے کہا کہ ”ہر دن اس طرح گزارے کہ آپ سو سال مزید زندہ رہیں گے۔ ہوں آپ حقیقی معنوں میں طویل عمری کی ”فوری حد تک زندہ رہ سکتے ہیں۔“

جدید دوا میں دوسری طرف سے یہ کافی نہیں ہیں کیونکہ ہمیں اپنی زندگی کے دورانیہ کو بڑھانے کے لیے بعض مددگار بھی نہیں دیتا، بلکہ ان سالوں کو زندگی سے بھرپور بھی بنانا ہے۔

■ ■ ■



## ایک سیکنڈ

یہ زندگی سست ہے۔ اس نے سستوں سے گزرتے ہیں۔ سست چلتا ہے۔ جو تپا ہے۔ اس کی طبیعت اس کی زندگی میں گہرے آگے دیکھتے ہیں۔ انسان اور یہ اپنی جسمانی شکل میں اس کی تیز رفتاری پر غور کر رہے ہیں۔ یہ سستوں کی کم وقت گزرتے ہیں۔ اس کی زندگی کے ساتھ ساتھ وہ اپنے آپ کو زندگی کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔

انسانی زندگی کے چار حصوں میں ایک حصہ کا وقت ہے۔ یہ سستوں کے ساتھ ساتھ وہ اپنے آپ کو زندگی کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔

یہ سستوں کے ساتھ ساتھ وہ اپنے آپ کو زندگی کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔

یہ سستوں کے ساتھ ساتھ وہ اپنے آپ کو زندگی کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔

یہ سستوں کے ساتھ ساتھ وہ اپنے آپ کو زندگی کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔

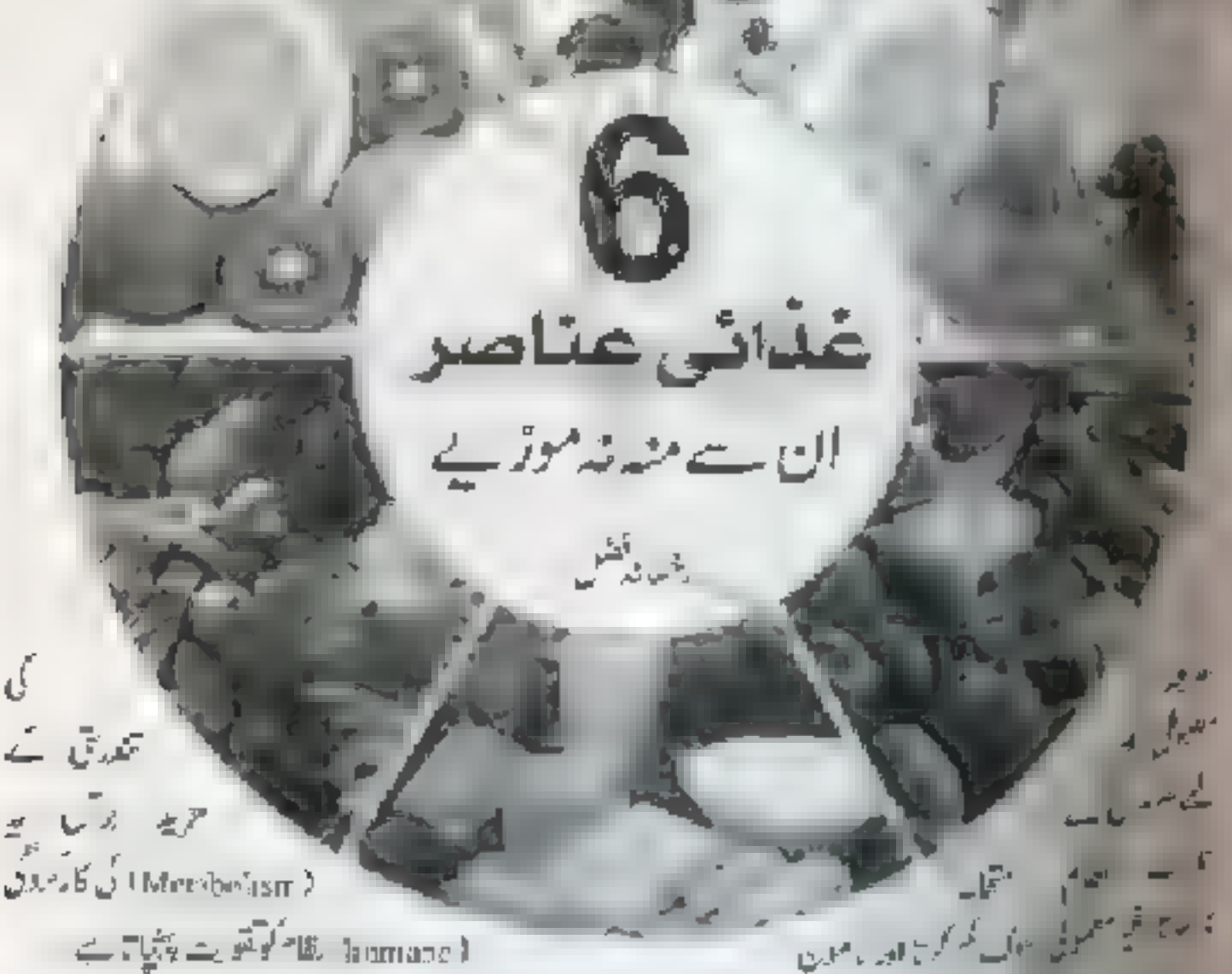
یہ سستوں کے ساتھ ساتھ وہ اپنے آپ کو زندگی کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔

(ایک سیکنڈ کا وقت)

اس روزانہ پیشکش پیشکش میں تو ضروری ہے کہ غذائیت (Nutrition) سے بھرپور غذا لیا جائے۔ غذائیت سے مراد وہ دوا ہے، معدنیات اور دیگر غذائی اجزاء جس کی مدد سے ہم زندہ رہ سکتے ہیں۔

اس کی سب سے بڑی مثال اس کی غذا ہے۔ اس کی غذا اس کی زندگی میں ہر قسم کی غذائی اجزاء، کربوہائیڈریٹس، پروٹین، فائبر، وٹامنز اور معدنیات کا مجموعہ ہے۔ اس کی غذا اس کی زندگی میں ہر قسم کی غذائی اجزاء، کربوہائیڈریٹس، پروٹین، فائبر، وٹامنز اور معدنیات کا مجموعہ ہے۔

یہ سستوں کے ساتھ ساتھ وہ اپنے آپ کو زندگی کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔



یہ سستوں کے ساتھ ساتھ وہ اپنے آپ کو زندگی کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ یہ سستوں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔



ہیں تو ہمیں ذی قریب کی پوری مقدار میں باقی رہتی ہے۔  
 خلیجیں و تہذیب سے اکتال ہوا ہے کہ انسان  
 باقاعدگی سے دیہاتیں ذی قریب مقدار کے لئے تو وہ ہند  
 ہستہ اور خورہ قدر اسے (1000) سے سرخان سے بھی  
 وہ ہے۔ مزید برآں کاشیہ اور مہاراجہ کے مائیں  
 مذہبوں کی فراوانی کرتا اور قلمی نظام کو مستبد بناتا ہے۔  
 اگر آپ قدر کی جوتی اور لہو کی عمر پانا چاہتے  
 ہیں، تو حیاتیاتی ذی قریب پوری مقدار میں حاصل کیجئے۔  
 میں خود بہترین طریقہ ہے کہ ذی قریب میں باقی رہے۔  
 میں خود اپنے یا پھر خداؤں سے پاسیہ۔ حیاتیاتی ذی  
 قریبوں، خلیجوں، خلیجوں، اندوں اور خلیجوں میں رہتے  
 ہے تاہم غذاؤں میں اس ذی قریب کی مقدار معمولی ہوتی  
 ہے۔ ہندو مذہب میں سے سے پائے جاتے ہیں مفت عطا  
 کرتا ہے۔

### امیگا تھری کا تہذیب

امیگا تھری پندرہ برس میں پھرتی کے اور کئی تھری  
 تہذیبوں پر چھٹی سے اکتال ہوئے ہیں۔ ہمیں تہذیبی  
 عطا کرنے کی بہت سی حدیثیں رکھتے ہیں۔ وہ اصل  
 میں تہذیب نامہ کے جسم میں چھائی (1000) کہتے ہیں  
 جو بڑا اکتال ہے۔ ہندو مذہب میں ہندو مذہب میں  
 اکتال کرنے میں تھری (1000) جتنے کا نہیں دیتے،  
 خلیجوں کی بھی دیتے۔ ہندو مذہب میں دیتے ہیں۔  
 امیگا تھری چیزیں دہلی چھائی کی اچھی قسم پون  
 ان تہذیب بناتے ہیں۔ ہندو مذہب میں دہلی  
 دہلی تھری تھری تھری تھری اور دہلی دہلی  
 کو لیٹرول گھاتے ہیں۔ ہندو مذہب میں دہلی تھری  
 حالت بہتر ہوتی ہے۔  
 ہندو مذہب میں تھری تھری تھری تھری تھری تھری

نقص غذاؤں سے پاتا ہوتا ہے۔ ذی قریب سے  
 مقدار میں تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 میں تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 ہندو مذہب میں تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 ہندو مذہب میں تھری تھری تھری تھری تھری تھری

### حیاتیاتی

یہ حیاتیاتی تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 ہے۔ حیاتیاتی تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 آزاد اسٹیج (1000) ہے۔ ہندو مذہب میں  
 اصل میں تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 وقت رات میں تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 مردہ ہر کسی حیاتیاتی تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 ہے۔ تھری تھری تھری تھری تھری تھری

یہ حیاتیاتی تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 حیاتیاتی تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 کاتر تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 اکتال تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری

### پیشہ

یہ پیشہ تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری

یہ پیشہ تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری

یہ پیشہ تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری

یہ پیشہ تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری

یہ پیشہ تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری

### حیاتیاتی

یہ حیاتیاتی تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری

### مذہب

یہ مذہب تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری

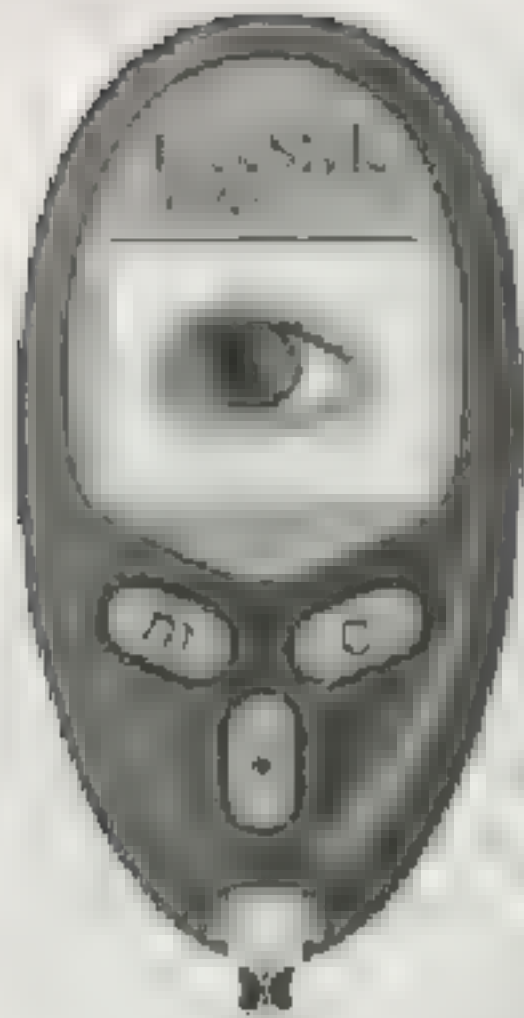
یہ مذہب تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری

یہ مذہب تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری

یہ مذہب تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری

### مذہب (Roast)

یہ مذہب تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری  
 تھری تھری تھری تھری تھری تھری تھری



# ذیابیطس

کا آنکھوں پہ حملہ

ان سال کے بد رسوئے و اے لاری حملے  
میں کیسے بچ سکتا ہے؟

المسألة الأولى

جسم دیکھتا ہے۔ اس بیماری میں عصبی فکس اور پرو بصریت  
پروجن ان کی نئی غیر معمولی رئیس پیدا ہو جاتی ہیں۔  
تو ان کی یہ ابتداء دیکھ کر اسٹر پچس کو اٹکھوں میں  
حتمی پھیل جاتی ہیں، تاہم یہ بڑا پیدا نہیں رہیں۔ جو  
یونہی سے ان کے مال یا زیادہ تر ذریعہ فیکٹس کا فکس رہیں ان  
میں ویٹلس منہیہ مرض کی کوئی شکیبی سہوت حتمی ہوتی ہے۔  
اس مرض کے ابتدائی مرحلے، ایس منظر مہکیہ مرض  
(Background retinopathy) میں نظر معمول  
کے مطابق رہتی ہے تاہم مرض کی علامت عات، کثیر ا  
پائش (Proliferative Diabetes) میں  
مرض اپنا کچھ حلقہ کرتا ہے۔ اگر وقت سے علاج نہ ملے تو  
انسانی اندھا بھی ہو سکتا ہے۔  
ماہر مرض چشمہ اسٹڈی انٹرن، بدکا کہتا ہے۔

ہم سے ملنے بھرتی ہوئے تھے

نہیں جناب! وہ جو ہم نے لکھے تو اس کے حوالے سے  
 سائنس دانوں کو پتا ہے کہ ان قرین عصبیاتی  
 سسٹم میں کتنا بڑا کام ہے۔ یہ سائنس دانوں کی بات ہے  
 کہ ان کے پیچھے یہ سائنس دان (Kenna) پر

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

تو اسے میں نے دیکھا تھا کہ وہ بھی جھلک رہا ہے۔ اسی لیے  
میں نے اسے دیکھا ہے تو اسے دیکھا ہے۔ ایک ہی طرح  
(Direct & Retrospect)

## یابہر گھانے کا چھسکا

میں نے کہا کہ یہ ایک عجیب و غریب شخص ہے۔  
 اس نے کہا کہ یہ ایک عجیب و غریب شخص ہے۔  
 اور میں نے کہا کہ یہ ایک عجیب و غریب شخص ہے۔  
 ماحولیات کا یہ ایک عجیب و غریب شخص ہے۔

ایک لی وجہ پر جسے مدتہ زانوں میں بھی موقوفہ  
پندرہالی نمک روغن سے بھر پور ہوتے ہیں۔ اس سے یہ  
بہ مشورہ یہاں تک کہ اس کے ایک بار صاف  
حالیہ سے تیار بھی ہو۔ موقوفہ اس کا انتخاب کے  
بیتوں اور اس کے لئے یہاں تک کہ اس کے لئے

• 1-2-3-4-5-6-7-8-9-10-11-12-13-14-15-16-17-18-19-20-21-22-23-24-25-26-27-28-29-30-31-32-33-34-35-36-37-38-39-40-41-42-43-44-45-46-47-48-49-50-51-52-53-54-55-56-57-58-59-60-61-62-63-64-65-66-67-68-69-70-71-72-73-74-75-76-77-78-79-80-81-82-83-84-85-86-87-88-89-90-91-92-93-94-95-96-97-98-99-100-101-102-103-104-105-106-107-108-109-110-111-112-113-114-115-116-117-118-119-120-121-122-123-124-125-126-127-128-129-130-131-132-133-134-135-136-137-138-139-140-141-142-143-144-145-146-147-148-149-150-151-152-153-154-155-156-157-158-159-160-161-162-163-164-165-166-167-168-169-170-171-172-173-174-175-176-177-178-179-180-181-182-183-184-185-186-187-188-189-190-191-192-193-194-195-196-197-198-199-200-201-202-203-204-205-206-207-208-209-210-211-212-213-214-215-216-217-218-219-220-221-222-223-224-225-226-227-228-229-230-231-232-233-234-235-236-237-238-239-240-241-242-243-244-245-246-247-248-249-250-251-252-253-254-255-256-257-258-259-260-261-262-263-264-265-266-267-268-269-270-271-272-273-274-275-276-277-278-279-280-281-282-283-284-285-286-287-288-289-290-291-292-293-294-295-296-297-298-299-300-301-302-303-304-305-306-307-308-309-310-311-312-313-314-315-316-317-318-319-320-321-322-323-324-325-326-327-328-329-330-331-332-333-334-335-336-337-338-339-340-341-342-343-344-345-346-347-348-349-350-351-352-353-354-355-356-357-358-359-360-361-362-363-364-365-366-367-368-369-370-371-372-373-374-375-376-377-378-379-380-381-382-383-384-385-386-387-388-389-390-391-392-393-394-395-396-397-398-399-400-401-402-403-404-405-406-407-408-409-410-411-412-413-414-415-416-417-418-419-420-421-422-423-424-425-426-427-428-429-430-431-432-433-434-435-436-437-438-439-440-441-442-443-444-445-446-447-448-449-450-451-452-453-454-455-456-457-458-459-460-461-462-463-464-465-466-467-468-469-470-471-472-473-474-475-476-477-478-479-480-481-482-483-484-485-486-487-488-489-490-491-492-493-494-495-496-497-498-499-500-501-502-503-504-505-506-507-508-509-510-511-512-513-514-515-516-517-518-519-520-521-522-523-524-525-526-527-528-529-530-531-532-533-534-535-536-537-538-539-540-541-542-543-544-545-546-547-548-549-550-551-552-553-554-555-556-557-558-559-560-561-562-563-564-565-566-567-568-569-570-571-572-573-574-575-576-577-578-579-580-581-582-583-584-585-586-587-588-589-590-591-592-593-594-595-596-597-598-599-600-601-602-603-604-605-606-607-608-609-610-611-612-613-614-615-616-617-618-619-620-621-622-623-624-625-626-627-628-629-630-631-632-633-634-635-636-637-638-639-640-641-642-643-644-645-646-647-648-649-650-651-652-653-654-655-656-657-658-659-660-661-662-663-664-665-666-667-668-669-670-671-672-673-674-675-676-677-678-679-680-681-682-683-684-685-686-687-688-689-690-691-692-693-694-695-696-697-698-699-700-701-702-703-704-705-706-707-708-709-710-711-712-713-714-715-716-717-718-719-720-721-722-723-724-725-726-727-728-729-730-731-732-733-734-735-736-737-738-739-740-741-742-743-744-745-746-747-748-749-750-751-752-753-754-755-756-757-758-759-760-761-762-763-764-765-766-767-768-769-770-771-772-773-774-775-776-777-778-779-780-781-782-783-784-785-786-787-788-789-790-791-792-793-794-795-796-797-798-799-800-801-802-803-804-805-806-807-808-809-810-811-812-813-814-815-816-817-818-819-820-821-822-823-824-825-826-827-828-829-830-831-832-833-834-835-836-837-838-839-840-841-842-843-844-845-846-847-848-849-850-851-852-853-854-855-856-857-858-859-860-861-862-863-864-865-866-867-868-869-870-871-872-873-874-875-876-877-878-879-880-881-882-883-884-885-886-887-888-889-890-891-892-893-894-895-896-897-898-899-900-901-902-903-904-905-906-907-908-909-910-911-912-913-914-915-916-917-918-919-920-921-922-923-924-925-926-927-928-929-930-931-932-933-934-935-936-937-938-939-940-941-942-943-944-945-946-947-948-949-950-951-952-953-954-955-956-957-958-959-960-961-962-963-964-965-966-967-968-969-970-971-972-973-974-975-976-977-978-979-980-981-982-983-984-985-986-987-988-989-990-991-992-993-994-995-996-997-998-999-1000-1001-1002-1003-1004-1005-1006-1007-1008-1009-1010-1011-1012-1013-1014-1015-1016-1017-1018-1019-1020-1021-1022-1023-1024-1025-1026-1027-1028-1029-1030-1031-1032-1033-1034-1035-1036-1037-1038-1039-1040

مستعدہ، اس طرح کہ کوئی بھی نہ کر پاتی تھی۔ یہی ہے۔  
 اس کی علت اس قدر اہمیت خدائے ہو جاتی ہے۔

بھاپ میں تھاپا کالے کے لیے پچھلے صاف تھاپا  
 ہلکی یا گھونٹ ڈال دیتے۔ پھر اسے کھانسی  
 مخصوص میں کافی جائے تاکہ کھانسی بھی  
 بعد از اس ایک دن سے دوسرے میں دوا لیں  
 پھر کچھ دوا لیں ہے پر دیکھ دیں۔ صابن  
 کے تھپتھپ میں بھاپ کر کے والی کو کر کے  
 بھی اندر دے دیے اور پھر بھی دوا لیں ہے۔

عذرا کو اتنی دیر بھلاپ میں روکھے کہ وہ عطارد پہنچ گیا۔ جب اٹکانی شکل ہو تو احتیاط سے اسے گور اٹھائیں کیونکہ یہاں آپ کا ہاتھ وہاں نہیں ہے۔ فکر پاک بننے کو بہتر ہے کہ اسے بظاہر نہ لگے۔

11

بریان کرنا (Broiling)

اس طریقہ کار میں خدا اور آپ کے اندر ملتی آگ  
کے نزدیک رکھ کر پڑھ جاتی ہے۔ چونکہ مذہب راست  
کے کسب میں ہوتی ہے ہذا وقت اور بجلی عموماً چند  
منٹ میں کچھ جاتی ہیں۔

برایان کمرے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے او لیجھا کر  
چھ سات منٹ اس گرم کرمل - بعد راب غذا اس  
فشتری یا بریں میں رکھیے جو شدید تھیں براشت کر  
سکے۔ پھر برتن آگ سے پانچ چھ انچ دور رکھ دیجئے۔  
زرا وہ موٹا گوشت یا کوئی اور غذا اس طریقے سے نہیں  
پکانا چاہیے۔

گواہت یہ بھیجی گئی مولوی کے حساب سے 51 روپے  
 ۱۰ ارب روپے کے عرصے میں چلنے والے یہ روپے کس  
 قریب موجود نظرا منبرئی گندمی ہو جائے تو اسے پتہ  
 دیتے رہے سب سے بھی تھے تو عرصے تک پکا ہے۔

تجزی سے ملتا (Sameing)

پھل کی کئی طرح کی کار میں عموماً مہری یا گوشت  
کڑھائی میں تھوڑا سا تیل ڈال کر تیز سے پکایا جاتا  
ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ پہلے درمیان فی شوب کی انگ پیر  
خالی کڑھائی رکھیے تاکہ وہ گرم ہو جائے۔ جب کڑھائی پا  
کسی مہرے برتن کی پینڈ چٹے تھے ترس میں ملاتا  
تیل ڈالیں۔ رہا جو چاہئے۔ پھر کچھ دیر تھہریے تاکہ  
تیل بھی گرم ہو جائے۔ بعد ازاں علاء الہیہ پھر  
کو تھک سے ہاتے رکھیے تاکہ وہ پینڈے سے نہ لگے اور  
وہ اچھی طرح یک پائے۔

(Steaming) ہٹے پک

قدر کی فراغت (Waterfalls) پر مبنی اور اسے کپیائی (Copy) بنانے کا یہ طریق کار بہترین



## چہل قدمی

روزنامه‌های کیهان، مهر، اطلاعات و جهانگردی - روزنامه‌های کیهان، مهر، اطلاعات و جهانگردی - روزنامه‌های کیهان، مهر، اطلاعات و جهانگردی

فدا کا یہ مہم جو اپنے کے ساتھ ساتھ ہزاروں میں گروہ کی  
پہنچ رہی تھی ہے۔ لیکن کوئی دوسری مہم پر مستعد ہے۔ یہ  
وہ ہے جس میں اسی نئی طاقت کا بھی عہدہ تھا۔ یہ  
مردوں کی مصیبتیں۔ چلتے سے بدلوں کی ورتش  
ہو رہی تھی ہے۔ پانچ سو سو سالہ انہی بدلوں کی پوسیدگی  
(اسٹیڈی چارٹر) مرثیہ کا نشانہ بن گئی۔ اس کا کہنا  
ہے۔ بدلوں کی یہ طرے ہیں (1840ء)  
میں چھٹا کافی ہے۔

بھگوان کی ۱۰ مہینے۔ بلا حد ہے جس کی یادداشت  
جاتے رہتا ایک عام فعل ہے۔ ماسین کے تحقیق  
سے دریافت کی ہے کہ جو بونڈھے مزدور  
روزانہ کم از کم ۱۱ اکر کو میٹر چیل چلیں، ان  
کی یادداشت بھی رہتی ہے۔ دراصل  
چنے سے ہمارے دماغ کا حرام ملز  
ڑھتا ہے، یہاں یادداشت کو ضعف نہیں

یہ آیت اور اس میں اظہارِ چنانچہ قومی کا یہ بڑا فائدہ

پیشہ: پروفیسر، مولانا محمد رفیع

(System) وقت و قیاس ہے۔ پیمانہ ہے۔

مجلس صومالیہ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے ورک شاپ، ۲۰۱۸ء

بقدره و شایسته جلیلہ پشاور تعلیمی بورڈ۔

۱) ۴۰ تحقیقات ۵  
۲) ۴۰ تحقیقات ۵  
۳) ۴۰ تحقیقات ۵  
۴) ۴۰ تحقیقات ۵  
۵) ۴۰ تحقیقات ۵  
۶) ۴۰ تحقیقات ۵  
۷) ۴۰ تحقیقات ۵  
۸) ۴۰ تحقیقات ۵  
۹) ۴۰ تحقیقات ۵  
۱۰) ۴۰ تحقیقات ۵

۱۔ اس میں فی۔ آکر 60 ملٹروں والا آبی یا  
غیرت دیا کہ آدھ گلاسے تھیں اسے چھ، تو اس سے  
۸۔ ۱۰ گلاسے تھیں گے۔ یہ مایہ سا کھنی اسے فرپ نہیں  
لائے۔

آقوں کے مردوں سے گفتگو

چند ششماں سے ہے یہ بڑا توکل ماما۔

پیش کشی ایک قسم میں ہے چار مہینے مولیٰ ہے

مجلس شورای ملی - تهران - ۱۳۰۲

— 428 —

نہ اس کے لئے کہ وہ اس کے لئے

مجلس شورای اسلامی

2010

مذہبِ حق - مشرق و مغرب میں

$\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$

مجلس شورای ملی

مجلسه ۱۳۱۳

100

پیشکش

صحت پر مبنی ممکن ہے۔ بعض اوقات ایک سے زائد  
تجربہ کار بھی موبائل پر کام کرتے ہیں۔ یہ  
جائے۔ کہ یہ ریل کا بڑا نقصان ہے کہ یہ نقصان  
نہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ہر شے مراد فائدہ کو چاہتے  
ہوئے ہیں۔

اسی سبب سے بڑے قوانین و اختراعات میں یہ  
کا ایک اعلیٰ مسکن۔ جلدیں انھیں (۱) سے  
(related muscular degeneration) تھیں  
تھے۔ اگر سریشہ شکریت زخم مرتبہ اور کھاپ و مرہ  
قلب میں بیٹا ہے تو یہ مرض ختم ہونے کا مظاہرہ  
جاتا ہے۔ دوسری کی لڑائیوں عدالت میں نظربندی ہے۔  
اسکا (۱) میں غریبی کا فرق ہے۔

اس بیماری میں مچھلی کی جلد ساجھتی ہے  
 کوں بھی رہتا ہے۔ اس میں مرض چشمہ یا  
 فوریٹس (Furunculosis) کے نام سے  
 (Anguillulosis) کے نام سے یہ مرض  
 کہلاتے ہیں۔ بطور علاج یہ مچھلیوں کو  
 روپ بھی دستیاب ہے جو ان مچھلیوں کی  
 یہ دھندلکھتے یا پھر چھلکے

اس شخص میں جتنا سحر و جادو ہو چکا ہے۔ وہ تو  
توئی نورانہ پیراٹ ہوئے کی خوشی  
نامہ دیکھتے تھے یہ نامہ پچھلی صدی  
پاتے۔ عزیز پرانا سرلیٹ کو چاہیے کہ یہ  
میں اس کتاب کے جو طبع ثابت ہوئے ہیں۔

آخر میں یاد رکھیے۔ احساس میں ایک مرتبہ بھی  
 لگی۔ عائدہ ضرور کر اے۔ جیسا کہ قدرت کا  
 ہے۔ لہذا کہ احساس و احساس کا ہے۔  
 لگاتار ہے۔ چنانچہ میں ہی ہوں کہ آپ کا

یہ مرقبہ جلد دریافت ہو چکے تو سر جرنی یہ حوالہ دے کر  
موجودہ حد تک طرہ نقوش سے اس پر قلم پڑنا آسان ہے۔  
تاہم یہ مرقبہ اس لحاظ سے فطرتاً گہ ہے کہ یہ بہت جلد  
در تیزی سے مرقبہ کو دہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ فطرتاً  
مستند ہونے ہے۔ چنانچہ اس مرقبہ پر قلم پڑے گا۔ یہ  
ہے کہ اسے جلد شہ قلم لکھو چاہیے۔

میں تھکایا، پھر لٹسٹس بھی تھوڑا سا گرم سے سرد کر لیا۔  
 بعد میں جب جانا تھا۔ پھر یہاں بھی پیدا ہو گیا۔  
 (Hypertension) "بیش" "بیش" (Hypertension)  
 قلبی مرض پیدا کرتا ہے۔ اس بیماری میں بھی خون کی  
 ایندھن کی جگہ لیتی ہے اور کئی کئی بار بھارت یا جسم میں  
 سوجن ہوتی ہے۔ اس کے بھی پتہ لگانا بھارت کی شریاں میں  
 نوائے کی شریاں نہیں ہو پاتی۔ اس صورت میں بھارت  
 ختم ہو سکتی ہے۔ اس مرض کا علاج بیش ٹائڈ (دور کر کے  
 کیا جاتا ہے۔ نیز شریاں بھی بند ہوں۔ وہ بد، عیسائیوں کی یا  
 یہاں کا جہاں ہے۔

چوتھی صفر کے باعث ایک بیماری "فلشز" اور روشنیوں (Flashes & Floaters) بھی انسان کو تھکاتی ہے۔ اس مرض میں، یکے بعد دیگرے دو چھ ساتھ آجاتے اور خطر میں دکھاتے چھ ساتھ آتے ہیں۔ نظام پر مرض بصارت کو نقصان نہیں پہنچاتا لیکن یہ ایک خطرناک بیماری، شبکیاتی عصب کی (Retina) ... کی ابتدائی علامت ہو سکتی ہے۔ اس بیماری میں پردہ بصارت پر شگاف پڑتا ہے کہ شبکیہ کا ... اسے ڈھیلے سے چھڑک دیتا ہے۔ پناہ یہ عمل سب ممکن ہو سکتے ہیں اور اس کی مراد جاتی رہتی ہے۔

وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں؟

بعد از آزادی لاہور کے پہلے دس سالہ

اُن زمانوں کو اب کھوں لو تا سکتے گا!

— 100 —

پاکستان میں پانے سے بعد پہلے تین چار دن  
اور پھر کھانا اس طرح رکھنا کہ اس میں کچھ تبدیلی  
ہو۔ اگر ممکن ہو تو کھانا کھانے کے بعد پانی  
پینا چاہیے۔ ہر چہ ایک دوسرے کا آگیا کرتا تھا۔ لیکن  
پانی کا خوف تھا۔ دوسرے کا بھڑکا نہ سہا سہی کا بال  
بیک ہوتا کوئی نہ قتل ہو۔ پانی ملاش پوری کی کہیں نہ تھی  
مختلف طرح کے عقیدوں و تہذیبوں نے ایک اس طرح  
اسم و نثر کے گندہ تھیں کہ اس کی اور کے قریب  
بہنو شریعت کے ایک مقررہ نظام میں جائیداد کے  
چند بھری ملازمین فیسپر چھپنے کے ساتھ ساتھ  
یہ تھے کہ ہمارے مین کو عیوض کر کے وہ اپنے گروں  
سالی پاتے، ان کے خاندان کے مرد اپنے گروں کی  
طرف جانے سے پہلے کھنکارتے تھے۔ میں ہماری  
موجودات سنبھال جاتیں اور وہ سر جھٹکے سدھارتے  
تھے بڑے پاتے۔ سید غمیر عثمانی اور ان کے صاحب  
مزارین بھارت سے آئے تھے یہ مسلمان اور مشرک و ہائی  
بھارت کا سفر، کچھ نہ کہ ۱۹۵۷























”ہاں آپ کا چٹ بہت بہ دور ہے اور آپ کے بیٹے کو بہت بڑا شکاری بنانا ہے۔“ میں نے بابا سے کہا کہ مجھے ایک بدوق لے لیں اور پھر چند دن بعد ہی میری سرنگھڑ پر بابا نے مجھے تنے میں بدوق لے لے لی۔

اگلی بار جب میں گاؤں گیا تو میں نے بے شمار چڑیاں شکار کیں۔ ایک دن ایک لخت دیوار پر بیٹھی تھی میں نے اسے لگی ہوئی بدوق کا نشانہ بنایا۔

میرا اچھا شکار داد کے باغ میں آنے والی ایک گھری تھی۔ جنگل سے اکثر خرگوش داد کے باغ میں آجاتے تھے۔ میں نے انہیں شکار کرنے کی بہت کوشش کی۔

میں نے ان کے پیچھے بھوک بھوک کر تھک جاتا۔ مگر وہ قابو نہ آتے۔ ایک دن میں نے پیچھے سے بھاگتا ہوا شکار ہنگل میں کیا اور بہت کوشش اور تک و دو کے بعد ہم ایک خرگوش شکار کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

میں بہت فکر محسوس کر رہا تھا۔ چلا اور بابا نے مجھے بہت شاباش دی۔ سب بہت خوش تھے۔ بچا نے کہا ”آج اتنا ہم بھی خرگوش نہا میں گئے۔“ جان میں کی کھال اتار دیں اور گوشت کاٹیں۔“ میں اٹکچا تو بچا بولے ”بڑا جی! اچھا شکاری بننا ہے تو شکار کی گھالیں

دھارنے اور گوشت کاٹنے کا کام بھی سیکھنا پڑے گا۔“ میرا دل بہت قرب ہو رہا تھا میں نے خرگوش کی کھال تار کی تکر بچا اور بابا میری رہنمائی کر رہے تھے۔ سو

میں سے چند سیکے ہوئے خرگوش گوردست کیا گیا اور وہ نے حد لڈی تپ رہا۔ سب نے کھانا کھاتے ہوئے تھک چکے اور شاپاٹ دی۔ میرے پیروے پر نر اور خوتی سے سرنگی روز رہی تھی۔ شاید یہ تحریف و تزیین ہی تھی کہ میرا

شکار کا شوق مزید پروان چڑھا۔ اس وقت میری عمر صرف گیارہ سال تھی۔

ٹیکس کی چرائگاہیں اور جنگل سرنگے میں لیے مشہور ہیں۔ میرے دادا نو سال کا تھے پندرہ تھ۔ میں لیے جب ان کا دل سے یہ بکا کھالے کو چاہتا وہ بدوق اٹھا کر جنگل میں جاتے۔ وہ ہمارے شکاری تھے اس سے کبھی خوار نہ کرتے۔ وہ علاقے سے ابھی طرح واقف تھے۔ بنا ہوا تھا کہ انہیں کہاں نہتے لگا کر بیٹھنا۔ ان کے شکار کے لیے بہت ہی طریقہ ہونے لگا۔ کھات لگا کر بیٹھنا ہے کیونکہ ہوں کی جانب سے جڑو ہوتے ہیں۔ دوپہر کی ہنگی کی دھب بھی گھر بیٹے میں اور بھانگے ہاتے ہیں۔

میری عمر چھ وہ سال تھی۔ اب میں سے دو سال تھ میں ہوں کا شکار کرتا چاہتا ہوں۔ میری بات پہلے تو بابا بہت غصے پھر سمجھنے لگے۔ بابا نے جواب دے ہو جو وہ پھر چلیں گے۔ ہوں کا شکار کرے گا۔

دن بعد ہم گاؤں گئے تو بابا نے مسکراتے ہوئے کہا ”شکار سے آگاہ نہ ہو۔ بچا کہنے لگے ”جی ہاں۔“ پیدائش شکاری ہے۔ تار کی کھال شکار میں ہوتی ہے۔ اب کی بار میرے بھتیجے ہمیں ہوں کا شکار بھی جانے گا۔“ میں نے اپنا خوش ہوئی تھا۔

مارے چٹ اور خوتی کے مجھے نپتہ نہ تلی چوہا۔ ہوں کو ساتھ چٹے کو کوئی مگر انہوں نے نہتے کی۔ سو اگل صبح میں بابا اور بچا ایک ہزار ہزار سالان کے ساتھ ایک شکاری برپ شکار کی طرف روانہ ہوئے۔

میرے بچے نے بہت ہار کے ساتھ شکار کیا تھا۔ اس سے وہ بھی طرح جاتے تھے۔ ہوں کس چھل نکلتے ہیں سو ہم منظورہ مقام پر

جیب سے ترے اور پھل چلے گئے۔ کیونکہ جیب کی تار سے تو قسم ہوں بھگ جاتے۔ تقریباً ستر گز تک ہم پھل چھ اور پھر بچا نے بھانڑیوں کے ایک جھنڈ کے پاس ہمیں رکنے کا اشارہ کیا۔ ہم وہاں روک گئے۔ ہوں کا شکار کرنے لگے۔ صبح سے دوپہر ہو گئی۔ مگر ہم نے ایک بھی ہوں نہیں دیکھا۔ دوپہر کو ہم نے اپنے ساتھ بابا اٹھاتا کھانا اور چائے پی اور تھوڑی دیر میں لیٹ کر سوتے گئے۔ میں نے بچے سے کہا کہ میں ”کے“ بھگ کر ہوں اصرار لے چا میں۔ مگر بچا نے کہا ”ابھی انتظار کرو۔“ شکاری کے لیے میرا بچنا بہت ضروری ہے۔“ بھانڑیوں میں بیٹھے بیٹھے مجھے غنڈ آنے لگی اور میں ”کوٹھنے لگا کہ چائے پونے میرا کندھا ہلایا۔ میں نے ان کی جانب دیکھا تو انہوں نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر مجھے فی ہوش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر سامنے کی طرف اشارہ کیا۔ جب میں نے ان کی انگلی کی سمت میں دیکھا تو مجھے کافی دور ہونٹوں کے بھنڈ سے ایک ہوں داری سمت آتا دیکھ گیا۔

میں نے بابا کے سرگوش میں کہا ”بابا میں نہتے ہوں۔“ بابا نے مجھے دیکھ کر مسکرایا۔ وہ مجھے چٹ پتے ہوئے کہا ”ہاں اگل آج بھرا تھ شکاری ہی

نہتے گا۔“ میں نے حد پڑ جوش ہو گیا۔ اس وقت میں اور قریب ایک چکا تھا۔ اب میں کے دروازے پر بیٹھ رہا تھا۔ بابا نے

میں سے اور بچے کی توجہ سے نشانہ یا دھو۔ شکار سب میری دور حد باڑی میں پانچواں تھا۔ شکار کا ہوتا ہے۔ درختوں سے نکل کر ہوں اب شکار میں ہیں ہمارے سامنے تھا۔ دو گھنٹے

چرنے میں گھنٹہ۔ ہم ابھی تک بھانڑیوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہوں چرتے چرتے اور قریب آ گیا۔ اب ہوں سے اور ہوں کے درمیان میں گز کا ٹکڑا

تھا۔ اس دور میں میں نے تسلی سے نشانہ لگا اور ہوں کو پی چلا دی۔ میرا نشانہ بالکل ٹھیک لگا۔ وہ ہوں اچھا چھیر ہو گیا۔ میں بابا کے گٹھے لگ گیا۔ میری خوش آمدنی تھی۔ بابا اور بچے نے ہاری ہاری مجھے ہوں میں اٹھا اور خوب پیار کیا۔ پھر بچا نے ہوں کو درخت سے لٹکایا اور اس کی کھال اتارنے لگے پھر

بچے نے ہوں کا خون میرے گالوں اور ہاتھ پر لگایا اور بولے ”تجھے شکاری کی یہ ہادی روایت ہے۔ آج سے تم بچے شکاری بن گئے ہو۔“ میں نے پھر کمرہ لگا۔ جو میں ایسے ہی کی سے کے لیے

مہ تھ سے کر گیا تھا اور بابا اور میں نے ہوں کے ساتھ میری ڈھیر ساری تسویریں بنائیں۔ پھر ہم نے ہوں کو جیب میں ڈالا اور گھر لوٹ آئے۔ میرا شاعر استقبال کیا۔ ”جی، ہادی اور تمام گزرنے

مجھے لگے لگا کہ مبارک باد دی۔ میرے قدم زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔ فرخدا بساط اور کامیابی کا نشہ کیا ہوتا ہے۔ میں نے اب چاہا تھا۔ میری عمر صرف

چودہ سال تھی اور میں کامیابی سے ایک ہوں شکار کر چکا تھا۔ میری اس کامیابی سے میرے شکار کے شوق کو اور بھی بڑھا دیا۔

اب میں نے تیرہ ماہ سے شکار کرنے کی مشق بھی شروع کر دی تھی۔ کچھ ہی عرصے میں تیرہ ماہ سے ہر چھوٹا بڑا شکار کرنے کی مہارت حاصل کر چکا تھا۔ ہر

گھنٹے چار گھنٹے بعد جب ہم گاؤں جاتے تو وہاں ہی میرے شکار کی بھرست میں اضافہ ہو جاتا۔ میری عمر





# صرف 5 منٹ

شامی اخوان المسلمون کی خونیں سرگزشت

حبيبہ الدین غازی کی خوشگوار زندگی کی شہادت

پیشہ ورانہ زندگی کی شہادت

میں نے یہ سب کچھ اپنے عزیزوں کے سامنے  
برابر بیان کیا ہے۔

اس کا آغاز شام

کے موجودہ حکمران

کے دہائی حاکم

سے کیا تھا۔ اس کا تعلق

اشتہ کی ضروریات کی حامل

پیشہ پوری سے تھا۔ اسی طرح

دوسرے ملکی تصویریں لگتے تھے

تعلق رکھتا تھا۔ اس نے اپنے عہد حکومت

میں مغربی کچرے اور شہر اکیس کو فروغ

دینے کی بھرپور کوشش کی اور اقتدار پر

اپنی حکومت مضبوط کرنے کے لیے فوج

اور انتظامیہ میں عسکریوں کو بھرا دیا جس کے

شام کی نہایت اکثریت تھی مسلح اور

مشکل تھی۔ ان میں اسلامی عقائد اور

اسلامی تہذیب و ثقافت کی بنیادیں

میں شام، جس سے اسلامی شہادت کی عظمت و

اہمیت ہے، سرگزشت اور شام سے خونیں شہادت

یہاں انسان نہایت دشمنانہ ظلم و جبر

کے تحت رہتا تھا اور انسانیت سوزی کی بدترین

شرایع قائم رہے تھیں۔ رپورٹوں کے مطابق

میں ہزاروں زیادہ فوجی اہل

میں تھیں جن کی بستیوں کو برباد

کی جہاں اور انہوں کو

ہجرت کرنے پڑے

ممالک میں قائم مقام

میں شامی شہری کی زندگی

تباہ ہے۔ ان کے

کی موجودہ صورتحال

شام کا اور دیگر صرف پانچ منٹ

شام سے ملنے والے

شام کی شہادت کے

شام کی شہادت کے

شام کی شہادت کے

میں تبدیل ہو گئی۔ اب ہمیں شہادت ہر ایک جی  
زمین کا معائنہ کرتے ہوئے آگے بڑھنا پڑا۔  
میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب دوسری طرف  
پانچ سو گز دور جانے کے بعد ایک درختوں  
کے پاس گئے جہاں نظر آیا۔ اس نے اسے  
کی دیکھیں کی نظر اس کی سمت اور دونوں شہ  
چلا تھا سو وہ اس جگہ سے گزرا۔ اس کا  
رون کے قریب پہنچے تو وہ بھی سہلے کر  
گئے کہ وہ ابھی تک زندہ تھا اور آخری  
رہا تھا۔ اس نے ہم، انھیں سے میری طرف  
دیکھا اور پھر انھیں ہم سے لیے موند  
کی حس مزاج پکڑی اور وہ مسکراتے ہوئے  
"تمہارے سر سے سے پہلے ایک نظر اپنے  
دیکھ چاہتا تھا۔" میں نے بے ساختہ  
یاد کے گئے لگ گیا۔ میرا شکار کردہ  
میرے سامنے تھا۔ میں بے حد ہوش  
نے ہرن کے ساتھ میری ڈھیر ساری  
ڈالیں۔

میں ہرن کے خوبصورت سینوں پر ہاتھ  
پھینک کر گئے گا کہ واقعی یہ شاندار ہرن  
شکار کا ہے۔ اس کے بعد میں نے زندگی  
بہت سے ہرن شکار کیے۔ مگر اس ہرن کی  
زندہ رہنے کی ایک اور داخلی سانس تک  
کرنے کی اتنی مشا میں ہمیشہ ایک ہی  
ساتھ رہتی ہے۔ اس کی سیٹھوں کی  
میرے گھر کے ڈرائنگ روم میں  
تھیں۔ میرے لیے اب بھی یہ  
ایک قابل قرا سوش داستان ہے۔

ساتھ ہمیں ہرن لینا اور گھر سے سانس لینا  
میں تھک چکا تھا۔ سوش نے کھن پر تیر چھ  
کہ ہرن کا کام قتل نہ سکے۔ مگر اس کی  
ابھی بھی چوری طرح کا سر کر رہی تھیں  
پندرہ گز دور تھے مگر وہ ہماری آست  
اتھ اور چھانک لگا کر جگہ سے کود گیا  
جانب سڑک پر گر گیا۔ مگر یہ صرف ایک لمحے  
لیے تھا وہ فوراً اٹھ اور سڑک پار کرنا  
جانب گئے جہاں قتل جگہ سے کود کر جنگل  
جانب درختوں میں غائب ہو گیا۔ اب تو  
خیرنی کی کوئی انتہائی نہ رہی۔ جگہ کے  
جہاں ہرن بیٹھا تھا۔ خون کا وہ بے بنا  
آگے حیرت سے پھیل گئیں اور پھر میرے  
سے نکلا۔ "یاد ہرن ہے یا کوئی چھوڑ  
نے میری حیرت دیکھ کر بے ساختہ  
ہوئے،" میں نے کہا تھا کہ اس کی  
تھی میں زیادہ جاندار ثابت ہو سکتا ہے  
کرد اور صبر سے کام لو۔ یہ ہم بھی  
دوسری طرف چلیں۔" میں اور ہا  
ساتھ چلتے گئے۔ جگہ میں وہ  
تھے جو ہر کلومیٹر کے فاصلے پر  
چھانک لگا کر جگہ سے کودنے کا  
لیا۔ جنگل کافی اونچا تھا اور ہم  
تھے۔ سو ہم دونوں کی طرف  
سڑک پار کی اور دوسری جانب کے  
مکھوں کر جنگل کے دوسری طرف  
یہاں بھی خوشامی دھار کا  
تھی۔ جو بھاری تھی ہو گئی تھی  
ساتھ ہمیں ہرن لینا اور گھر سے سانس لینا













کیا بٹلر کے ساتھ میں

## چھری آگئی ہے؟

بے مہار سیاسی طنز و مزاح غامیہانہ فقرے بازی اور فحش گوئی  
یہ فی وی سو سے اسٹیج ڈراما؟

”تمہارا من یہا ہے جیسے کوئی دھتتہ بوسے نے  
وہا ہوا یہ جملہ ہانچولی میں کچا گیا تھا ایک معتبر  
نیوز چینل سے نشر ہونے والا یہاں مہار فقرہ بچھے  
چو کا کیا۔ یوں لگا جیسے تھیلر پر پیش کیا جائے اور کوئی  
ادرا دیکھ رہا ہوں۔ فقرہ اندر کرتے والے سے پھر  
ایس بی منہ ہانکے بھی دکھایا، جو دھتتہ کا تو قسم رکھ  
کھیں لگ رہا تھا۔ اور بات ہے کہ ہم نے کبھی  
ادب کو بوسے بیٹے دیکھا نہیں۔“

نیوز چینلوں میں عام طور پر خبروں سے آگاہ رکھتے  
ہیں۔ پناہ، متوقع رفتے کے لیے کہیں کچھ ملکی پھٹکی  
اور مختلف قسم کی چیزیں مرتب کرنے کی ضرورت پیش

آتی ہے۔ خبریں ہر جزایہ اندر میں ضرور دہیٹنا  
ویرودی مستحسن بھی تھی اور مقبول ہیں ہر نیوز چینل  
نے بھی سی اندر کے پروگرام شروع کیا۔ اب ہم  
میں پیرانی ملی تو مزاحیہ پروگراموں کی ایک میں  
اصول ہوا۔ دیکھنے والے مزاح مزاح بھی، لکھنے والے  
دیکھنے بھی شوق ایک قسم کو سے رہا۔ میں۔ اب  
پیرودی کے لیے۔ ستھان کم پڑ گئے تو، پھر شب و دن  
میں کام کرنے والے افرونی ہری سنی سہا سہا  
کئی جزایہ کی جانے لگی۔ یہاں تک کہ ایک پناہ  
چلنے والے پروگرام میں اسی چھٹی سے سہا سہا  
انٹرویو کو صرف بتا دیا گیا

جج مسٹر جی، اس لیے عوام سے اسے سراہا بھی۔  
پیش کے کھسے اس کی بھی تعریف کی گئی۔ کہ اپنے حق  
افرونی جزایہ کی پیرانی میں منانا۔ عرونی زبان میں کہ  
”جی“ کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ یہاں تک کہ بات ہے۔“  
یہ تو سارہ ہیرا دانی بھی اپنا مزہ کھونٹے تھی، تو کچھ  
میں نے اسے اسے کام لگا کر پی لگاں سے کر کے  
پناہ۔ اس میں نے سچے اور عواموں میں کام کرنے والے  
درونی میدان میں ”نار“ پھر تو ایسے ایسے جیسے  
میں نیوزی میں کے ناظرین تک پہنچے

تمہار چہرہ لندہ نہ سہا سہا بیٹا

”تمہارے لگ دے وہ جیسے کوئی سڑی ہوئی  
لڑکی ہوتی ہے۔“ کسی دوسرے کا مذاق ڈالتے  
ان میں لکھتے کہ جاتا ہے۔ نیکت مزاح پیدا  
کرنے کے لیے نہ تو کسی کی صورت کو بھٹکا گیا، نہ  
بھائی خدو میں کو۔ سڑی کسی بھی ناک والے سے  
خدا ہے تو اسے نہ کیا

لکھتے دیکھ کر یوں لگتا ہے طوطے کی نوست کی

کے بے فہمیں کہ مزہ دینا مقصود ہے تو کہہ گیا  
”کچا کچا ہے پھر کوئی لی ہوئی ہے“  
کچا کچا پروگرام میں شرکت کرنے والے  
درونی کوئی نہیں بخش جاتا۔ کسی مہمان کو برقیانی، کچھ  
سہا سہا سے کئی خدو کو جنگ کی مہم کو، یہ  
”لندہ جیت جیت“

میں نے اپنے سے میں سیاست دانوں، محلیوں  
”لندہ جیت جیت“ شروع کی تھی۔ لندہ کس کے مقاصد کا  
لندہ جیت جیت، کئی کی سہا سہا نشانی ہیں، کو کسی  
لندہ جیت جیت

اکثر اولیات شائستگی کا دامن بھی تار تار ہوا،  
کردار ایک دوسرے کو ”الی دہا“ جتنی اندھی ماں کا بیٹا  
کہہ دیتے۔ کچھ، چابی، تالی جیسے برتنوں کا ذکر  
تو، تر سے پوری ب، حری کے ساتھ ہونے لگا۔

”خبرناک“ کے لک کردار نے میز ماں قاتل قاتل  
سے تعجب ”میز مذاق سے جوا ہے۔“ لک گیا۔  
”تعجب“ ہوتی ہے، میں اس سے انکار نہیں کروں  
گاہ میں اس پر بھڑکتا تو پاؤ جو رہا ہے۔ پسے ہم  
کامیڈی برے کامیڈی کیا کرتے تھے، جیسے کہ کوئی  
بڑا سیاست دان آگیا ہے تو اور کچھ نہیں تو اس کی ٹڈ  
پر کھنگو شروع ہو پاتی تھی، اس کے ہاتھ پر اس کی  
رنگت چہ اس کی آواز پر، تو اب ایسا نہیں ہوتا۔ اب ہم  
درتھل مزاح پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ  
بھی ارتقاء کا بیج ہے۔“

جن شخصیات کی نقل کی جاتی ہے، ان کے دلوں پر  
کیا گزرتی ہوگی؟ کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ سیاست دان  
اسے اچھا سمجھتے ہیں، اس سے اس کے بارے میں  
”سافٹ اینج“ جاتا ہے۔ م نے س، شید صاحب سے  
راہجہ تھی۔ وہ اپنے پروگرام میں مذاق کا ٹھٹہ بنتے  
تھے۔ کچا صاحب نے ہمارے سوال پر بھٹکا ہوا سا  
جواب دیا۔ دیکھیں بی، اس کی جو مرضی کرتے رہیں،  
پس خوش رہیں میں تو کامیڈی شوقین تھا ہی نہیں۔“

سہا سہا مزیع عظیم یوسف رضا گیلانی کا معاملہ اس  
سے مختلف رہا۔ ان کی وزارت عظمیٰ کے دوران ایک  
کامیڈی گانا بھلا گیا، شیل کی جھالی، بی ایم یوسف  
رضا گیلانی۔ یوسف رضا گیلانی نے خود پروگرام کے  
پروڈیوسروں کو اس کے پسندیدگی کا اظہار کیا۔  
مگر کچھ ایک معروف صحافی ہیں اور اسی وجہ





عزیز میری  
کی فکر میں  
ہر لمحہ

’کیونکہ ہم ظہر تکھڑا انوکھ سے مرعوب و  
سارے پائیدار سے ہم مغفل نہیں ہوتے لیکن  
کہہ نہیں سکتے۔ ایسے میں جب میں جانتا  
مناجیلا ہے کہ ہم اٹھ رہے ہوتے ہیں۔  
سیاسی نظریہ حراج کے پروگراموں کے  
لوگوں کو رائے جانے کے لیے ہم نے آج

[illegible]

بہم پہکا بکار ہو گئے۔ سوچا کہ کتاب قیام صاحب  
شاید چھوڑ رہے ہیں سم نے کئی گھنٹوں کی محنت سے  
ہے، یہ سوچا کہ گھنٹے دن سا کے پر مگر مگر مگر مگر  
ریکارڈنگ میں جا پہنچے کہ ہمیں تو کئی پانچ منٹ درکار  
ہیں بات کرتے کے لیے۔ وہاں غاسی نہیں پہن  
تھی کتاب اقبال ہر تھوڑی دیر بعد کسی نہ کسی پر  
پر ہم ہو رہے تھے۔ حیرت ہوئی، کہ پلٹے جہان  
والے پر مگر ہم کامیابان نہ ہوں جس کی حالت میں جہا  
نظر نہیں آتا۔ پھر ہوا کیا نہ ہو تو وہاں پر مگر ہم بھی  
کشت و خفت کی پایا جاتا ہے۔ ہاں جب پر مگر ہم کے  
من کاروں عزیز بات کہہ دیں تو وہ کھٹے جہا  
ور ہو گئیں پڑا پڑا امر لئی حرکات صبر نہ کرتا اب میں  
پر نہیں کاٹاں مڑے۔



پڑھو جس میں جنت الین دار خیر خیزہ و آفتاب

# آئی جی پولیس کا مضرور بیٹا

ٹیک سادہ مزاج اور قانون پسند گھرانے  
سیر نعلی رکھنے و لا منکر لمزاج  
نوجوان گناہ گار و مجرم کیسے بنا...  
جرم کی دنیا میں جنت لینے والی  
عبرت انگیز داستان

سید ناصر محمد

اب آفتاب قبل کی آواز حریفانہ نہ لی تھی۔ آپ  
نہا چلی تھی میں یہاں آپ کو تھا کے اسٹریڈ میں گا  
نہیں سر رہا یا کھوٹا محسوس ہوا، آفتاب قبل  
چور تھا، ہم جانا چاہتے تھے پھر اچھا لگا دین  
ٹھیک وقت کے رہا تو اسے قدم رات کرنا حیران  
تھے۔

”تم بھی اچھے سگائی نہیں بن سکتے

you can never be a good

possess on!! Now Go!!

احساس قوت کے اس نے قدموں سے اپنے  
پاؤں سے نکال دیا، اسے باہر آکر بیٹھے تھے۔

اس کا نام ”نکول“ ہوا، ہر دو سو پتے تھے تو بہتر قسم کی بچا  
تہ جو بھی یہ کہتا ہے کہ اس کا نام ہے ”نکول“ اس کا نام ہے  
پارہم سے ہم علیہ نقول سے یہ کہتا ہے کہ ”نکول“ جو جانا  
تھا، ہماری بچہ عورت کا، تنک و شیش و کچر سے ہے۔

میں نے بچے سے کہہ دیا، ”نکول“ سے میں نے کہا کہ  
”نکول“ تم سے میں نے بلکہ یاد ہے، تم سے میں نے کہا کہ  
”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ، ”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ  
”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ، ”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ

”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ، ”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ  
”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ، ”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ  
”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ، ”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ  
”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ، ”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ

”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ، ”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ  
”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ، ”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ  
”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ، ”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ  
”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ، ”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ

میں نے مصافحہ میں اچھے عرصہ تو سوچا ہی ہے، کٹر  
اوقات کی نہ کسی کڑی صورت حال میں نہ ہی کسی  
سے رابطہ نہ تھا ہے۔ ایک گھر بیٹھ آ کر پایا اور سر نہ  
رہے۔ احترام سے اور عزت سے بات کرتے ہیں۔  
غالب پر اسے دیکھ کر بھی ہو تو جو آپ احقر  
ضرور دیتا ہے۔

ہم اسٹوڈیو کے سامنے ہم سہو سے چمکتے تھے۔ اس  
دور میں واقعہ ہوا، کچھ سے کی ماحول کی وجہ سے آفتاب  
اقبال کے چم سے بڑی لامرئی شکر سے کاثر پاتھ تو رہ  
اب غائب ہو چکی تھی۔ دو چم کے کامپ پھر اس نے اپنے  
میں باسویچ زاد سے کھوٹا تھا۔ پھر وہاں سے لڑکی  
پتہ چلی کہ وہاں کی کالوں میں بھی نہیں تھی۔

”سلام و علیکم سر“ ہم سنتے  
”وہیں السلام“ انہوں نے جواب دیا۔  
”سرکل آپ سے نہیں فون پر بات ہوئی تھی، ہم  
”نہا“ سر پر پتہ آپ کے پاس پندرہ سو گھنٹہ کا وقت  
مل جائے۔  
”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ

Three weeks I never...  
three weeks I never...  
”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ، ”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ  
”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ، ”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ  
”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ، ”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ

”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ، ”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ  
”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ، ”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ  
”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ، ”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ  
”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ، ”نکول“ تم سے میں نے کہا کہ

Yes, you should be very sorry.





میں وہ ۱۰۰ فیصد کا وہ یہ بھی دیکھ رہی تھی۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ  
سب کچھ نہیں سمجھتی۔

اے مہمان کوئی نام دے دو اس نہیں بلکہ ڈیڑھ گھنٹہ  
تک رہ گئے اسے ایسا اٹی بی اچھارت میں ڈاکٹر کٹر  
جس (پوچھیں گا میں تھا۔ میں یہ کہنے میں وہ اپنی میں  
تکلیف کا وہ حال کہ میں آ رہا تھا۔ تاہم وہ اپنی  
موت کے اپنی کوئی بھی حاصل نہ ہوا بلکہ اس کا کہیں  
پہنچنے سے لین۔ رہی میں منہ بہ منہ ہی کیا۔

ہو یہ کہ صحت ان میں سے کسی کا فیصد ہو گیا  
وہ جہاں سے اپنی کورسٹ سول یہ عام فحش کی سہ  
سناوی۔ وہ مسئل بھارتی حکومت پر ہر مہینہ کا باوقف  
کی مقدمہ عدالت جلد نمٹا دیا جائے۔ دوسرے مقدمے  
حکومت میں عوام پر یہ بڑا چھوڑ دیا بھی تھی کہ اٹل بھٹ

رکھنے والے اور طاقتور لوگ بھی یہ قانون نہ کر  
سکتے تھے۔

موت کے دوران اپنی یہ قرارداد یہ رہ  
ڈاکٹر کی حد پر پارک ہو گئی۔ صاف نہ تھا کہ  
اسے ایک ہر مہینہ ہے۔ لکھنا وہ میل میں  
پال میں کا وہ مہینہ کرتا تو اس کی سزا سنائی گئی تھی  
اپنی کی قیامت میں چھوڑ دی گئی تھی۔

نومبر ۲۰۰۵ء میں اپنی کے دل میں ہی ہو گئی۔  
عدالت میں درخواست تھی کہ اس کا دل میں  
صحت ہو چکا۔ لہذا اسے صحت پر دوبارہ اپنی جہاں  
بیٹے کا علاج کرا سکے۔ اس کو میں نے عدالت سے اپنی  
معاذ کی پچھڑی ڈاکٹر کے صحت پر تھوڑی۔  
اپنے کے بیٹے کو یہ ہر ایک عدالت میں نہ تھا۔

مکمل طور پر میں بھی اپنی کے پاس رہے۔ ان کی طبیعت  
مکمل طور پر صحت مند رہی۔ ان کی طبیعت میں  
میں صحت مند رہی۔ ان کی طبیعت میں

میں صحت مند رہی۔ ان کی طبیعت میں  
میں صحت مند رہی۔ ان کی طبیعت میں  
میں صحت مند رہی۔ ان کی طبیعت میں

میں صحت مند رہی۔ ان کی طبیعت میں

2011ء میں میں نے ان کی طبیعت میں  
کیا اس تقریب میں شریک ایک بڑی مقامی شخصیت  
نہل کے میں نے ان کی طبیعت میں  
کی طبیعت میں

ان کی طبیعت میں

میں وہ ۱۰۰ فیصد کا وہ یہ بھی دیکھ رہی تھی۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ  
سب کچھ نہیں سمجھتی۔

اپنے کو اپنے اپنی شہر تک (اٹریس) سے  
میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج  
میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج  
میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج

میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج

پہلے میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج  
میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج  
میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج

میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج

میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج

میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج

میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج

میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج

میں وہ ۱۰۰ فیصد کا وہ یہ بھی دیکھ رہی تھی۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ  
سب کچھ نہیں سمجھتی۔

میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج

میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج

میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج

میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج

میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج

میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج

میں نے اپنے ایک ڈاکٹر سے اپنی کا علاج





نکستی سیدائی میں چھائی نہیں چلا تا ہے۔ وہ  
 جتنا ہے، اُنکو چوس و اُچھی شہوں سے جاتا۔ بے  
 مہذب اور بھی نہ جو نہ تھا۔ اب کے مہذب ہم سے  
 میں مخاطب ہوتا۔ مجھے تو اب نہ یقین نہیں کیا کہ وہ  
 ایک مہذب اور بھلا نہ ہے۔

محبوب نے رشتہ توڑ دیا  
جہی مہر قیاس  
میدانی میں تے سے تے  
رہا سب کمال کے  
تقیہ و نہ تھا پر نہ می مقام  
پر دو مار نکلی بیٹھاری فی  
تربیت پڑی تھی۔ مہر عابد تھا  
کہ وہ عیالی عدا سب سے  
ماتحت ہو رہا تھا۔ تیس  
کی ملاقات ایک  
مقامی لڑکی

تک راجہ یہ ہے کہ جی کے اپنی محبت و مہار  
 کے پہلے خواہے کچھ ہے کہ اس کا قرب و عمل  
 کہ جس میں کامیاب ہو جاوے وہ تو جانی ہے  
 کہ کی وجہ سے وہ بہ لڑائی کو محسوس ہوئے کہ تو جانی  
 تو وہ بہ جی کے جدا میں ہے کہ لے گا جیسے کہ لڑائی  
 کہ اس کے لئے ت میں جی کے اپنی محبت سے کہ  
 کہ وہ جانی

فما کی آمد  
دوسری کی حجۃ الہیہ  
تاریخ کی پیشین گوئی  
مستقبل کی

میں نے اپنے لیے ایک خط لکھا تھا جس میں میں نے اپنے  
 دوستوں کو بتایا تھا کہ میں نے اپنے لیے ایک خط  
 لکھا تھا جس میں میں نے اپنے دوستوں کو بتایا  
 تھا کہ میں نے اپنے لیے ایک خط لکھا تھا جس میں  
 میں نے اپنے دوستوں کو بتایا تھا کہ میں نے اپنے

[illegible]

وہ جس نے میرا ہاتھ نہیں  
 میرے ہاتھ کے لئے میرے ہاتھ کے لئے  
 میرے ہاتھ کے لئے میرے ہاتھ کے لئے  
 میرے ہاتھ کے لئے میرے ہاتھ کے لئے

بچے پر دراصل والدین کا اثر تھا۔ سادگی سے زندگی گزارنا ان کا عقیدہ تھا اور بچے بھی سادگی افسروں والی آئینوں کا نام کو نہ تھی۔ خرید و آل وہ سرکاری حلقوں میں قانون پسند اور قہر میں شتاں پولیس افسر کی حیثیت سے مشہور تھا۔ سوال یہ ہے کہ بچے مصائب نے اس بچہ کا نام گھر کا رشتہ کیوں کر کیا؟ وہ چند لکھوں کی خزانہ ہے جو بچے کا بچہ ہوا ہے۔ وہ اس عمر

آخر میں 2708 دھڑکاؤں کے ساتھ سر جھٹکا ہوا  
چلا تو مختصر یہ دم ہوئے والا ہوتا ہے۔ پھر  
آرامی دھڑکی کے ساتھ اپنی زندگی کے سب سے  
شریف اُسر سنا تھا۔ نہیں۔ ایک سیدہ مستطیل پر مکتا  
ہے۔ جی سیدہ مدنی تھیلا کے لئے ہاں ہاں ہاں  
مدنی ہوتا ہے۔

افضل گرو  
کی پیمائشی

ایک مجرم کا قتل یا ایک معص  
شخص کی شہادت؟

پروفیسر محمد رفیع صاحب

[illegible]

9 فروری 2017ء۔

مگر وہ بھی جواب افسوس  
مگر وہ بھی کہ یہ سب ہی قیود  
وہ سب کے بعد تنہا بیٹا  
بچا ہے چھوٹا چھوٹا  
تجربہ چھوٹا ہے  
دی گئی اور نہایت  
قیمت انسانی اور  
غیر اخلاقی رویے کا  
مستطرحہ کرتے ہوئے

یہ ظلم، یہ بدعت بند کرے۔ قوم سیاق تو نہیں کہ قحط  
یا بوجے، مگر قلعہ کا حفاظت بند کی جائے اور یهودی  
راج کو رہائش دیا جائے۔ حکومت کشمیر کے ارکان  
کی نے بھی یهودی حکومت سے مطابقت ہے کہ  
اس لئے کہ اس وقت میں کے اسی زمانہ کے سپرد  
نہ ہونے جس کا جواب یهودی وزیرانہ  
میں تیار شدہ ہے نے متبانی اور ملی شرفی کا  
ملایا ہوئے "ہاں" میں لیا ہے

افسوس کہ ان کی کہانی 13 دسمبر 2012ء سے  
 شروع ہوئی ہے جسے پانچ مشتبہ دہشت گردوں نے  
 بھارتی پارلیمنٹ پر حملہ کیا۔ افسوس کہ ایک  
 مذہب ساز کشمیری بوجوالی قتل اور میڈیکل کالج طالب  
 علم پر ایک حملہ وہ کشمیر والی حالت کو عبور کر کے آ کر د  
 یتیم کیا۔ جب سے اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ 03  
 دسمبر چلا گیا۔ اس اس وقت سے مقبوضہ کشمیر کی  
 حالت اور بدترتی سیوریگی نو دہائیوں سے اس پر  
 نظر کرنے سے کہیں زیادہ کا تیل نکال دیا۔ کہیں پر بھی  
 کیا اتنے ہی ہو چکے اس کو مرتد کر لیتی جب  
 دہائیوں کے پر حملہ ہوا تو افسوس کہ وہ دہشت  
 گرد کا مرتد ہو کر سے شہید ہو کر رہ گیا۔  
 کشمیر کی یہ مقدمہ چل رہا ہے کہ کوئی موت  
 نہیں دی۔ حالانکہ روئے تو پارلیمنٹ پر حملہ کرنے  
 والے میں شامل تھے۔ یہ اس کے کسی کوئی یہ تو  
 کیا تھا کہ اس نے طالب کوئی جتنی مشاہیرین موجود  
 تھے وہ اس لیے اور دہشت گردوں کی بنا پر اس کو  
 دہشت گرد قرار دیا گیا۔ یہ بھارت کی اعلیٰ ترین  
 عدالت نے اس کو تین سو سو روپے جریدہ اور د  
 ہشت سو روپے کی سزا دی تھی۔ یہ بدترتی حکومت کے

[illegible]

یہ دلی ٹھہار ٹوٹتی پرست " کے سر بہادری کے  
سنہ سے جھٹلتا میں پاکستان کی قومی اسمبلی کی مذہب  
قرآن پر غم غصہ کا ظہور کیا گیا ہے خیال ہے  
یہ دلی راجہ سبھا کے اپوزیشن لیڈ اردن جھٹلے کے  
حوالے سے کہ کہ ہندوستان کی سہیت اور حاکم  
کے خلاف شتعال گھر قدم قرار دے رہا ہے اور اسے  
رہن عمر میں پولیس پبلک اسکول پر حبس  
مہلت گزری کے ، قدم کے ساتھ جوڑتے ہوئے  
پاکستان کی حکومت اور شیخ کو صدر الزام ٹھہرا  
ہے خبر کا یہ بھی کہنا ہے افغانستان سے امر کی  
خروج کے تحلل اور طاعناں کے ساتھ متفرق حکومت  
نے یقیناً پاکستان کے جمہور کی من عمر کا رٹ پاک  
واحد لکھ "تیسری طرف سے ہو چاہتا ہے اور آئے اسے



عزیزوں میں دوست گردی کی کامروائیوں میں اضافہ ہو جائے گا۔

اخبار کے بحال میں پاکستان کے جہادی عناصر  
فصل کردہ کی پھانسی کے ماتھے سے پھر پور قاعدہ  
اٹھانے کیوشش کریں گے۔ لیکن اس مضمون کے  
مصنف فریاد تھا کہ یہ بھی ایک بے گناہ شخص کو  
پھانسی میں جس مشکوک اشتہاری کا مردانگی اور خفیہ  
چربازی سے کام لیا گیا ہے جس طرح فصل کردہ  
قانونی عدالتوں میں عدالتی سے محروم رکھا گیا اور  
اس کے بل قاعدہ کو اس کے ساتھ آخری طرقات کا  
واقعہ منسب دیا گیا اور جس طرح اس کو خاموشی سے  
مائنیل کے اندر رکھ دیا گیا ہے۔ اس سے  
تشمیر کی ضرورت ہے اور یہاں اس کا نقشہ نظر دیا  
اور یہی امر ہے۔ اخبار نے اس واقعے اور اس کے  
ردعمل کو دونوں محاذوں میں موجود سیاسی جماعتوں  
اور پیش آمدہ انتظامات کے ساتھ بھی جوڑنے کی  
کوشش کی ہے۔

چون پریمی کورس تا قیام استیجاری متخیر و  
تجارت است.

نہ سوچا کہ یہ سب کچھ اس قدر آسان ہو گا۔  
 نے افسوس کر کے



THE  
 HISTORY  
 OF  
 THE  
 CITY  
 OF  
 LONDON  
 FROM  
 THE  
 FOUNDATION  
 TO  
 THE  
 PRESENT  
 TIME  
 BY  
 JOHN  
 STOW  
 1618

مذہب سے پہلے انسان کی ذہنی حالت

منظر میں یہ شخص ہے اسی سے آپ نے  
قتلہات، صورت کے پشت پر اندہ وقت پر  
(Gadab) کے قتلہ کا سہ میں مظہر  
رے میں ہیں۔ قتلہات کے ساتھ ساتھ  
تو شہرہ مولا کہ ہر ان کے ساتھ  
اندہ میں ہوا۔ ان کے قتلہ کا اسی حالت  
کیا ہے کہ ہیں۔

روان رفتی داکے نے بھارت کے لیے ایک نیا  
 قوم کی بنیاد کے لئے سے یہ بات تو ہے  
 جس راز و رمی سے دنیا سے چھپا کر اٹھ کر  
 چھپائی گئی وہ اپنی مملکت کی گھبراہٹ سے  
 تو اس کی جانب سے اس پر تھیں مملکت  
 سر پاپے و مملکت کا نہیں ہے اس کی  
 بھارتی سر پاپے سے یہ طوائف کا  
 مملکت کے قند سے کی مملکت نہیں ہے  
 ہے جسے ہی طویل عمر سے قید خانے میں  
 اور انھیں گرو کا مطالعہ بھی اس سے  
 تھیں مملکت کے اس کے لئے یہ ہے  
 سے بچنے کے لیے وہ یہی مملکت کا  
 لیے اسے مملکت کے لئے یہ ہے  
 ہے مملکت کا مملکت کا مملکت کا  
 کے لئے یہ ہے مملکت کا مملکت کا  
 انھیں مملکت کا مملکت کا مملکت کا  
 مملکت کے لئے یہ ہے مملکت کا مملکت کا  
 مملکت کے لئے یہ ہے مملکت کا مملکت کا

یہ آج کے قلوب میں گونج رہا ہے۔

[illegible]

۱۔ اے اللہ! میری ساری باتیں سن کر  
 میری ساری باتیں سن کر  
 میری ساری باتیں سن کر  
 میری ساری باتیں سن کر  
 میری ساری باتیں سن کر

لاکھ شہزادے تھے ہیں کہ انہیں مرولو کی  
مذمت ہے، جہاں پادہشت گرد قمر نہیں دیا

جاسکتا ہے۔ اس کے ساتھ جو نکاحات سلوک کیا گیا  
اس نے اسے انسانی حیوان کا شہید قرار دیا  
ہے۔ ہزاروں دوسرے کشمیری تو جوانوں کی طرح  
اس کو قید کیا گیا، جلا یا گیا، مارا پٹا گیا، بجلی کے جھکے  
پر لٹے ہوئے، چلبک میل کیا گیا اور اس کا ہر اہل  
تکلیف کیا گیا۔ اس نے متعدد کئی باروں پر اس کشمیری  
کی کئی کئی مرتبہ کو پھانسی دینے کا عمل پیرا ہو گیا ہے یا  
کیا۔ یہ ایک سنگھ کا نام ہے۔ دیکھو، میں نے سمجھ  
تھیں کہ جس کے خلاف کے تقاضوں کا ملوث ہے  
اور اس نے فراہمیت کو جس کے ساتھ ہے یہ خوب

بھارتی جنت روزنامہ "تھیلک" کے ذریعہ جاری کے شمارے میں بھارت کے انسانی حقوق کے علمبردار، عظیم قانون دان "کولن گونس بوز" کا انٹرویو شائع ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے یہ تمام کورٹ میں حاصل کروا کر مقدمہ لڑا کیونکہ کوئی اور انھیں کمرہ کی طرف سے نہیں ملے گا۔ ان کے لیے آمادہ ہر تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے دلائل شروع کرنے سے پہلے ہی قاضی نے وہاں پہنچنے والے تمام روبرو اسے بدستور کر دیا۔ ان کو یقین ہے کہ انھیں کمرہ سب سے جگہ ملے گا۔ ان کی زندگی اور سفاکی کے لیے یہ سب کیا گیا اور انھیں بے ڈھنگی معاشرے کے لیے یہ سب ملے گا۔ ان کے کہنے سے یہ سب ملے گا۔ ان کے کہنے سے یہ سب ملے گا۔ ان کے کہنے سے یہ سب ملے گا۔

میں نے اس وقت تک غلط نہیں کیا تھا کہ میں نے یہ سچائی  
کہ جس کی وجہ سے میں نے بھرتی پا لیا ہے اس کے ساتھ  
کون جتنے ہیں یہ چاہتا ہوں کہ ان کے لیے کافی  
بے نقصان ہو۔





نکا اور جلد کی گندہ

تو کے ہوتے ہوئے کی مدد کی کیا ضرورت  
کے میں نے دل میں سوچا۔

دورما کے پارک میں رہا ہوا تھا جہاں مختلف اطراف  
میں سے لڑکیاں آکر میڈیا کی طرح ہوتی تھیں اس جیس  
کے روڈ سائیڈ پر۔ ٹھہر کر تھا جس میں سونے کے  
سہیڑے پارک کی کانٹیں اور پتھر تھے۔ اسے قائم ہو گئے  
تھے۔ وہاں پر پتھر کی شکل میں پتھر کی شکل میں  
باریوں، لکڑیوں، کانٹوں اور پتھروں پر نورانی  
تھی۔ شہر کے شور و غل اور "پوس" کی آوازوں اور گلو  
کے گانوں کی آوازوں سے ہم جیسے جیسے دور ہوتے جا  
رہے تھے قافی سے قریب آتے ہوئے تھے۔ کچھ  
دور تک دوسرے سے دھڑکتے رہتے رہتے پھر اپنے  
پے اندر پڑی اپنی باتیں کرنے لگے۔ ذہن بند رہ  
تھی خاموشی میں گھر گئے۔ وہاں سے نکلتے کی پہل گئی  
کی کہ تو اب کی نہ کا پل تھا تو بولی، "اب سے ٹھیک  
ہو گیا۔"

پھر پھر پھر

"یہی کہ آپ سے ٹھہرنی پھینک دی۔"

"ہاں شاید ایک آدھ گھنٹہ کی گئی ہو وہ بھی پھینک رہا  
ہوں۔"

"میں بھی ایک ہے نا؟"

"نہیں آخری۔"

"میرے اندر بھی شوق ہے نا؟"

"مگر لگ رہا ہے۔"

شہر کے اساتذہ نے میری طرف سے دیکھا اور نہ میں  
جس شخص نے میری خوشی کے ساتھ تھا اس کا کر۔  
میرے چہرے پر دیکھ کر میری حالت کو دیکھتی۔ مجھے

میرے قریب میں ہوتا ہے یا جو چکے رگوں اور اسلو  
کین میں ہوتا ہے۔ وہ تھوڑے نیوٹن کی شوقین ہے  
اس وقت بھی اس کے اپنے اعداد و شمار، ٹھہرنے  
پر سے لیے جاتے تھے۔ قریب کے ہجوم، سسٹمز  
ہاؤس، گاڑی کے گزرنے، لچک کی جھلک سے اس کا اس  
سے گلے رہا تھا۔ یہ لگتا تھا کہ جیسے اس کے اندر کی  
یہ گاڑی کی رفتار سے کسی گہرا زبردہ اور یہ سخت  
سطح پر لکھتی تھی۔ لکھتی تھی اس کے گہرے میں گہرے  
میں کام کر رہا تھا اور وہ اوجھلے کاموں اور ضروری  
پتھر۔ متعلق میری فکر متدیوں سے آگاہ تھی اور  
تھیں دیہات کے بیمار طبیروں کو میرے دل پر حملہ  
اور دے۔ کچھ تھی تھی۔ دیکھ کے دل سے تنگ تھی  
بہت لگ رہی تھی۔ گزرنے والے پتھر، جیسے سر  
"گھر کی گزرنی" میں سے لکھتی سٹوں پر رکھے  
ہاں قریب دیکھتے ہوئے پوچھا "جو آپ ساتھ  
ہو سکتے ہیں۔"

"نہیں ہے۔ اس کی کوئی بات نہیں۔"

"پھر ایک جیسے پتھر ماحول بیان"

چلا۔۔۔ لو۔۔۔ پھینک دی۔۔۔ پچھا۔

تھیں۔۔۔"

میں نے سخت کاغذی خلیں پسند: پسند کا بھی بہت  
پسند: ساتھ اس سے نیچے ہوئی ٹیسٹ لگاتی۔

"پھر بھی چوں تھیں ہیں۔۔۔ آج"

میں نے اس کا موزا بنایا تھا کہ وہ لکھتا کر  
تھیں۔۔۔"

میں نے جیسے کی کیا بات ہے بچے۔"

میں نے اس کی لکھی لکھی ہے کہ چاہے وہ اسی حرم  
میں رہے جس کے ہوتے والی ٹوٹے ہوئے دو رہے۔





تو تے ہوئے پرندوں کی (اور گورنہیں سے دیکھ رہی تھی۔  
 ”بیکو گھٹیں ہیں بچے۔“

”یہ تو یہ ہیں“ وہ خوش ہو کر بولی ”کوئی گچھڑ  
 گئی تو رہا۔“

اس نے گاڑی بوقتِ نیکس میں ۱۹ لاگر پیر سے انکو  
 پھر دیوں لگ گئی۔

بھائی بہنوں میں سب سے بڑا میں تھا۔ سب سے  
 پہلی اس میں بھی میرے جیسے ہی آئی۔ چوتھے بچے  
 پر دست لگنے والی ہاں میں چاکلیں لیے ہوئے دس سے  
 مجھے میں پہلے دوڑتے تھے۔ بالی میوں میں غلجڑے  
 پر رہا۔ سب سے پہلے۔ سب سے پہلے۔ سب سے پہلے۔  
 حطر میں سب سے پہلے۔ سب سے پہلے۔ سب سے پہلے۔  
 چٹکی پر گاہاں آتا اور میروں کی حرکت پھوڑا دیا۔  
 دایکس چھڑا۔ شروت شروع میں گھر کی پاشیاں۔  
 گاؤں، گاؤں کے لوگ اور سب سے کلم کا۔ کیا آکر گیا  
 اور بندہ کا کھینچتے دوست پڑا آتے۔ پہلے پھر آتے۔  
 پر دست میں تھی گئے گھر کی ٹی پٹیوں پر تھی۔  
 درشتہ اوریاں کا کلمہ ہو گئیں۔ شروت میں گھر کی ٹی  
 میں پر دست میں ہاتھ لڑتی رہا۔

آہستہ آہستہ روم سے بس چھٹی گئی ایک کمر  
 کے گاؤں چھوڑ گئے۔ سب سے پہلے ہی سب کو چھوڑا۔  
 چٹکی تھیں۔ گھر میں پادار پادار پچھا گئی رہ گئے۔  
 پہلی شادی پر دیو کی تہہ۔ سب گاؤں میں آکر  
 جوتے تو گھر پھر چاتا۔ یہاں۔ میں چار پائیوں نے  
 سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے  
 کشش کرتے رہے۔ اور ان کیاب نہ تھے۔ ایہ اپنا  
 کہتے اور یہی تھی یا نہی تو رشتہ خرابی کی  
 نہ تھیں۔ رشتہ میں۔

ساتھ میں کا جاسدا آئے تھے میں نے  
 گھر کے صدر دروازے پر پانچاں اور پانچاں

سہاگہ۔ پانچاں والے جس نے آگے کی ٹی میں  
 تھی۔ وہ پانچاں سے آگے کی ٹی میں  
 ان میں کی پانچاں اور پانچاں  
 صورت گھر کی پانچاں پانچاں کے پانچاں  
 چٹکی تھا۔ تھیں۔ اپنے اپنے گھر کا گھر۔  
 گھر پھر گھر کا گھر۔ پانچاں کا گھر۔  
 اندری پاکی۔ پانچاں کا گھر۔  
 گھر کے لیے گئی۔ سب سے پہلے۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔

پانچاں رشتہ کے میں پانچاں کی  
 گھر سے گھر سے گھر سے گھر سے  
 پانچاں گھر سے گھر سے گھر سے  
 پانچاں گھر سے گھر سے گھر سے  
 پانچاں گھر سے گھر سے گھر سے  
 پانچاں گھر سے گھر سے گھر سے  
 پانچاں گھر سے گھر سے گھر سے  
 پانچاں گھر سے گھر سے گھر سے  
 پانچاں گھر سے گھر سے گھر سے

میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔

میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔

میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔

جتنی کی لڑکیاں۔ سب سے پہلے۔  
 اور وہ گاؤں کی عورتوں کی جوتے  
 گھر کے دروازے پر پانچاں  
 بات کروں تھی۔ گھر کی بات۔  
 ٹاپ کے جوئے دیا ہوا۔

اس کا خیال تھا گھر پر ہوتی تھی جو اس کی غرض  
 سے دیکھتے تھے تو ان سے بہتر تھی۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔

اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔  
 اس میں میں نے پانچاں پانچاں کا گھر۔

تھیں۔ مگر کے فریج کے پیسے اور ملے اساتذہ نے پورے  
کے ہیں میں چھپا تھیں

[illegible][illegible][illegible][illegible]

”موت سے میں راحت کی تلاش کر لے گا۔“  
 لکھا پڑا ہے۔

”موسم میں ہر کی میں نے خوش موہ پوچھا۔  
 وہ میں سوچتا تھا آمروہ منکا پاگل ہوئے انکل میں شیر  
 جانا کئی کئی سے تحریک لاکھ۔  
 کتب خانہ

"جوں سے نہوا" یہ ہے تیرا۔ میں گنگا پڑھتا ہوں۔  
 میری بیٹی بھی میری دھن۔ تیرا شہر سڑکوں سے بھرپور ہے  
 لوگوں کی بات کر سکتی ہو ایسی ہی مشکل اور غم میں رہا ہے  
 کیا ہو رہا ہے۔ کاش، ہو۔ نہ میری زندگی کے  
 ہم ترین، مجھے سے متعلق بھی ایسے ہی غم میں رہا ہے۔  
 کی بات کرتا۔ ملک کی کچھ تو تھوڑی سی تھی جس سے  
 - کچھ نہیں رہا ہے۔

دیکھ چکے ہیں سنا گا بھانڈا جامہ دھو چکا تھا میری  
 کمر بلی تھوڑی سی آ رہا تھا۔ میں نے اس کی کمر بلی  
 دیکھ کر اسے یہ بات کہی تھی کہ تو میرے گھر  
 کی بلی ہے۔

چونکہ یہ ایک نیا ہیرو ہے۔





1992

10

三

31

10

1/



الحمد لله





و کہہ لی اٹھ بٹا کر رخصت کر دے۔ مائل اٹھے پافس  
 ہی آئے سے پہلے حسب توفیق فقیری کی سورت  
 رات پیش کرتا ہے وہ ہاتھوں سے کتاب پر گھیسے کے  
 چوتھ، پنے پانچ پانچ دس دس را پے کے چھوٹے  
 چھوٹے نمونے انہی چھوٹے چھوٹے نمونے  
 یہ صاحب نے مزے سے کتاب میں شہر ماروٹھی تعمیر کی  
 مٹی میں خریدی تھی وہ ان کے میوں کے شیر میں  
 کھاتا۔ لکھتا تھا ایک طرف چیل کر تھیلزہ سونے کا  
 کمرہ کرتا ہے۔

چوتھ میرے بعد حسب فرما کر کتاب چلے گئے تو ہم انہ  
 زمرہ صاحب کے قریب گئے وہ مسک کر کہے مانتے  
 ہوئے۔

کہاں سے آئے ہو اور کیا چاہتے ہو۔  
 میں نے پوچھا۔

میرا نام نہ سنا ہے تم شہر سے آئے ہیں یہ میرے  
 دوست ہیں۔

انسانی پڑھ رہی ہو۔ یہی سب کی بات سن کر  
 میں شہر رہ گیا۔ مگر ان کے اطمینان سے جواب دیا۔  
 کہہ رہی تھی۔

تو اب کی حد تک کرنا۔ کسی کی مجھوری سے کبھی  
 بات نہ کرنا۔

میں سہرا کرتی ہوں جی رتی ایسا نہیں کروں گی۔  
 ہاں نہ شفقت سے اس نے سر پر ہاتھ پھیر کر  
 دیا۔

میں نے ہاتھ میں لے لیا۔  
 میں نے ہاتھ میں لیا اور پریشان رہتے ہیں اس  
 حالت میں کہہ رہی تھی۔  
 پوچھو گے یہ سب باتا۔ کیا نکالتا ہے؟

”ہوئے چائے میں جی“

میں نے آواز میں گرفتار کرتے جواب دیا۔  
 پھر صاحب کو دیکھ کر ہنس مٹ گئی تھیں پتہ نہ  
 رہے میں لیکن وہ مجھے کھانی آواز میں بولے اس سے  
 پوچھ گئی یہ وہاں کیوں نہیں آیا تھا یہاں اسے نہ بھانپا  
 تھا۔

میں نے کہا۔ ”وہ تو پتہ نہ لگتا تھا۔“  
 میرے ہاتھوں میں تھی۔

”مجھے معاف کرو جبکہ پھر صاحب۔ میں نے تو  
 کمرہ کر لیا۔“

”تمہارے اس میں مسئلہ تھا۔ تم نے کچھ سے  
 صحت پر۔“ وہ شکایت آمیزت میں بولے۔

”معاف کر۔ بچنے پر صاحب اندہ بونی میری  
 خاطر۔“

”ٹھیک ہے۔“ ان کا لہجہ بدلا گیا بولے ”دعویٰ  
 خدائی برحق بات ہے۔“

اب کاموں ٹھیک ہو جائیں گے۔“ میں کہنے  
 لگی ”اب کا بہت شکر یہ ہے صاحب۔“

”اب اس وقت ہے۔“ انہوں نے کہا۔  
 یہ سب کچھ حق جلدی جلدی ہو گیا کہ میری کچھ

میں کچھ نہ آیا۔ لکھنے خواب دیکھ رہا ہوں سوچا، مٹس  
 ہے انہیں نے اپنی روحانی طاقت سے مجھے خواب میں  
 ملے ہوئے انداز میں دکھائی۔ کچھ بھی تھا لیکن میرے  
 دل سے واقعی بہت سا بوجھ کم ہو گیا۔ ایک انجیل خوف  
 دور ہو گیا۔

پتہ نہ لگتا تھا کہ ہم شکر پر ادا کر کے اور سلام کر کے  
 رخصت ہو گئے تو بہت خوش اور مطمئن ملک ہی تھی  
 وہ میں میرے صاحب کی، راضی کا سب جاننے کے لیے







نہیں سوچا تھا جب اس کی کوئی بوری بڑی تھی۔  
 پہلے قہقہے اٹھنے کو ہولے سے ٹرین کی طرف  
 ہاتھ مارا کہ وہ اس کی کیشل سواروں کا مالانہ احیان  
 سے اتارے۔ پھر لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ کی طرح  
 سر ہلاتا۔ تہہ پٹانے لگتا تاکہ اٹھل کوڑے تک پہنچتے ہیں  
 وقت ہو۔

سارے جلسہ پر وہیں اور ٹھیک ٹھیک کی گلی پر  
 تھا رامو اپنی ایک طرف پریم کہیں میں سب اور ضمن  
 تھا کہ بیٹا ایک ایک روز ایک دن غیر متوقع طور پر بیچ  
 میں کوڑ پڑا۔ رامو کو بڑی کونٹ ہوئی یہ کیا؟ سب نے  
 اس کے ساتھ بھلا دیا کیسے کر سکتی تھی یہ تو بڑی ٹرین  
 ہو گئی تھی۔ یہاں بدلہ کا کیا بھلائی کے ساتھ  
 نہیں؟ رامو کا دل ڈوبنے لگا۔ وہ بے دل سے زور زور  
 سے ذہن پر جھانڈ رہے تھے۔ اس کی یاد جہاں کسی  
 دوست کی طرح مصوبہ اور بھونٹھی تھی مگر اب ایک تھکن  
 کہوت میں نے گر تو نہیں کر کے گھس گئی یہ بھلا  
 نظر آئے لگا تھا۔

رامو کو یونہی دھم نہیں ہو تھا اس نے خواہ اپنی  
 آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لیا تھا۔ عید بھی بھی شرمسوں  
 تھی اس کے گھر سے گورے ہاتھوں میں ہتی مرث  
 مہندی اور کھیلوں پر ڈولتی رنگ برنگی دھانی چڑھا ہاں  
 قوم قریب کا انداز پیش کر رہی تھیں۔ چھن چھن کی  
 آواز سے سارا ماحول گنگا تھا۔ رامو نہ ہوتا ہو  
 نورت سب مہر سے بنے ہاتھوں کو دیکھتا چلا رہا تھا  
 کہ عیدم اس کے دل کے درمیان کسی تیسرے شخص کی  
 موجودگی کا احساس ہو۔ یہ تو ان دنوں کے لکھ جیسی  
 میں کل ہونے کو آگیا تھا۔ مسکراتے کے بالکل قریب ہی  
 کوئی بیٹی تھا جس سے وہ دھیمے دھیمے انداز میں باتیں

کر رہی تھی۔ اس نے تھپ تھپ سے چہرے سے آنکھوں  
 کی تھکی ٹھکی چھپا چھپا پانی۔ گاڑی تھی تو سب بھی  
 جہاں کے چہرے کے آگے سے دیکھ کر حیرت  
 چاند نظر آتا۔ اس نے کاس کا ایک بال بھونڈا پٹا پٹا  
 لٹا۔ چند تھوڑے تھوڑے گلاس پر کھل گئی ساقیں  
 خوب نگارہ تھیں۔ دیکھنے کی نہیں پڑتا تھا۔ رامو نے  
 آنکھیں پھر زچھا کر غور سے دیکھ کر کیا یہ سارے  
 مصوبہ تھیں؟ یہ تو کوئی اور بھی تھی کہ تھی قہقہے "آپ" نے  
 ب کس سے اور لو کے چڑھ کی شدت سے ہاتھ  
 اور آنکھیں دیوں کی صورت وار۔ یہ کتنی تھیں ان  
 رامو نے ان کے تھوڑے صفائی کی ڈال دی تھیں۔ ہاتھ  
 سب اس کے سامنے ہو رہا تھا۔

اس کی شور مچا کے بیٹوں میں بیٹیں نو ذراں بھی  
 کون متوں رقیب نہیں تھا۔ وہ بوٹی تھیں جس سے  
 کوئی چٹھہ نہیں ٹھک ایک گور چٹا۔ انہی لہذا تھیں۔  
 ہارونی پر ہتھار ٹھیسٹ کا مالک انگریز تھا جو ٹیپ  
 برت لوئی ٹوٹے کے ایک چارے والے اتنی تھیں میں  
 سے تھا۔ یہ سارے گھر پر اب نگارے پڑ رہے تھے  
 ۔ تھوڑے دن میں یہ جاتے؟ رامو نے اس کی  
 میں اسے گالیاں دینا شروع کر دیں اور سناں  
 دھیان لگائے کی کوشش کرتے لگا۔ پس راغام  
 سب کی صورت قائم تھیں ان میں آرم تھا۔ لہذا  
 بھی اسے دیکھ رہا تھا۔ تھوڑا بہت اس سے چاہا  
 بھی تھی اور اکثر اس کے پاس سے گزرتی تھیں کہ وہ  
 جاکر اب عام غاروں میں رہاں سے بہت تھیں تو  
 اگلے پڑواں میں بلور۔ ان میں سے کسی کی  
 تیسرے سے بات کرتا پڑا کسی کاں کا ہو۔ سناں  
 ہو سکتا تھا۔ رامو نے یہ سب جارہ میں ایک

کر رہی تھی۔ اس نے تھپ تھپ سے چہرے سے آنکھوں  
 کی تھکی ٹھکی چھپا چھپا پانی۔ گاڑی تھی تو سب بھی  
 جہاں کے چہرے کے آگے سے دیکھ کر حیرت  
 چاند نظر آتا۔ اس نے کاس کا ایک بال بھونڈا پٹا پٹا  
 لٹا۔ چند تھوڑے تھوڑے گلاس پر کھل گئی ساقیں  
 خوب نگارہ تھیں۔ دیکھنے کی نہیں پڑتا تھا۔ رامو نے  
 آنکھیں پھر زچھا کر غور سے دیکھ کر کیا یہ سارے  
 مصوبہ تھیں؟ یہ تو کوئی اور بھی تھی کہ تھی قہقہے "آپ" نے  
 ب کس سے اور لو کے چڑھ کی شدت سے ہاتھ  
 اور آنکھیں دیوں کی صورت وار۔ یہ کتنی تھیں ان  
 رامو نے ان کے تھوڑے صفائی کی ڈال دی تھیں۔ ہاتھ  
 سب اس کے سامنے ہو رہا تھا۔

یہ جس سے ہوتا تھا۔ وہ دلی سیٹ کے پٹے دار  
 ہوں ان سناں کو۔ یہ جو بی بی ہیں؟ بڑی  
 کھڑکی میں میں سٹاک بھی لکھا تھا اس سے چھٹے  
 جس سے یہ ٹھیک دیتی ہیں اور سب کچھ سب  
 سے بچے قدم رکھتے ہیں ان کے ہی باؤں  
 نہ نہ ہوا جائے۔ انگریز نے مسکراتے ہوئے انگریزی  
 سے میں ہندی دلتے ہوئے کہا۔ تو سناں  
 مسکراتے ہوئے لگی اور ہندی "تھوڑے تھوڑے  
 سے پہلے میں۔ کب کر رہے ہیں۔ تم ہی تو  
 کچھ مگر گائے جو رہے تھے۔ وہوں نہیں میں  
 کہ دانی کر رہے تھے۔

رامو نے سب کے نیچے بھاڑا پھیرا۔ انگریز  
 سناں ٹھیک ٹھیک تھی تو چھٹوں کے بیچ گئے

کوئی بوری بڑی تھی۔ اس نے تھپ تھپ سے چہرے سے آنکھوں  
 کی تھکی ٹھکی چھپا چھپا پانی۔ گاڑی تھی تو سب بھی  
 جہاں کے چہرے کے آگے سے دیکھ کر حیرت  
 چاند نظر آتا۔ اس نے کاس کا ایک بال بھونڈا پٹا پٹا  
 لٹا۔ چند تھوڑے تھوڑے گلاس پر کھل گئی ساقیں  
 خوب نگارہ تھیں۔ دیکھنے کی نہیں پڑتا تھا۔ رامو نے  
 آنکھیں پھر زچھا کر غور سے دیکھ کر کیا یہ سارے  
 مصوبہ تھیں؟ یہ تو کوئی اور بھی تھی کہ تھی قہقہے "آپ" نے  
 ب کس سے اور لو کے چڑھ کی شدت سے ہاتھ  
 اور آنکھیں دیوں کی صورت وار۔ یہ کتنی تھیں ان  
 رامو نے ان کے تھوڑے صفائی کی ڈال دی تھیں۔ ہاتھ  
 سب اس کے سامنے ہو رہا تھا۔

"بھلا اسے اس بولی بولی میں کیے نظر آتا ہے۔  
 مارے دل تو نقصان پہنچا رہا ہے انھوں نے اور سب  
 اسے بھی کوئی نہ کون نقصان پہنچ کر ہی چھوڑے گا  
 عمر میں یہ ہونے نہیں دوں گا۔" رامو نے دلی ہی دل  
 میں فیصلہ کر لیا اور چوکن بٹھا لگا۔  
 "چاہتا ہوں کہ تم کی عات ہے۔ دلی آ رہا ہے وہاں  
 ہے۔ مگر یہ گورے سب تک یہاں کیوں ہیں؟" ایک  
 روز میں نے ایک بزرگ چھوڑا سے سوال کیا۔  
 چھ ماہ میں گئے تھے۔ جلدی چھ ماہ میں گئے۔ تو  
 گھر نہ کر۔ ان سالوں کی اس کی تھیں۔ انگریز راج تو  
 اس اب گواہ تھیں۔

گھر چاہا پھر اس ڈرتا ہے۔ بنا نہیں لیا ہوگا۔  
 کہے ہوگا "تو رہے کی نہیں ہیں۔" میں قیام۔ بھلا  
 اندر دستان و احسوس میں سے ہٹ سکتا ہے، مجھے تو کچھ  
 نہیں آتی؟" رامو پریشان سبک میں بولا۔ پلیٹ فلام پر  
 ٹینکی ایک ہوا عورت نے غلام کی کو اپنی طرف دیکھتے  
 ہونے لگا انھوں نے ہٹ کر لیا۔ ایک بار یہ سارا  
 بچے کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ جا کر جلدی سے اسے  
 پانی لا کر دے دے۔ چاہا یہ دیکھ کر مسکرایا اور پھر  
 ٹھنڈی آہ بھر کر اخبار پڑھنے لگا۔  
 "مجھے کچھ خبر ہے تیری نور جہاں آج کل کن  
 ہواں میں ہے؟" ایک دن اس کے غلی ساتھی سامن











150 دھوکہ دہشت گردوں کے خلاف آپریشن 20-3















آٹا آٹے آگے اُگلے سب سے درجے ان کے

نہیں انکار، اس کی تپش کو محسوس کرتے نہ تھے۔  
 وہ بوجھ نہ تھا یہ کپڑے، کچھ اتنے ماں کے کپڑے تھے۔  
 وقت کے دکانوں سے بازار کے گھروں پر بیسے  
 کھانسی میں بوڑھے جو دھتے کی بے چاروں تہ پہن ہوئے  
 وہ بے توجہ سے گزرتے تھے، ان کے ہاتھوں میں  
 کھارو، وہاں کس کے لیے کچھ کھانا تھے،  
 وہاں کچھ بیک ان پانی بوتلوں کو یاد کر کے آگے  
 بھرتے جنہیں صوفیوں کے ہاتھ دواتے،  
 بس کے تھتھے اٹھتے تھے، وہاں ہی بوسے توفیق سے  
 اچھا تھا۔ دسپ نمبر کے رے سے گزرتے تھے  
 اس پار تڑپتے تھے، رگڑ کے ہاتھ ہاتھوں سے دھو  
 اٹھتے تھے، آنے والے رنگ، دیکھتے تھے، فراموش  
 سراپوں اور قہر خالوں میں لپکتے تھے،  
 مٹاتے تھے۔ جہاں جھگڑا ہوتا تھا،  
 اٹھتے ہیں۔ راستے سارا مہالہ ہدف اوزار کے  
 رہتے ہیں۔ جہاں سرور توں سرور،  
 رات کا مہینہ بستر مطہر ہوتا تھا،  
 سرور توں سے سرور،

اگرچہ اس کے لئے بہت سی باتیں ہیں، لیکن یہ باتیں  
 اس کے لئے بہت سی باتیں ہیں، لیکن یہ باتیں  
 اس کے لئے بہت سی باتیں ہیں، لیکن یہ باتیں

پھر آدھر کر گئے۔  
چھوٹا مسافر بارشہ مستم یا مستم  
خانم حیر کی طرح اندر سے نکلی اور چارو سے  
کھارے سے آنکھیں پونچھ کر گئیں

یہ کہ نہیں میں نے تم کو بتا دیا تھا۔

تھیں۔ ان کے پیچھے پہلی وندھیا۔ ۱۹۷۱ء کے

یہ دیکھ کر وہ بے حد غصہ ہوا اور اس نے کہا کہ یہ بھائی بھائی کی بات ہے۔

’یاور خاناں‘ نے سن کی نگاہوں کے تعاقب میں  
 دیکھا۔ بے بازو امیر کی ٹانگوں نے ٹٹری سا جھجھکاؤ مند  
 جواں کے کندھوں پہ دھڑلہ وار سنے کے پانچواں سے اتر  
 رہا تھا۔ اس کے سر پہ دستفید چیرے پہ سناٹا کی کھڑکی  
 تار بھری تھی اور منہ کی ہالوں سے خبرے ماتھے تلے  
 بے اور آنکھیں پس گڑھی تھیں جیسے آٹھ حکمت اللہ کی  
 حوالی وشت لیلی کے سحر میں مسافر موٹی ہو۔



پہل چل چنیل، رخ میں میرہ کھلاں گی میرے کی  
 عمل ٹوٹ گئی چہ وہ بچھاؤں گا چار کا پر پوت  
 گویا روزی نو جوان کی ۔ روزی کی سوتی ٹوٹ گئی  
 کھوڑا ریزا اس کی ۔ کھوڑے کی ٹانگ ٹوٹ  
 گئی ۔ جلدی لگاؤں کی ۔ میں اور فخر تھیلوں پر  
 کھینچی سیدھی بھی ان کھینچی اوپر کھینچی نیچے جان بھڑک  
 کھیل رہی تھی ۔ لنگ کی طرف دھیان ہی نہیں کیا اور  
 میر تو روز کا معمول تھا کھیلنے کودنے میں دف پر زیب  
 نزر جاتی پھر متالی سے چوٹھی کی تھفتی کا اتنی ۔  
 میں نے بھی بچ کی طرف دھیان ہی نہیں کیا تو اور  
 فضلے کی بھی کھینچی تھی ۔ عمو مانے تو کہ ۔ پاس بچ  
 ہوتا دور نہ ہی پیسے ۔ ہماری تیسری بھی ٹھینڈا ہوتا وہ بچ  
 ضرور نام کرتی ۔ تلک انور کی کہیں کہ کچھ بھی سمجھتا  
 جو اسکاں کی کتابیں سے مل چکے مگر کھوئی مت ۔  
 کرو ۔ فضلہ کا معاملہ لکھتے تھا فضلہ قدرے صحت مند  
 صاف گندنی رنگت وار ، چوٹی صورت دور جو پوسا پائی  
 تھی اور مل ، پائی تھی ۔ اسکاں میں میری فضلہ کے علاوہ  
 کسی سے خاص دوستی نہیں تھی ۔ ہماری کلاس کی لڑکیاں  
 تھی لمبی لمبی اور عیز طراوت تھیں کہ مجھے لگا یہ مجھ سے کافی  
 بڑی ہیں ۔ اس سے مل ایسے ہی ان سے خانہ کوئی دور  
 مگر کسی نے میری صحت کا مذاق اڑایا تو کچھ دوستی کھی  
 ہوتی نہیں سکتی ۔ فضلہ مگر دور چپ چاپ ، مر بات  
 مانے والی ہر کھی نہ جھگڑنے والی لڑکی تھی ۔

تیسری گھنٹی میں ہم دو ٹوبہ عیاں کی  
سہیلیاں تھیں۔ جسٹھ کے سوالوں سے بے فکر  
خیر سے ٹک ہم دو ٹوبہ ساتھ دو تھیں۔ مکی مار  
سچپر سے نظر پڑا۔ ہم اپنی آکسٹینٹ اینٹ  
دوسرے کو دکھا دیں۔ کبھی کبھی ای سے چھپا

بلدی  
بیچاری  
کیا کرے

ایک درد کی داستان اُسے کہے  
کو فقط کم پڑ گئے تھے

تجرباتی

[illegible][illegible]

نہیں تھکے کہ یہ درخت کی علامت تھی جس نے ان  
 یہاں بیٹھنے اور خیالوں سے بھی فاصلہ رکھنے کا اچھا  
 تھا۔ میں انتظار کرتی رہی کہ وہ مجھ سے یہ خیال دالے کیسے  
 دے گا۔ یہی بات تھی جس کی وجہ سے میں اور ان کی تعلقہ  
 باتیں نہیں کہنے پڑتی تھیں "میرے مجھے زیادہ انتظار نہیں  
 کرنا ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی میں ان کی باتیں نہیں  
 کرتی۔ انھوں نے موت کو دیکھا، وہ آپس میں  
 ناچنے کی باتیں ہوئیں۔ انھوں نے وہ پتھر اور تلوں  
 کو بھیج کر قریب قریب کھڑکی کے تاکہ تو ان کو اس خیال میں  
 رکھیں۔ انھوں نے ان کے لئے ایک کمرہ بنوا دیا تھا کہ  
 سب سے پہلے میں ان کی تصویر ہے۔ انھیں وہاں رکھنا  
 میری بات کا نتیجہ ہے۔ ان کے لئے جس جگہ میں تھے  
 ان کے پاس ہوا کہ جلدی سے ساری کچھ چیزیں  
 ان کے پاس تھیں ہوتی، ان کے لئے ہر طرح کا سہولت  
 دینا، جس کی ان کو ہر لمحہ ضرورت تھی۔ ان کی ہر  
 چیز کے لئے دیکھ کر رہے تھے۔

[illegible]





مکمل کتابچہ

میں سمجھتی نہیں علم بڑا ہے۔ کانڈ اعظم کو دیکھو۔  
تیلان منڈی کو دیکھو، فریال صرف منڈی ادیتی ایک ان  
اتنی بحث و تکرر میں راجہ بھی شامل ہو گئی۔ یہاں فریال  
اور ماسٹر اسی بات پر متعلق تھیں کہ تعلیم سے انسان کا  
معیار بڑھ گیا کسی حد تک بہتر ہوسکتا ہے مگر راجہ کہتے تھے،  
”تھکے تھکے آدمے شہر میں آکر عیسے عجیب باتیں کہتے ہیں۔“  
مل رہی ہیں، سہاری لڑکیاں پڑھ رہی ہیں، اور بے پڑھ  
کر انھوں نے کون سا تہیہ مار لینا ہے، یہی کسی اسکول  
میں یہ کالج میں استاتہاں تک چائیں گی۔ ”فریال مسکرا  
کر کہنے لگی۔ چھا ہے مگر راجہ نے کہا اچھا خاک ہے،  
ان کو اتنی نوکریاں کون دے گا؟ جو کام ان کے باپ  
اورا کر رہے ہیں وہ ان دنوں کو کرنے پر تیار ہیں۔ اب  
دیکھو مگر لاہور میں کی مسجد اورتی کی چٹائی لی لے کر وہی  
ہے۔ کل میں لڑکی ہوٹل کے ہاتھ دیم دھوئے پر حیر  
نہیں ہوئی، مجھے شواٹھو اوٹیش آگیا۔ مگر پھر بھی عذاب  
نہرے کہا راجہ کل کہ جب ہماری قوم ترقی کرے گی تو  
ہم سب اپنے ہاتھ دیم خود دھوئیں گے۔ دیکھ کہتے تھے  
اور یہ کہ انہیں نہ پائے گی۔ میں نے کہا کہ ہمارے  
اسکول کی خاتون چپری کی بیٹی کتب ایڈور میڈیکل  
کانڈ میں پڑھ رہی ہے، تعلیم سے کوئی بدگولی کسی حد تک  
خدا نیک تو ترقی کرے گا۔ فریال نے مجھے روکا کہتے تھے  
تھوڑا دیر بحث، تعلیم ان چائیں، ان کی سفا مڈلیں  
نہیں کرتیں۔ میں نے کہا کہ اتنی لیے تو ہیں ان دنوں  
کی سیامت کی محتاج ہوں یہ نظام نہیں لے یہ لوگ  
ہمارے ملک ہیں نہیں لی ساری صرف لوگوں کو اس سے تفر  
ہائے نہ تھے تب تک وہ ہے۔ بعد چلی گئی مگر بحث جس  
کی توں جاری رہی علم بڑا ہے یا جیسے میں نے کہا علم

تھی یہ اپنے سہارا سے علم کی چوڑی راہ پر  
 میری باتوں پر متفق رہے خیال ہوئی تھی مگر  
 مجھے بھی، میں یہاں پر یہاں سے مجھے  
 تھا۔ کانٹ کی ساری تقریرات میں وہی وہی  
 کی تھی یہاں سے ہی تھی مگر غصے کا  
 کے سامنے بھی جا رہی تھی، انکے  
 رہا وہ کب تک ہو رہا ہے وہی وہی  
 مایک ہاتھ میں سے کہ وہی وہی  
 "تھاڑی میں سے کانٹ کی ہاتھ میں  
 اپنے گلوں کا ہاتھ تھا کہ وہی وہی  
 سے کانٹ کی چوڑی کے یہ وہی وہی  
 تھی وہی وہی وہی وہی وہی وہی وہی  
 اسے وہی وہی

نیوٹرل ہوتا تھا نام سید کی حلقوں پر بہت معتبر تھا۔  
 مارشل لا ہو گیا تھا۔ رقی دور، ہیڈ شے نورمت میں  
 جا شیراز، صنعت کو، اور کچھ فیس، اس کے کمرے میں  
 تھا۔ کتب خانہ میں تھا اس وقت میں اس  
 وہاں فیس سے مہر و رقبہ، نیوٹرل ہوتا تھا  
 تاکہ نئی بحث شروع ہوئی پھر حرا آئی تھی  
 کا ایک دور تھا۔ اس کی نئی سائنس، اس کے  
 دیا تھا کہ جسے بھی پانی کا ٹکڑا ملتا ہے  
 اس کو پانی تلک پارٹی لیڈ کی رفتار میں  
 پرانہ ہی جیاد ہو کہ اس جلتے ہیں اس کے  
 اور تو ہوتا ہے بھی اس کے جلتے ہیں اس کے  
 پانی بھی جلتے بھی دھاروں، کبھی چسپاں  
 نے چھندے ہیں۔

وہ نہ کھلتی تھی کہ وہ چپ ہو کر رہ جائے۔ وہ فریادیں نہیں کر رہا۔

یہاں اور بھی ایک اور قصہ ہے جو سنایا۔ اچھے یہ  
 کہ رقی کے ہمیں جس پرچہ تھی جو اس کا ایک نسخہ  
 ہے۔ یہی پہاڑ کی مشہور قلعہ کے خراجات کا  
 ہے۔ جو یہود و نصاریٰ کی حکومت کے تحت تھا۔ اس کا  
 یہ نسخہ ہے۔ اس کا یہ نسخہ ہے۔ اس کا یہ نسخہ  
 ہے۔ اس کا یہ نسخہ ہے۔ اس کا یہ نسخہ  
 ہے۔ اس کا یہ نسخہ ہے۔ اس کا یہ نسخہ  
 ہے۔ اس کا یہ نسخہ ہے۔ اس کا یہ نسخہ

[illegible]

۱۔ اے اللہ! میں نے اپنے لیے  
 اپنے لیے کیا ہے، میں نے کیا ہے  
 میں نے کیا ہے، میں نے کیا ہے

آپ کو یہ کام دیکھا ہے یا سنی ہے؟ نہیں، کیا میں بتاؤں  
 کہ کبھی چاہے تو اعلان نہیں ہوتا۔ کیا وہ نہیں  
 ہوئی؟ کیا نہیں یا ہوں گے؟ کیا اس سے کیا ہے  
 بے شمار بیٹیں ہیں توئے نے۔ کیا ہاں نہیں کیا باج  
 میں میرا بھائیوں اور بہنوئیوں کی سر پرستی  
 میرے ابو زکریا کا ہوتا۔ وہ بڑا بڑا۔ کیا تو نے  
 کیا ہے۔ کیا یہ داری کی نصرت کا دوسرا  
 جس سے تو نے کچھ نہیں کیا۔ کیا تو نے نہیں کیا

دیکھو! راتِ نظامِ نیکی کا چہرہ ۔ چادر کا پلو پھٹ  
 پاؤں شرعیہ پہ نونہلی پرواز میں ۔ دریں کف  
 جھیلو ۔ لڑکے کی زبان پر پڑا ہے ۔ اس کا ب  
 خیر اس سے ساتھ ہے ۔ کارہ پار کا قلعہ  
 قرابلی کھڑے لی مختلف نکتہ کی ہندی نگاہوں  
 دیکھ فیصلوں کے جتنے ہیں ان میں سے دو دو  
 رہا ہے ۔ بھرپور عشق کی نذر دے  
 جسم کی مانتاں نکال بیوقوفی تمہیں عمر آنکھوں کے ۔ ہے  
 دینے والا کے ساتھ خلیے قرائنے والوں پر ایسا غضب  
 پا کہ باہر سے دوست انسان کی دے دیکھ رہے  
 جوں جوں گئی ۔ شیر کھلائے والے لگاؤ بھگوانی صورت سے  
 گئے ۔ شریعت کے ہاں وہ جتنے گئے سہارے  
 ہاں سے محروم ہوئے ۔ چاہے ۔ صاف لکھی ہوئی  
 تین چوتھ بے حرکتی کی ہیں ۔ ایک عیب ماحستہ  
 کا گندہ

[illegible]

دہرہ و گجے مائیکل ٹریپ کا میسج۔ 150 فضا  
سے بند ہو گیا۔ یہ 26 جولائی 2013ء کی بات ہے۔  
میں نے شہنشاہ امریکا کی تعلیم جیسوں میں سے ایک جیل  
Husni Mubarak پر پرواز کرنے لگا۔ اس کا چہرہ  
میں اب سے چھ ماہ پہلے تھا۔ وہ ارد گرد کیلئے  
ہے جہاز چوتھے ہوئے طرف گردش ہونے لگا۔

تین مریپ کی بولی جو بیا اس سطر سے ٹکرتی  
نہیں تھی۔ اس نے یہ تک کہی تھی کہ وہ جانے سے  
پہلے وجہت آکر جائے، مگر ٹریپ نے ہنگامی بات نہیں  
میں وہی۔ گو یہ حقیقت ہے کہ اس سفر میں خطرات  
زیادہ ہیں اور سداوت سے لئے تم!

اس خطرہ میں تھا کہ ہوائی جہاز 40 سالہ ٹریپ  
سے بھی زیادہ بڑھا تھا۔ دوم دو پہلی بار اچھے سے سفر  
ہو گیا تھا۔ سو اس نے بھی پانی پہ چہرہ نہیں چھو تھا  
پر ٹریپ نے ابھی تک صرف 130 گھنٹے ہی جہاز  
نہیں سے خطرہ کے پانچواں سے تین تھے کہ  
مرد محفلت ہی منزل تک پہنچ رہے گا

ہوا باز جو

گھنٹے

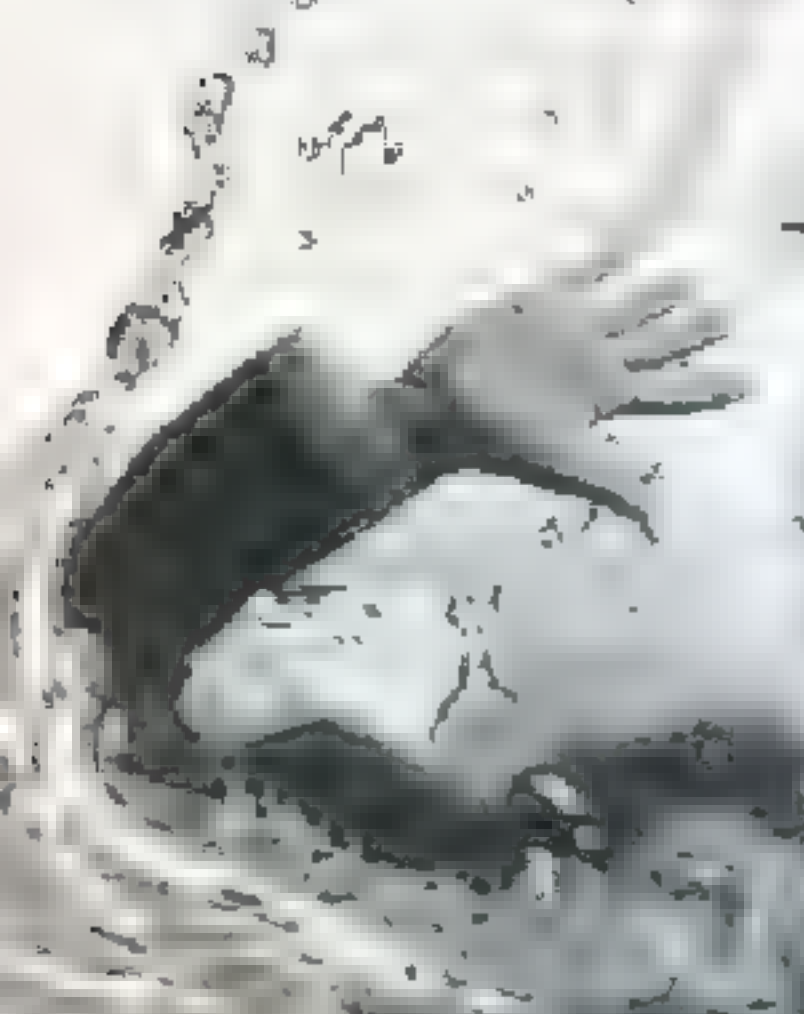
تیرتا رہا

موت و حیات کے درمیان

ریم دست کشمکش

مائیکل اب تک ٹیکڑا مار جہاز نہ ادا اور تار پکا  
تھوڑا پھر اس نے منصوبہ احتیاط سے بنایا اور ٹیکہ  
تکلیف میں چل پڑا تاکہ حرات موسم اسے ٹھک نہ رہے۔  
وہ نوبل ریک کے مشاہداتی قصبہ گورڈر کا پاس تھا۔ جب  
کہ اسے ریم دست (سکائمن) کے شہر میں ٹھیکہ جانا  
تھا۔ وہاں ایک تقریب میں دور و نزدیک کے بھی  
رشتے دار تشریف لائے تھے۔ بے جہاز پھر کرنے  
سے وہ کئی سال پہلے تھا۔ پھر ہوائی جہاز اس میں جو بھیڑ  
بھار درخت چینگ ہوتی ہے اس سے بھی سے نجات  
مل جاتی۔

آج کل کے سفر کے بعد اپنی ایک گھنٹہ کی آواز بند  
ہونے لگی۔ مائیکل سے وہ پچاسیا بند جس قسم ہو رہا  
تھا مگر نہیں اس نے تو ٹیکہ پانچویں بھروئی تھیں۔  
پھر اس نے سوچا کہ اگرچہ وہ تو ٹیکہ پانچویں پر ڈال  
دیں آواز میں بولی مدد ملی نہ سکی۔ اب اسے بدستور پنی  
حالت کھانا تھا۔







جب وہ گھنٹے کی مشقت کے بعد شناور تک پہنچا تو  
 اکتفا نہ ہو کر کسی جہاز سے ٹراپیہ تھا۔ اس کی ساری  
 خوشی کا فورہ ہو گئی۔ پھر سائل تک پہنچنے کی سعی کرتا  
 رہا۔ "اس نے سوچا۔"

جب تک حورن ڈوب چکا تھا۔ اہذا اسماصل پرستے  
 ٹھہروں اور ہوتلوں کی قیوں ہلی تمیں۔ وہاں یکس  
 سے تقریباً تین کلو میٹر وہ تمیں تین امت پڑتے ہی  
 پانی تیزی سے ٹھنڈا ہو رہا۔ یہ ایک نئی جگہ تھی  
 مصیبت تھی۔ کیونکہ سرد پانی عضلات کو تڑپاتا ہے اور  
 سانس بھی بہ مشکل لیا جاتا ہے۔ وہ جھریں کی آلت  
 میں گرفتار ہوئے وار تھا۔

ادھر اس کے کُھڑ میں سوجھن پریشاں میں تھا یہ،  
جہانات والے اور دوسرے جمع تھے۔ چوہا قدرت  
تھا میں صورت تھی۔ لہذا کم ہی ہوتی اسے نہیں ٹوٹتا  
اتھار رہتا۔ خاصی رات ہو گئی تو سب اپنے اپنے گھر  
چلے گئے مگر ٹوٹ نہ آیا۔ شوہر کے غم میں بیٹا جو ہوا  
مروٹیں بدلتی سوئی۔

بھیدتی ہانگ کی سے رے کال علی درو سئل کا چہرہ  
شمال کیرویتا کا ہی۔ 130 ہوئی جہاز مقامی شرف  
کے وہ رشتہ کا چھٹا جہاز اور کینیڈین ہاؤس کا ایک  
خبرہ سے ڈیوٹلہ نکل چڑھے۔ لیکن ان سب کو  
ہانگ نے نہیں دیکھا اور نہ ہی وہ انھیں جانا۔

جسبہ، بھل تھک جہ : تو خود وہ حیرت انگیز تھا اور  
پانی پہ چٹ بیٹ کر حیرت انگیز رہتا ہوتا تھا اور  
غیر وہ ہوا کہ بیروں کی شوریدگی شمع ہو گئی اور پانی  
بے سکون ہو گیا۔ وہ جلی بار چٹ لینا تو سے آتا ہے یہ  
سہارے نظر آئے۔ وہ سوچے گا۔

"ب کوئی نہیں آئے، والا مجھے سوریج لگنے لگا۔"

١٠٠٠

پھر اسے اپنے ٹھکانے والے یہ آگے لئے گئے۔  
اس پر انھما کر رہے تھے۔ یہی وہ چھوٹے پنڈ  
کیا جی کہ اس کے مدد سے اور دوست۔ وہ  
خداوں میں بیوی، بچوں کے پاس پہنچا وہ سب سے  
خوشی کی باتیں کر رہے تھے۔ اس طرح انہیں اور مدد  
میں سے وہ اسی وقت چار سو روپے کی شہادت  
کے لئے پالی ہو رہی تھی۔ وہ کہہ کر پانی، وہ  
اور پھر پتی حسین تصور ان دنوں میں پہنچ گیا۔

ایک اور اچانک کی صحت تھی اس سے مراد۔  
پہلے وہ سمجھا کہ کوئی ٹھیک یا بُرا ہو گا۔ مگر اب وہ اس  
چلنے سے تروہ پک خاص بڑی مچھلی سے ہٹ کر اسے یہ  
"بچ کر خوف کے بارے میں کچھ نہیں دیکھتا۔"  
مئے کہ ایک شہر میں مچھلی بند کئے۔ یہاں تک کہ  
وہ ہے۔ لیکن پھر یہ سوچ کر اس سے شکر کوئی ہی کہ  
محصل ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس سے آگے

وہ سکون سے بیٹ کر پھر آسمان نے کہا۔ چاہے  
 ایک ٹھنڈا ہلکے سا تھوڑا سا بھینس نہ ہو۔ یا کچھ  
 حیرت سے بڑبڑایا۔ "تھوڑا سا بھینس تو کیا کرنا" میں دوسرے  
 سوچیں دیکھ رہا تھا کہ وہاں پہاڑوں سے آگے  
 چلے اور پھر کر جگا دیں۔

رات کے آخری سیر جب وہ گیل کے پہلے دروازے  
سماجی دوستوں کے درمیان ایک مہینے کے  
اس نے بغور دیکھی تو پانی پر ایک ماکھی اور پھر  
Comrades کو میٹھے پیات پر غور کر رہا تھا  
مرد تین چار چکر لگا رہا تھا اور ایک ہی سمت دیکھ  
رہا تھا کہ پرندہ چوٹی لگا کر اس کی آنکھیں بند  
کر دے گا۔ وہ جیسا کہ "شیخ محمد حیات" پروردگار کے

روزانہ حق پر چلا تھا۔ وہ۔۔۔ سورج نکلنے کا  
 کرتے کرتے وہ اپنی پوری زندگی کے متعلق  
 اپنے بچہ کی اس نے کئی امتحان لیے تھے۔ چاہے  
 اس کی جگہ گئی تھی۔ جب سے شہر بہت سا آگیا۔  
 اس نے انھیں بند کیں اور پورا کار سے دھوا ہوا  
 اس نے وہاں مجھے آخر کی بار چوکی سے ملے۔  
 اس نے پچھلے کو غور سے دیکھا ہے، پر وہ میری  
 فٹ کا نام اچھا تھا۔

میں نے سوچ کر پوری آب و تاب سے غل کیا۔  
 کھانسی، کھانسی، کھانسی۔ یہ تھوڑی سی بات تھی۔  
 یہ کتنی آئی۔ اس نے ہاتھ پاؤں ہڈی ٹکڑی ٹکڑی سے  
 لچے۔ شاید وہ کشتی والوں کو اہل سے بولی ہو  
 نہ تھوڑا نظر آتا تھا۔ کشتی غیب میں تو پہلے بار  
 نہ دیکھی تھی۔ اس نے سوجھا

اس کے مراد پائیے میرے پٹھے اٹھا  
ہیں۔ یہ تمام مشکل کے مشق تھیں جو وہاں  
میرے پاس دو ماہ رہی تھیں۔ یہ سب  
کے انیس میں آخری سال تک صحت سے لڑا  
ہوا تھا۔

[illegible]

یہی ہے اس کے ہاتھ سے جس نے قرآن  
خدا کا بارش میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ حتیٰ کہ

توام کرنے سے بھی اسے سکون نہ پہنچا۔ یہ خیال کہ محسوس ہوتے نکاح اب اس کی جسمانی توفیق تو تالی آخری دھول پر ہے۔ حقیقتاً وہ شخص روحانی طاقت کے ذریعے ہی تیر رہا تھا۔ تیرا تیر تیرتے ہوئے ۱۸ لکھے بیت چکے تھے۔

اچھے یہ گفتگوں میں طریقہ دور کشیاں اس کی  
صرف وجہ اس کے بغیر نہ تھیں۔ کسی کو تو یہ نہ ہوئی کہ یہ  
ان دور زندگی سے بھر پور ایک شخص سوتے دھپتے کی  
مفتکش میں جتا ہے۔ جب مائیکل کو تیسری کشتی غرق  
گئی آگے آپ تڑپ سوچیں اس نے یہاں سے  
کارپٹ کا رونا والا دور سہارا کو شعلوں میں سے  
چمکاتے لگا۔ ہر جگہ یہی تھا کہ شاید کشتی میں بیٹھا کوئی  
انسان کارڈ سے متعلق ہوتے والی متحرک چمک دیکھے  
اور اس کی طرف متوجہ ہو جائے۔ مگر کشتی اس کی طرف  
آگے سے بھاگے پر نہیں گئی۔ مائیکل پھر وہاں سے  
برہ کا صاحب کار ہوا۔ آگے خدا کی کو مہر کی جانب  
صوبہ کر دے شریعہ پھر مجھے دیا۔ کاش کوئی موقع نہ مل  
سکے۔ پھر دہلیز

انہی دنوں میں اپنی تعلیم لایا کرتے ساتھ ساتھ وہ کتب خانہ میں طویل عرصے سے مقیم تھا۔ چند روز قبل کہتے تھے ان کے ہاں مہمان آئے آج صبح وہ انھیں بھیجا ہوا دون کی سیر کرنے سے آئے۔ ایک بڑی کشتی کو اپنے چاروں پہلوں میں سے ایک طرف ٹھکانے لگے۔

غیر لایا کواچانک کوئی چیز چھکتی نظر آئی جو بار بار دیکھنے سے بار بار تھی۔ اس کی چھٹی سر بیدار ہوئی اس نے کشتی کے ڈرائیور سے کہا کہ فوراً اس چھکتی شے کے پاس تو چلو۔ جب نزدیک پہنچے تو کشتی کے مسافر یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ پانی میں ایک آدمی تیر



مرا تھا۔ انہی ہی من سے چار کر کے کہا ہے وہاں  
 تم تو مسائل سے بہت دور آ گئے۔  
 صبح سارے دن میں بچے سویرے ٹریپ کے موہل  
 وہاں کی ٹھنکی ہیں۔ اس کے ساتھ باقیوں سے جدا اور  
 جوتوں اور جوتوں میں رہی

کہا تھا۔ شہر  
 کو مارنا چاہیے ہے۔  
 کتنی ہی سو فیو، تھی  
 یہ تیرہ ہی سے ماہوں کی  
 صرف دوایہ وہاں  
 تھی۔

نہ نے  
 اسے کھیل سورت  
 میں پا رہے۔  
 کتنی محبت  
 دین ہو، دینا

ابنا کہ وہ فرد ہے۔  
 باقی ہر جگہ سے وہی سچا ہے وہ تہرید  
 تھکن اور کتنی (بچہ تھری) کا جھکا تھا۔ اگر وہ  
 نہ تو اس سے جاتی تو اس کا وہ بچہ تھا۔ اس شہر  
 مانگیل جب بستر پر دوڑا اپنی خوشی پر ناؤ کو روک تھا تو  
 جو لیا بچے کے ساتھ آ جی۔ بچے کے ساتھ بچے  
 کے ملے۔ تب وہاں سو ہو چکی وہاں کی کھولوں میں  
 تھکا تھکا۔ اس کا یہ جھنجھکاؤ جڑائی اور مٹا کر

ماہ میں طلبہ کا ہے۔ شہر میں ہے  
 نہ رہے جی کرید دھو رت رہنے کے لیے

میں۔ کے 1991 تا 2001 میں تھکنے میں تھکنے کی وہاں  
 نے ہوش و حواس ہے۔ کتنی کتنی تھکنے تھکنے  
 مشغولت پر مشغولت پر مشغولت پر مشغولت پر مشغولت  
 دراصل وہاں کی کھولوں میں تھکنے تھکنے تھکنے  
 سے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے

است تھکنے  
 تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے

پان کر تھکنے  
 وہاں تھکنے  
 تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے

جو اسے میں کتا تھکنوں سے اگلی و اگلی معلوم  
 وہاں تھکنے میں ایک ایک کے مجھ میں تھکنے  
 اس اور تھکنے میں تھکنے تھکنے تھکنے  
 وہاں تھکنے میں تھکنے تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے میں تھکنے تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے میں تھکنے تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے میں تھکنے تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے میں تھکنے تھکنے تھکنے

کی سزا وہ کے علاقہ العالیہ میں پیش  
 ہو کر ایک دیکھ رہے تھے۔  
 میں جہ بیسیں وہاں میں تھکنے تھکنے  
 میں تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے  
 میں تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے  
 میں تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے

# حسن آغا زنیچا

1141 کی مدت میں تھکنے تھکنے تھکنے  
 وہاں میں تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے

اس السوں ناک گردارکاری میں نہ معلوم کیا بات  
 تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے  
 تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے تھکنے

ترکے اٹھائی، جس میں، قرآن مجید، شکر و لطف،  
 انگریزی، چھ سلاخی، پالینڈی، دی، سوئیڈی، سلورین  
 انجینی، یوکرینی، لیسپر، لٹو، رمانی، بھارتی، وائے بی  
 اسی، مقدونی، ڈیٹر، کی، بن، شہر، عربی، فارسی  
 ترکی، اردو میں بھی سوچتے ہیں۔ متعدد، بانوں، شہر  
 کئی کئی ترکتے ہوئے تھیں اور وہیں شہر کا شرم کا باعث  
 تھا اور آید درست یہ تو ٹھیک ہے مگر کچھ نہیں بھی نہ آنے  
 سے رہے آتا ہے حال بہتر سمجھ جائے گا۔ ٹھیکہ  
 شاعری سے گاؤں نہ اور سات سے وہ ہیں۔ اصل پر دوسری  
 نہ دسے سے سات، ٹھیکہ بانوں کے ترکتے رہے دیکھو  
 وہ میں کھنکھرتا ہوں کہ غرض کتبہ تھا اسے کوئی بھائی  
 نظم کا چارہ پڑنا سے کا وقت پاگیاں تو ہمارے دور اسی وہ  
 یوگوسلاوی بھائیوں کی بہت فزونی ہوئی جو موجودہ مشکل  
 رہاتے ہیں اپنی ثقافتی شخصیت اور مذہبی اشرافیت کا  
 برقرار رکھنے کی کوشش میں گئے ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ  
 یوگوسلاوی جنگ پر دیکھو کچھ طیب اسکی نے بتایا کہ ترکی  
 جنگی ترجمہ اصل سے سب سے زیادہ مطابق ہے۔ شہر  
 نے اس پر سب سے زیادہ اعتماد پایا ہے

نہ زبان نہ لکھ کا ترجمہ

سز پڑاں پہاں اس میں یہ سید منیر کی چمک رہا ہے؟  
 برف کے توبے ہیں یا ٹنگوں کے جھرمے؟

2۔ برف تو تو پھیں چمک رہا ہے  
 ٹنگ کو تو نہ رہا چھٹا چاہے۔

3۔ یہ ہیں نہ برف کے توبے نہ ٹنگ  
 بلکہ ہیں یہ سب آقا حسن

4۔ یہ سب زمیں سے چھڑ چھڑ  
 ہوں اور کھنکھرتا میں میاوت کے لیے از دور

5۔ یہ تو سخت درد مند  
 آنے سے گزرتی سے اسے شرم

6۔ جب زخم اس کا کچھ بھر گیا  
 تو اس سے ادغا بیوی کو یہ لفظ

7۔ شہر دار سب شہر ٹھیکے میں سورا تھا کہ نہ  
 نہ میرے ٹھیکے میں نہ دشت، ہوں کے رہا

8۔ یہی سنی ہے یہ سخت چام  
 شہر دورہ جاتی ہے، لہجہ ہے پاشا پاش

9۔ شہر کے محل کے صراف صوفیوں کا پ سنی ہے  
 فراہی گل کے ایک سرت پر چڑھتی ہے

10۔ ایک کھڑکی سے دور خود کشی کرنا چاہتی ہے  
 اس کی وہ بھی نہیں گھبراہٹ اس کے چہرے پر

11۔ لہجہ، ہاں بھائی نہیں  
 یہ کھڑکی لہجہ میں، ملے آئے ہیں ہاں

پچھروویچ (Pinterovic)

12۔ یہ سن کر کیم سن پست پڑتی ہے۔  
 اور آئے بھائی سے لپٹ جاتی ہے۔

13۔ بھائی چاہے اونچو یہ شہر نہ بات  
 پاشا بھائی کی دل کو ملتی ہے طلاق

14۔ بھائی کچھ نہیں بات چپ ہو جاتا ہے  
 رہتی اس کے دل کے سب میں کے طلاق نامہ لکھا ہے۔

15۔ اس میں میرے نے ہاں کے کھڑ جاتے رہے  
 کا حکم تھا۔

اس کو پڑھ کر وہ ترانوں کی پیشانی دروازوں کے دروازوں  
 پڑتی ہے۔

16۔ مگر ہمارے میں کے شہر خور۔ خداوند کی بقہ  
 محبت یہ بھائی سے اس سے بھی گھبراہٹ ہے

17۔ جہاں گھسیٹ کر تپا کھٹ پڑا کھٹا ہے

اس کی دونوں ٹانگیں کھڑکی سے ہاں کو دیکھ کر بچپان  
 جاتی ہیں

30۔ دوڑ کے بھی ہاں آتے ہیں  
 وہاں سے خواہش ہوتے ہیں

31۔ پیار کی اس ہمارے ہاں آد  
 اور کھانا ہمارے ساتھ کھاؤ

32۔ اس کو دیکھ کر وہ خوش کے ہمارے ہاں میں سے  
 ہم سب سے سات تھیں اس سے کہتی ہے

33۔ ایک خوش کے ساتھیوں کے سرور  
 سے براہ، میں املت

34۔ کھڑکیوں کو اس میں کے ساتھیوں کے ہاں  
 بنے ہیں بچوں کو کچھ تھے دینا چاہتی ہے۔

35۔ کھڑکیوں کے سب سے ساتھیوں کے ہاں  
 وہ اپنے بچوں کو کھیتی ہو رہے ہیں

36۔ اس کو کھڑکیوں کے ہاں  
 لڑکیوں کو چاہے

37۔ گھر کے کچھ خوار  
 کو ایک سے میں کھیتی ہے کچھ

38۔ کھل جسن آقا دور سے یہ سب دیکھا ہے  
 وہ کھلے ہوئے ہیں نہ کھاتا ہے

39۔ یہاں کو میرے ساتھیوں  
 تم میں سبک دہاں ہوں آہ، تم پر

40۔ خور ہی کا علم یہ کھیتی ہے  
 نیچے، کر زمین پر کھڑکی ہے

4۔ جیسے بچے وہ میں جاتے ہیں  
 ہاں کی گئی رویت چار کر جاتی ہے۔

(انتخاب، شہر بھیم بھیم)

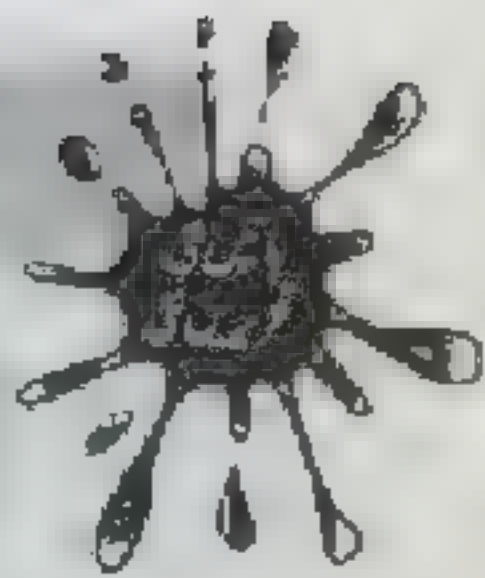












پہلے ہی وہ سوچا، جسے مشاعرے اور کچھ سے محالے نہ تھا۔  
 "جس کی تحریریں میں کلاہوں میں لکھتے ہیں۔" (لوہا)

# پیلی کار

پہلی سب جوسی سے دور ہو گئے والی لنگ کار کا ماحول  
 اس سے جڑی لادیں دل کی سڑک پر رواں تھیں



برسوں تک بچے جائے۔

نہیں یہ نہیں تھ بچے جیسے میں۔ تب یہاں  
 دیکھ رہا تھا۔ پسند ہی نہ سب مجھے پر کھڑے کی خوشی کر  
 دست تھا۔ رہا کہ کون سے ہے میں نے گھر کا  
 جائزہ لینا شروع کر دیا۔ دو گھروں کے بجائے اب  
 چار گھر رہ گئے۔ ایک وسیع ہاں اور ہر طرف کاشی  
 کھنکھاتی رہی، کھنکھاتی۔ غرض کہ خدائی محنت رنگ  
 رہا تھا جو گھر میں جاری تھا آ رہی تھی۔

اس کے ساتھ ساتھ کچھ نہیں نہ پانے میرے ذہن  
 میں لہم کی طرح چل رہی تھیں۔ اب علی غرر آ رہا  
 کار میری طرف چینگ کر بھاگ گیا، میں نے کہا  
 نہیں تیرا گرتی ہوئی کار بڑھتی رہے پڑو کہ کڑی  
 کے بارو پر چلانے لگا، جیسے ہی وہ کار میں میرے

علی پدا کرے میں آدم تھا، وہ ہر بار ہاتھ میں  
 بھرتی ہوئی چھوٹی نی کار گھماتے ہوئے مجھے دہراتا۔  
 میں اپنی سچا میں سب چیزیں چھوٹی پر نکالنے، اسے  
 رینگ کر سرف سکر رہا۔ تقریباً پندرہ سال بعد میں  
 اپنے خال سے گھر آیا تھا، مل بہت خوش تھا۔ مجھے دیکھ  
 کر خوش تھا، بااکی، کچھ کہ خوش ہو رہا تھا۔ یہ بتاتا  
 مشکل ہے۔

دلی دلوں کے چہروں پر خوشی کم اور بچھاہٹ  
 رہ رہ دکھائی دیتی تھی۔ ایسے گتے تھا جیسے میں کوئی سن  
 چھٹی ملک کے ٹر پھوٹ پر ترسوں اور لوگ مجھے  
 دیکھ کر پچھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ میں ان میں  
 سے کوئی اپنا صحت نہ رہا ہوں، جو مجھے پہچان کر میرا  
 بازو پکڑے اور ہجوم چھوڑتا ہوا مجھے ساتھ لے کر گئی

اور یہ ساری ہوا کھینچ لی کہ چھٹ گئی۔ وہم ہوتا  
 رہا اندر گھومتے تھیں وہ مجھے کار سے ویرت لگتے  
 کی کچھ باتیں یاد آتے تھیں۔ جی سے میری ذہنی  
 حیرت گریب ہی ہوتے تھی۔

اب وقت میں لاٹھری کی طرف منہ ہوتا  
 چہنہ سے تھا۔ ہم یہ جگہ نہ گیند کے ساتھ تھے۔  
 نے کچھ میں کھیل رہے تھے کہ خالد نے ہمیں پانچ  
 رہا۔ یہ اور بازار سے بہتر تھا، اور نہ دینے کے  
 لیے تھیں۔ یہ اندر کی خوشی سے کھینچے کوہتے، بھڑکتے  
 رہا۔ گھر سے لگا، گھوندا۔ پار یا اور بار رہیں  
 سڑی کی ٹیپ افان سے دھنی اور مٹا کر خرید لیے۔  
 رہا تھا ایک کال کے ٹیٹے میں پڑے ہوئے تھے  
 انھوں نے ہمیں نظر سے دور نہ دوں وہاں کے دور  
 تھا۔ میں نے پیچھے رہنے کی تھی کی کار پسند کی  
 اور تھا۔ سب سے پہلے وہاں پر ہم اسے کی رہ رہا  
 کاریں چلانے لگے۔ وہاں کار میں کے تین چار  
 چلائی گئے تھے۔ رہ رہ رہے تھے۔ وہاں سے رہ رہا  
 لہو کی نظر تھیں۔ وہ ہمیں گھر سے آئیں۔ گئے  
 پندرہ سال ان عمارتوں میں بیٹھتے رہے کبھی تیری  
 جانی کا۔ اسے نقل جاتی رہا کبھی جانی سرٹ گاڑی۔  
 گرمیوں کی پانیوں قسم ہونے کو نہیں کہہ سکتی ہیں  
 وہاں نے آئیں ہم دوتے ہوئے رہے گھر سے  
 اٹھتے تھے۔

کی نے کہا، جیٹا پھرا جائیں سے پھر بھی تو  
 چھٹیں ہوتی ہی ہیں۔ میں اپنی پہلی کار ساتھ لے آیا  
 اور گھر آ کر سارے دن سے سب سے دھوندا رہا۔  
 ٹھانڈی انی وہاں تیر کی سب سے بڑی درز کے  
 پچھ میں نے کان لیے سہیل کے رکھ دی کہ انکی

بار پچھ ہی نہیں سے تو کار میں ساتھ ہوئی اور پھر شیشیں  
 سے۔ لیکن کچھ ہر ماں کے کھڑو پانچ سب ہم بھی بھی  
 وہاں نہیں جائیں گے۔ اما کا خاوسے کوئی وینٹرف  
 ماسک پہن کر وہاں سے رہا آنا پنا تھا رہا رہا۔

دو سال گار یہاں سے وہاں اور وہاں سے  
 یہاں محفوظ ہوتی رہی، پھر مجھے یقین ہو گیا کہ اب  
 واقعی ہم کبھی خاوسے کے ہاں نہیں جائیں گے۔ اب  
 میں نے اپنی دوستی کی تھی کار انکان اور گودوں کی  
 کی تھیں میں دوڑنے لگا، کھڑوں میں کار بھگا۔  
 کا پیدائی ہو رہا تھا۔ کہ میں کی کار اکیلی سوں اور  
 میں کی کار آگے رہتی تھی، میں براؤٹ ہو گیا۔ ایک  
 دن یہ اتنی تھ لگائی تھی۔ پھر کبھی کی نہ تھی تب  
 میں کار سے سے پائی رہا رہا رہا۔

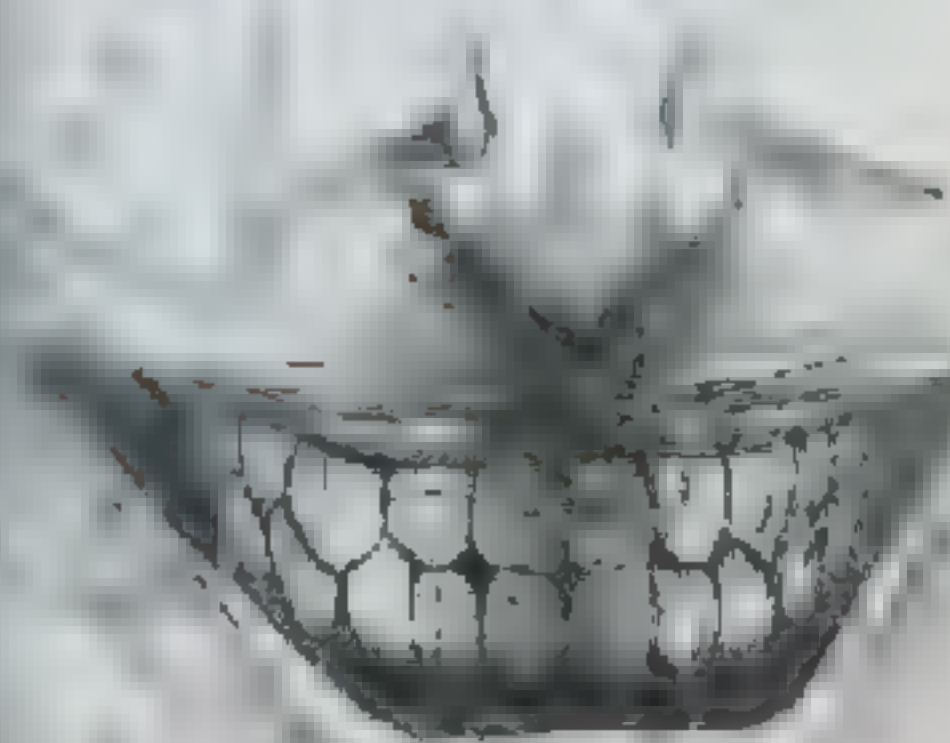
مجھے اپنے محسوس ہوتا تھا۔ جیسے اس وقت کار گم  
 نہیں ہوئی تھی بلکہ میں نہ وہ ہوئی نہ وہ ہوئی میں گم  
 ہو گیا ہوں۔ اس سے بچھن میں کاریں آگے چھپتے  
 رہا۔ لگ لگ جاتی تھیں لیکن آج ہم ایک دوسرے  
 سے بہت دور تھیں چلے گئے تھے کہ وہ جی ممکن نہ تھی۔ میں  
 نہیں سوچوں میں گم نہ تھا کو شہ۔ مس۔ سے آئی اور  
 جانے کپ میں پچائے رکھ کر انہیں بھی تھی۔ میں  
 سے ٹھنڈی جانے میں سک ڈرو گئے ہونے کی  
 بہت بھری آنکھیں، پانیوں، جو کسی کی شہرت کے  
 بجائے کسی کی بات کا پتا لے رہی تھیں۔ اس سے  
 کا تھو کا ایک لگا تھو کر میری طرف پیچھا پھرتا رہا  
 گئے پر چند حاکم بڑی خوبصورتی سے لکھتے ہوئے  
 رہے۔ "پاپا نے بھی وہ پہلی کار بھی تک سہیلی  
 سانی ہے"





# زیر خند مسکراہٹ

ایک صلح جو اور نرم خو کا مہاجر اللہ کے نہیں  
میں شیطانی مکاری نے جالا بنا لیا تھا۔



محمد ذوالقرنین خاں کوہ

وہ نہیں چار بچے شاد کوٹھ میں اٹھل ہوتا۔ سارا دن  
میں قہقہے کے ور لاسٹ میں پر غصے اور نکت لگانے کا  
حب و کلمہ کرتا تھا تو آخر سر کرنے کے بجائے ہاتھوں  
میں پانی ڈھونڈنے لگتا۔

سے مسجد سے مانی لے جاتا دیکھ کر مجھے اسے  
بائے بھوس چھ مانتے ٹھکر سی کر پوچھنے کی توفیق۔  
ہوں کہ پانی تو روز آتا ہے۔ کی تو پانی کی نہ  
سہا میں پھر کسی کیوں اس مصیبت کا شہور ہے  
ٹھکر اب کے آگے چلاؤں گے سچے بھلی ہیں۔ ایسا  
درختوں کے لیے اچھا بھلا شغل تھا ہے کے لیے پانی

کبھی کبھار سمجھنے اور سننے میں چھوٹا سا مسئلہ جب  
کسی شخص نہ پیش آجائے تو اس کی زندگی اجیرن کر  
دیتا ہے۔ راتوں کی نیند اور دن کا عین ختم ہو کر وہ  
جاتا ہے۔ سوچ کا پیہ صرف اسی مسئلے کے گرد گھومتے  
لگتا ہے۔ عید لرشید بھی اس دنوں اسی طرح کے ایک  
مسئلے سے نہرو آتا تھا۔ اس کی پریشانی کی وجہ پانی کی  
فکٹ تھی۔ وہ چنے پنے سے پھنکا کا ٹھکار ہو گیا تھا۔ سارا  
وقت وہ بیوی بچوں پر غصہ کرتا کہ پانی کا استعمال نہ  
کریں حالانکہ وہ پیچھے سے ہی بہت کھانا بھٹکار  
تھے۔ وہ مقامی ڈاکٹرانے کا ایک کلرک تھا۔ صبح کا صبح

موجود ہے۔ اگر نہیں ہے تو ایک انسان کے لیے  
سب سے بڑی سہولت کی خدمت میں کی دہرتے  
میں کہیں ان کے نزدیک یہ سہولت نہ ملے۔

پانی دز آتا تھا نہ عید لرشید کا کھانگی کے کوٹے  
میں واقع تھا۔ جس کی وجہ سے وہ پائپ میں سے  
صرف ان کے کمرے کی آڑھی سن پاتا اور اس  
کے لیے۔ سے محروم رہتا تھا۔ تمام بھلی وانوں کی توجہ  
میں رہی۔ لی اس تک قہقہے سے پہلے ہی اچک رہیں۔  
اس نے پانی کی ایک موٹر تھی جو سپلائی اس کی  
درجہ اٹھارتی، وہاں تو بہت گراں مرنے کا بھی د  
موتی۔ اس کا تو خیال تھا اس نے وہ موٹر صرف  
بسیوں کو مطلع کرنے کے لیے رکھی ہوئی تھی۔ مگر  
ان آگیا سے پھر وہ سچ سو رہا وہ سب سے پہلے  
اٹھا جاتا۔ پانی کے سچے ہی سولہ چھوٹا سا

نکلے ناچر ہا جاتی اور وہ ال مسیسی کر رہ جاتا۔ جب  
اس کی موٹر پانی نہ نکالتی پانی

وہ سچا جو نرم طبیعت کا مالک تھا۔ مسات  
کوتے میں نے کچھ دنوں کے ساتھ اس سے شہ  
خود متوجہ بھی یہ ٹھکانے کے کار پر حوالہ تک نہ  
تھی۔ وہ جس کسی سے اپنا مسئلہ بیان کرتا وہ ٹھکار  
پھر نہ ٹھکانے کی ہشت گردانی، فرقہ واریت، کرپشن  
جیسے مسائل کی طرف موڑ دیتا۔

اس دن وہ دفتر سے نکلا، ر ٹھکر پہنچا۔ وہی  
اس کی توقع کے عین مطابق اسے بتایا کہ پانی ختم  
ہو گیا ہے۔ وہ جو ٹھکر سے رخصت ہوا وہ چلا تھا، اس  
سے کھانا تھا۔ پر پانی اسے نہ تھی اور بالٹیوں  
سے لٹک لٹکا ہوا۔ کیونکہ جب تک مسجد میں نہ پانی  
نہ تھا نہ سہل شروع ہو جاتا وہ سے موقع نہیں مل

۲۴۔ جیسے ہی وہ مسجد کے وضو خانے سے پانی پھر کر  
لکھنے کا ایک شخص کھنکا اور اسے طرہ کی کہ مسجد  
کچھل کے اٹھیں۔ صوبہ سرحد میں مسجد بنی  
کے صدر ایک، پائپ ٹیڑھی تھی، ریٹائرمنٹ کے  
حد نبھیں۔ مسجد سے خوب تعلق اس پر کر رہا تھا۔  
نہوں نے عید لرشید کی خوب گوشائی کی اور سے  
بتایا، مسجد کا پانی ذاتی ضروریات کے لیے استعمال  
میں مانا حرام ہے۔ ہاں تمام ارکان نے بھی چنا  
حیثیت کے مطابق سے بھاری پالی۔ اس کی مانی  
کوہ نہ لیا کہ وہ بھروسے ہوں گے، اس نے ٹھکانے  
پانی مانگ لیا۔ پھر آدھے میل کی دوری پر ایک  
ٹھکانے میں گیا تھا وہ وہاں سے پانی لے گیا۔

اس نے پانی کا ٹھکانے کے پاس سے گزرا اس کی  
ٹھکانے میں بھٹک گیا اس کا چوتھا حصہ ہی حرام تھا۔ ٹھکر  
وہاں کا کہنا تھا یہ اس کا قصور نہیں، وہ پیچھے پورے  
ٹھکانے سے گا۔

اس مسئلے نے اس کی راتوں کی نیند اور دن کا  
بھین ختم کر دیا۔ مجھے دنوں سے اسے نصرت ہی  
ہونے لگی جب وہ ان کی بھری ٹھکانوں میں سے پانی  
یا پھر گھر سے دیکھتا۔ کہیں اور منتقل ہونے کے بارے  
میں بھی اس نے سوچا، مگر مالی حالت کی وجہ سے وہ  
کوئی بھی تدبیر نہ لھاتا

اس رات بھی عید اس کی آنکھوں سے کوسوں  
دور تھی حالانکہ وہ بہت تھکا ہوا تھا۔ اچانک اس کے  
ذہن میں ایک عجیب خیال آیا۔ اس نے اس خیال  
سے بچھا چھڑانے کی پوری کوشش کی مگر اس کے  
ذہن نے کسی پھر تلی کڑی کی مانند اس کی پی سی  
تاتے پاتے بے کھوں میں وہ نہ مانی ایک صبح





ہو جاتی۔ مریض پر پہنچنے سے پہلے میں ہی بچہ کو ہونے لگا پڑتا تھا۔  
 پیدائش کا درد بہت کم ہوا جیسے میں دھوپ لگی تو سڑک کا  
 بند راستہ کھول کر زندگی کے ہر لمحہ آوارہ بچہ کے جانے لگے۔  
 پانچ گھنٹے آنے میں کچھ تھا تاہم بچوں کے ہاتھ کے  
 بعد گاڑی بھی نہ لگی۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی میں بھر کے  
 مسافر میں کھڑی۔ تکی ٹوٹ پھوٹ کے ہاؤسڈ مشین کی اس  
 وہابی کا منہ بہ منہ صبر و بردبار تھا لیکن شکر نہیں ہوا تھا۔  
 دوپٹے جھمکی شہر و دیہاتوں میں اٹھنے کا باعث  
 بن رہی تھیں۔ گاڑی جیسے اٹھتی تو زندگی ہاتھ سے سرخ  
 ہونے لگتی تھی۔

نچنے کوں سا موڑ موت کا موڑ ثابت ہو گا لیکن  
 آیت نکرتی چمکتے ہوئے اس جہاں سے ثابت کر دے  
 کہ زندگی موت کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔ نہ چپتے  
 ہوئے میں نے لہریں سکوں سے گاڑی کی سیٹ کی پشت  
 پر سر رکھا۔ اس وقت گاڑی ایک ڈھلوانک موڑ سے گزر  
 رہی تھی۔ تمام افراد دم سدا دھتے بیٹھے تھے۔ میں نے اپنے  
 ماتیں جو سب بٹھکی ہوئی مورت کے چہرے پر کچھ سے  
 خوف تو بڑی شدت سے محسوس کیا اور نظریں ہٹا لیں۔  
 آگے چمکاتا ہوا سورج نے جھمکنا ہے اعتبار میں نے  
 آنکھیں بند کر لیں۔ مچا اپنے ہاتھوں پر کسی کے ہاتھوں کا  
 کسی محسوس کر کے میں نے آنکھیں کھول کر دیکھ لیں  
 چاہے کرمزئی۔

ایک جھریوں بھر ہاتھ بڑا چار سے میرے  
 ہاتھوں میں پڑی کتاب و چھوڑا تھا۔ میں نے فکر  
 فحاشی تو دیکھی تاہم بھری آنکھوں سے لکھنے والے اسو  
 جھریوں سے راستہ نہ تے چپے نہ رہے تھے۔ آنکھوں کو  
 دلوپٹے سے روک دیتے ہوئے اس سے چوری آنکھیں کھول  
 کر یہی سوچیں کہ کتابوں کو حسرت سے دیکھنا کس

سے چہرے پر دکھانے کی کہ گہری جہد تھی صاف کھڑ  
 دی تھی۔ پڑھتی ہوئی۔۔۔  
 میں نے تھک کر وہ بے وقت موت صحت و یار  
 کی تسکین ہے میں چہرے پر نظریں جمے۔ میں اپنے  
 ہمدردی کے لفظوں کو کہیں نہ سنا تھا۔  
 جہت سے سامنے لے جانے پر آتے آتے میں ہر  
 گاڑی۔ زعم کو کریدنے کا خیال مجھے تو علی غمروں و  
 گویا وہ میرے سر سے لفظ اویں اب گئے۔ جہت سے  
 خاموشی کی نظر ہو گئی۔

پھر وہ خود ہی گویا ہوئی "میں اس خطے کی رہنے  
 والی میں جہاں آسمانی بھی گزرتی ہے۔ میری نوا جاں  
 میرے ساتھ رہتی تھیں۔ وہ بھگت پانی میں  
 گئی۔ وہ اپنے ہر خیال اپنے ماں باپ کی قبر پر  
 تھیں۔ پھر وہ نہیں آئیں۔ میرے بچاؤ کے  
 لیے ہر چیز لایا تھا۔ اپنے سکول چپ وہ میرے پاس  
 چھوڑ کر گئی تھیں۔ وہ ایک شہر تھی یہ ہے پار  
 رکھے ہیں۔

بہنا میں نہا کتابوں کا کہہ گویا کہ میں  
 وہ بے قرار سواں نے میری رہاں ٹنگ کر دی میرے  
 پاس اس ماں کا بونہ جراب نہ تھا۔ ایک منو تھا سواں  
 سے میری منہ سے نکلا۔ وہ گویا میں رہی کتابوں پر  
 جاؤں۔ دل میں ڈھیراں ورنے سے میں گاری سے  
 اترنے لگی۔ میرا کتاب آگیا تھا۔ وہ اس کے  
 آگے چاہے تھا۔ گاری سے قدم چپے رکھنے سے لہجہ  
 پہلے میں نے چپے مڑ کر دیکھی۔ آنکھوں میں ٹپ  
 بہاں سے وہ بڑی تھی آنکھیں مسلسل میری کتابوں  
 دیکھ رہی تھیں۔

مجھے اس بارے میں  
 رہائش اختیار کیے  
 ہونے چھوڑ دیے ہوئے  
 تھے۔ یہاں آ کر  
 وہاں بڑا کئے لیے  
 رہاں میں نکلاں  
 پڑی۔ جہاں کو قرین  
 میں میں داخل کیا۔ سب چکر اوں میں پھنس کر  
 کی باتیں میں سے مل بھی نہ سکی تھی۔ سب کو سکول  
 اور تھیں چھیننے کے بعد میں صبر کو تار تار کر رہی  
 وہ آنکھوں پھر لے جاتا۔ سب میں نکل رہی  
 موت تو ایک لمبی سی خانہ میں ماحول میں دھت تھیں  
 بے نقاب دار چار کے ہزار میں مجھ سے کچھ  
 "میں جا رہی ہوں۔ اسے چاہتا کہ میں سے

# دوہرا قتل

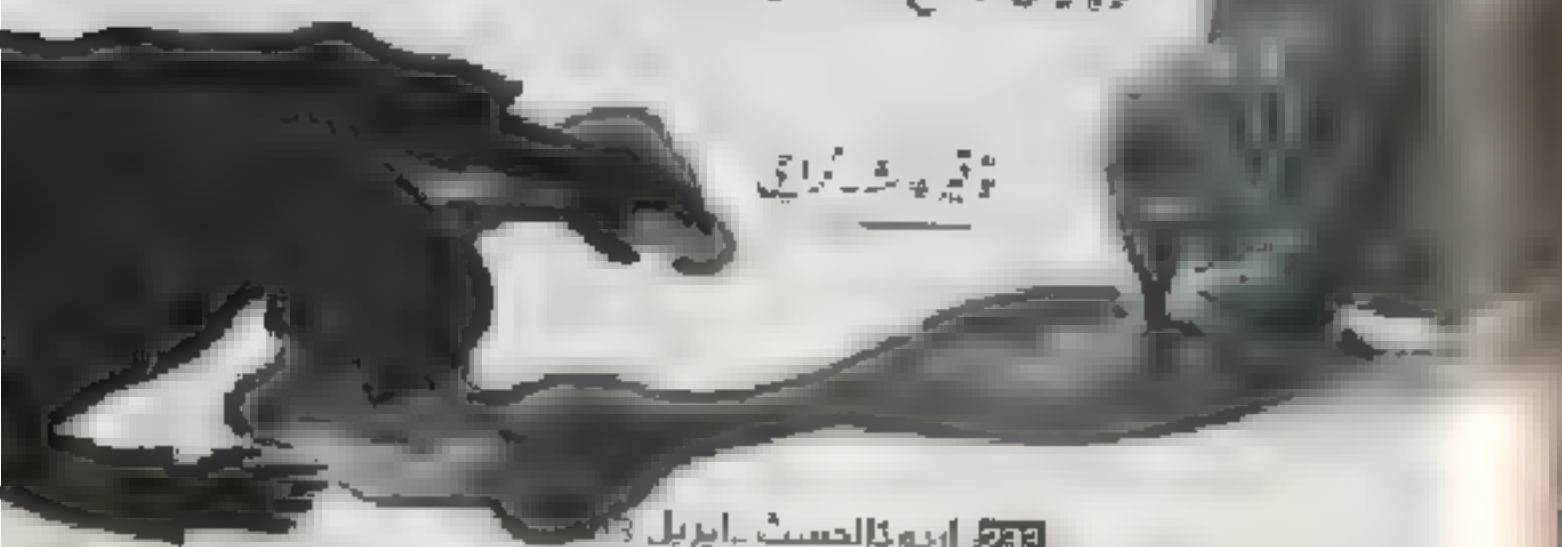
ایک دھواں دھواں چہرے والی لڑکی کا  
 ماحول اس کے وجود میں بہت  
 گرچیاں جمع ہو گئی تھیں۔

توقیرہ شاہ نوائی

کچھ بات کروں، لیکن سب کے وقت میں آتی  
 گھنٹا میں نہ رہ پاتی۔ دریاں بات کرے گا موقت نہ رہے۔  
 ایک دن شاید انہیں ہاتھ آئے۔ کتنی تھی اور مجھے علم نہ تھا  
 کہ وہ میرے پیچھے آ رہی ہیں۔ میں صبر سے رہا تھی  
 نہ رہی ہوئی تھی۔ آہ یہ چل رہی تھی کہ پیچھے سے آہ۔

"اننا علیکم کیا آپ شادی کریں؟" میں نے  
 گئی ہاں کہہ کر حیرت سے دیکھنے لگی۔ قدرے گرم جوش  
 سے کہاں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا "تم برس تو لگی  
 ہو نہیں میں نے تمہیں اور سے پہچان لیا۔" میرے  
 دہن پر اس کی آواز سے غصہ ہوا۔ میں نے بھی۔ وہ کالج  
 گروپ کی شاخ تریں کھلی عارف کی تھی تھیں۔ مستند  
 سوانہ کی شہریت کو کھل پھل کر رہا تھا۔

تم مجھے نہیں پہچان سکتی۔ میں مار رہی ہوں۔  
 عارف کہنے لگی۔ "میں نے وہ کیسے  
 حادثات ہو گئی۔ تم کہاں جا رہی  
 ہو؟" کہاں رہتی ہوں؟ وہاں نے  
 ٹیپ وہ سرے پر حالات کی  
 پوچھا کر دی۔ ہاتھ میرے گھر  
 سے چار گھر پہلے والا گھر عارف کا  
 ہے یہاں وہ بڑے بھائی کے  
 ساتھ رہتی ہے۔ وہاں سے نہ



... تھے۔ قریب ہی واقع ایک مدرسے میں تھے۔  
ساتھ قرآن پڑھتے تھے۔ وہی تھا۔ وقت کی ضرورت پڑے  
ہوئے۔ ہم نے وہ چھوڑا۔ کچھ دنوں کے بعد

بچوں کو سکول سے آنے کے بعد کھانے سے  
نراغٹ ہوئی ہی تھی کہ میرا بیٹا آگیا۔ "اے باکوئی سٹوڈنٹ  
ہیں؟" "اے اے کوئی نہیں ہے تو تمہاری والدہ ہیں۔" یہ  
کے "اے والدہ نے اس کے ہاتھ میں پکٹوں کا جو  
سایکٹ تھا دیا۔ چونکہ ہم سڑک پر چلے گئے تھے اس لیے  
اس سے بہ خوب لگے ہیں۔ بچے بھی ہیں۔ یہ تو مسٹر  
رہب تھے کہ ان کی بھی سہری طرف شور مچادی ہیں۔

وہ دیکھتے ہی مسرور ہو گئے تھے اور میں... میں بچوں  
کی ماں جس کی گردن اور پیٹ پر ہر چہرہ دل ہو چکا تھا  
اور آنکھیں شوم اور بچوں کے سر کے پر لڑکتے تھے  
مسرور تھیں۔ "میری داستان" میں تو کوئی تپا پت نہیں۔  
فائل یہ میں شادی، گھر دانی اور بچوں اور میاں کی  
خدمت جیسے معزز کام میں یہ تھی میں ہاں کے معجز شام  
میں نے جیتے ہوئے کہ، "تم اپنی شادی؟ تو ابھی کہیں  
نہیں کی اور اتنی شجیدگی کیسے؟ اس نے نے پتہ سے یا  
اور یہ سب کچھ یہ سب کیا ہے بھئی؟"

عذرا بولی "تم تو چاہے کہ مجھے سے بڑے کام  
کرنے کا شوق ہے تم آگے تو میری پیش سے بعد  
جداں کا دن دیکھیں میں نے تم سے بھی کیا، ی  
نی دانتیں من کر سوتی بھی نہیں کیا پیش کوئی بھی  
کیے وہ تو سب نیک سے شان کا نام لیں گی میں  
نے تو کا

وہ سنا یہ میرے اختیار میں ہے کیا؟ یہ تو ان  
کل کا حساب ہے کہ۔ مالا کی ان سب معلومات ملے  
ہو جاتے ہیں وہاں باپ دوسرے رشتے لینے کی کارروائی

میں دیتے ہیں۔ تم تم جس زمانے سے ہیں  
نی سمجھ جاتا تھا۔ تو پھر کیا تھا؟ میں جس  
جا جاتا تھا

"مختصر سا میں آپ کی طرف تو نہیں  
ہوں۔" اس نے یہی مسئلہ تھا۔  
"شروع میں میں نے تمہاری مصروفیت  
نے معذرت خواہ کیا۔"

"یہ اصول باتیں ہیں۔ حقیقت یہ کہ  
میں اپنی طرف سے یہ نہیں دیتا جس کے  
کے رد و دوام صورت ہو جس پانوں  
کے۔" اس کا چہرہ بے چارہ تھا۔  
"تمہارا اس بات پر ہے کہ آپ کتنی قریب  
اس سے فرغ نہیں کہ آپ کو گھر دانی بھی  
نہیں۔" حنا نے میں مثال "اے کی تعریف  
نہیں۔"

"تو تمہارے لیے کوئی رہتے تو آتے  
کے۔" میں نے سناں کیا۔

"ہاں اگر رشتہ آ، میں تو کہتے ہیں کہ  
مال و بہن، ہو بھی، کیسے نہیں، وہ تو بہت آتی  
تھیں دست بیا کو یہ۔ شہین کا وہاں آئے  
مست ہونے کی وجہ سے وہ مالا جس سے گھڑ  
درج چڑھ گئی چہاں تو وہ وہاں آئیں۔  
مجھے نے سنا ہے کہ اس کی۔ ہاں پتا تھا کہ وہ  
میں تو مجھاری شکل میں کوئی۔ اے کی نظر نہیں آتی۔

"مجھے یہ ہے تمہارا دلی بھائی نہیں۔  
تم کو میری مالک مومن لگتی، آنکھیں ہنسی، وہ کی لہجہ  
یہ۔ کی اعتماد، ہاتھ ایسے جیسے جیوگی نے جس  
پیارا ہوا۔"

میں نے جواب نہ دیا۔ چھوڑ کر کی خاموشی  
میں نے موضوع بدلے جوئے موجودہ  
باتیں چھوڑیں۔ اس کو نیچے سے ہونے ہوئے  
میں نے "اے والدہ" نے، تمہوں میں اس مثال  
بہت میں تک رہی۔ کا گھر والے۔ میرے  
کے۔ پتا تھا کہ وہاں والوں کی ضرورت تھی۔ تو  
میں پرانے دنوں میں بھی یہ خدمت اس سہری  
میں پرانے دنوں میں بھی یہ خدمت اس سہری  
میں پرانے دنوں میں بھی یہ خدمت اس سہری  
میں پرانے دنوں میں بھی یہ خدمت اس سہری

میں بہت گزر رہا تھا۔ میری بھینجی کو ایک مادی  
بچہ چھانے آتے ہیں میں سے مالا پتا کہ وہ بھی  
میں نے نا انصافانہ سے ترووں کو نہیں نے مجھے اس  
کے کا کیا۔ میں یہاں چلی ہوں، پڑھی تھیں  
میں نے بے قراری ہاتھ پڑے کی گھر میں سوتی  
ہوں۔ میں نے اپنے زمین کی دلت  
کے۔ اس کی خدمت کو سمجھ۔ یہی وجہ سے کہ  
نہیں پتا کہ بھی نظر آ رہی ہوں۔"

کے مجھے میں، تو تو مجھے بھی اپنے بچوں کے لیے  
میں نے شرم تھی میں نے بھی اس کے دور سے  
کے پتا کہ میں کیا

وہ دن میں۔ رست کی ناگوار رضیہ خاتون  
میں۔ وہ حویلی و عمر خاتون تھیں۔ عارفہ کی بہت  
میں نے نہیں کہ میں، میں نے مجھے کی بہت فکر

میں تھی۔ عارفہ یہاں ایک سہری تھی۔  
وہاں کی خوت۔ وہی تھی۔ میں نے بیٹے کے  
پڑھنے کے اوقات ملے کیے اور اجازت چاہی  
پاؤں دیکھنے کے تو نہیں بلکہ میں بھی بھی گئی۔ اس کی  
کام میں شرکت۔ یہی تھی۔ ایک دن میں وہاں چہرہ  
وہ میں تھی۔ موضوع گفتگو کچھ یوں تھا کہ "اسلام  
سے شادی کے سہری کیا ہے۔ یہ ہے وہ میں میں اس کی  
کو تپا تھا۔" "اے"

وہ سب سے میں انھوں نے ایک حدیث پڑھ کر  
سنا لی تھی۔

ترجمہ "حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ نے فرمایا۔ عورت سے چار چیزوں کی  
بدلت شادی کی جاتی ہے۔ اس کے مال اس کی  
خاندانی شرافت، اس کی خوبسورتی اور اس کی دین  
داری۔ تم میں وہ سب سے حاصل کرو گے۔"

شادی شدہ جو تیس میں میں چھ بڑے بڑے کہ  
سے رہی تھیں۔ بلکہ درمیان میں موضوع پر بھلا یہ  
لا تھیں سو عارفہ بھی خاموشی سے من رہی تھی۔ وہ بہت  
کچھ بولنا چاہتی تھی مگر مجھے پتا تھا کہ وہ اس موقع پر  
صرف مجھ سے ہی بات کر سکتی تھی۔

لہذا میں نے اس کی رلی ٹھانھ دی کہ اے اے  
سہری سے۔ "آج ہمیں یہ میہر کہاں نظر آتا ہے؟  
شادی تو صرف ٹکی کی تنگ پر پیسے سے کی جاتی ہے۔"  
ایک خاتون بدیش "نہ تعلیم، مجھے ہیں نہ خاندان  
میں مثال، کچھ ہیں۔ اسی لیے بعد میں جھگڑے ہوتے  
ہیں۔" "دوسری بولی "اے کب ہونے کو تو اسے میں  
دلتی ہیں اور یہاں اس سے آئے تو ایک بڑی چائے  
میں وقت پر دینے کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔"



”اے لیکن انا شکر میں بھی چاہے تو بہت تک پہنچ رہا ہوں۔“

سب نے اپنے تجربات سے یہاں کر کے شرمناک رہے۔ ”میں جی افسوس میں ضرور ہوں۔ چاہے جانا نہ چاہیوں۔“

”میں بھی سے افسوس میں ہوں۔“

”میں بھی سے افسوس میں ہوں۔“

”میں بھی سے افسوس میں ہوں۔“

”میں بھی سے افسوس میں ہوں۔“

”میں بھی سے افسوس میں ہوں۔“

”میں بھی سے افسوس میں ہوں۔“

”میں بھی سے افسوس میں ہوں۔“

”میں بھی سے افسوس میں ہوں۔“

”میں بھی سے افسوس میں ہوں۔“



اليكاشن بيتيل

یہ پروردگار آغوش کی دستار  
اسکھن آگے بادل کی لڑائی سے کہ  
مکمل ہو جائے ہیں

فیجے کے موجودہ حکومت نے پانچ سال  
پورے ہو چکے ہیں اور ہی سال 2013ء  
میں نئے الیکشن ہونا تھا ہے۔ الیکشن کمیٹی  
چارستانہ میں متحدہ قومی وطن پارٹی کے آغا  
محمد متقیان اور محمد یونس کی قیادت میں  
ہیں۔ ابھی تو این ڈی پی ٹی ٹی ٹی ٹی ٹی ٹی  
میں ٹی ٹی ٹی ٹی ٹی ٹی ٹی ٹی ٹی ٹی

2013 29

نئے بے تیاری  
کھینچ کر بے چارے۔

فکر تقیم

کے دور میں ہمیشہ بطور

آلہ و کتب و نسخہ و خط و قلم و کاغذ و جوڑے و

یہ پڑائی لگ سکے اراضی سر مجام دیے۔ یہاں بہت سے  
مکہ ہاجے ایسے حالت تھے کہ ضمیر نے اچازت نہ کی  
یہ پڑائی لگ جانے کی۔ پھر چاروں نے اس بات کو اس  
مجلسوں کو تحریر کرتے کے عمل و اس کی طرف

تشریف آفر

[illegible]

قارئین! گرم لائق بی امیدوار ہوں کہ اس کے  
دعاؤں میں سے کچھ سہجی ہوں میرا یہ مقصد  
نہ ہے بلکہ 2013ء میں عقیدہ ثابت ہو سکتا  
نہ ہو۔ اس کے طور پر یہ پڑھیں اور درج  
پیشہ میں رہیں۔

ان پتھر روئیں کہ طہرقت سے کٹ کر دکھنے میں آیا  
 رہا، چھوٹا بچہ کو صدمہ سے لے کر دانی کرتے ہیں،  
 کاناہی کے چھٹے پتھر بچہ بچہ بچے بھی ظہر سے کہ  
 سوائے یہاں ہندو دیس کھی اور پانی کے ساتھ موتی  
 تر کھر رہا ہے سے لے کر لٹا میں کھی وہ پارلی سے  
 کھد داس کرتے ہیں۔ ایسے بچہ مر رہا ہوا تھیں کو  
 دلی پارلی نے لے لے موت کاست کرتے ہوئے بھی  
 بھائی پوٹ بچہ بچہ سے فو غل سر پوٹ دینے

والے کچھ سے لڑ بھی تھا۔ یہ جو عورتوں کے  
 کے مہرہ تھے۔ قانونی طور پر اس کے خلاف  
 کارروائی ہو سکے کے باوجود یہ مہرہ عام زندگی  
 بھرے ہیں۔ ان کے لئے ایک نئی نئی نئی  
 ہاں بطور پر خیریت نکلیا ہے۔ ان کے ساتھ  
 تھی یہ تھی ۵ مہرہ دوسرے سے نہیں کر سکتے۔  
 ان میں ان بے چاروں کو خوش بھی ہوں ہے کہ اگر یہ  
 امیدوار جیت گیا تو ان کو چھ گریڈ سے اعلیٰ گریڈ پر  
 ترقی دیا جائے گا۔ مزید برآں گھر کے نکل کر جانے  
 اپنی تک جانے کے مسد بھی ختم ہو جائے گا۔ انہیں  
 ان کی بلایا ہوئی تھی ادب کے ساتھ ان کے گھر  
 جھوٹا کر رہ گئے۔ یہ کہ جسٹس ٹیکس کے سربراہان  
 بن کر ان میں اہمیت دیں گے۔ ان کی وفات سے ہی  
 عام آدمی کی کتنی جانے گی۔ ان کے محض یہ کام  
 ہوں۔ وہ ان کے سائیں گے۔ ہمارا سائیں گے۔  
 اگر ہم اپنے اور ان کے انہیں تو کسی سرکاری مہرہ  
 اپنی جانے ان پر حاضری، بیٹے کے بجائے جنس  
 نمائندوں کے آس پاس نظر میں آئے ہیں۔  
 انہیں حکومت وقت سے ناجائز فوائد حاصل کرنے  
 کے لیے ایسے ملازمین کی اتنی طور پر مہرہ تھی کرتے  
 ہوتے پائے گئے۔ اکثر ان کی اس حال نہ غیر ماضی  
 دسترخ روئے سے نکل جاتے ہیں۔ ان کی انہیں  
 کے لیے ان پر ہاتھ نہیں ڈالتے۔ ان کو  
 ملنے سے ان کے خلاف رپورٹ کر دینا ہے۔ کوئی  
 کارروائی نہ ہونے پر ان کے سربراہان ہوتے ہیں۔  
 جنس اوقات ایسے ملازمین اپنے ان کے سب  
 بہت مفید بھی ثابت ہوتے ہیں۔ ان کی اعلیٰ انہیں  
 رہا کر سکتے ہیں۔ ان کے مہرہ میں تو سب ان















اسلام نے جو ذہنی لوحیں تیار کیں ہیں،  
لوحِ اسلام سے محاسب کی مدد پر

سید کی سہیلی

[illegible]

۱۔ اے اللہ! میری ہمت بڑھا دے۔  
 ۲۔ اے اللہ! میری ہمت بڑھا دے۔  
 ۳۔ اے اللہ! میری ہمت بڑھا دے۔  
 ۴۔ اے اللہ! میری ہمت بڑھا دے۔  
 ۵۔ اے اللہ! میری ہمت بڑھا دے۔  
 ۶۔ اے اللہ! میری ہمت بڑھا دے۔  
 ۷۔ اے اللہ! میری ہمت بڑھا دے۔  
 ۸۔ اے اللہ! میری ہمت بڑھا دے۔  
 ۹۔ اے اللہ! میری ہمت بڑھا دے۔  
 ۱۰۔ اے اللہ! میری ہمت بڑھا دے۔

[illegible]

$\frac{d}{dt} \left( \frac{\partial L}{\partial \dot{x}} \right) = \frac{\partial L}{\partial x}$













ایک نواب صاحب کی تذکرہ: یہوں سے ایک سالہ لڑکے کا تھا۔

یعنی عیسائیوں کو شہر میں داخلہ دیا گیا۔  
 مگر آج کل کے راجہ صاحب نے یہ فیصلہ کر لیا ہے  
 کہ عیسائیوں کو شہر میں داخلہ نہیں دیا جائے گا۔  
 میرے ساتھ بھر لیا گیا ہے۔

جس کی جلد کی پٹے ہلکے  
اور سرخ ہوں گے تو ہاتھ

لوہ صاحب کے ساتھ  
 اس کی گھر سے پورا  
 رہنے کے لیے یہ سہارا کی شہادت  
 خدمت کے لیے یہ سہارا کی شہادت  
 کے بے شمار خدمت گار

میں نے جلدی پڑا ہے  
 اور یہ چھوٹا سا چھوٹا

میں نے جلدی پڑا ہے  
 اور یہ چھوٹا سا چھوٹا

[illegible]

دعائے بھی فاشی ہو گیا۔ لو اب یہ حسب سے  
 پہنچا ہوا ہو نہ اسے اور اس نمرتے ہوئے  
 میں تشریف لے گئے۔ سید کی بیوی قریب آئی ہے،  
 آپ اس قسم کے شہر مانتے ہیں؟ ایک دم چوہا نکلیں  
 ۔ یہ اللہ! شہر غانا کیا ہوتا ہے؟ مگر شہر ہے کہ یہاں

[illegible]

یہاں سے یہ قسمت تیار ہو چکی ہے۔ تم نے اسے  
میں بھی دیکھا ہے۔ فریب، بھٹی، تو میں ابھی کہنے لگتا ہوں کہ  
تو پاؤں تلے لکیر ہے۔  
سکھائی کے لیے، شہر، کتب خانہ۔

حاضرین دور میں سے ایک صاحب ہو گئے :  
 ان ایک قسمہ لکھائی ہوئے

ہم نے جلدی سے عرض کیا۔ اس خاکسار کو چھٹان  
 کی طرف چا تو کہتے ہیں۔ جواب صواب نے  
 "خاکسار میں میرا لگنے ہوتے فرمایا چا تو ٹھیک۔  
 مطلب یہ کہ قتل کر دے۔ اس کے۔ آپ اپنی پیش میں نہ  
 مٹا کر لوگوں کو۔ اچھا تو پھر سوچا ہے۔ وہی پھر جی ہونی  
 پڑے۔ کہیں نہ جی جا رہا ہے کہ صدمہ ہے۔"

خدا اور خدائے لے کہہ: کوئی خدائی چیز ہے امتداد  
نوبت صواب سے یہ کہ اس قسم تو ہوتا ہے  
خدا مر۔ خدائی چیز کا یہاں نوبت ہوتا ہے تاہم تاہم۔  
استاد آپ تو کہیں کہ خداوند خیر بنا ہے کہ طبیعت لے  
پوچھتے ہو کہ وہ جو ہے۔

ایک اور صاحب لوحہ ہاں یہ بات بھی سہ سہاگہ  
— ڈیپلر اسٹراٹھورج جو چاہئے۔ یہ بھی وہی وہی  
کہ رہے تھے کہ محلوں کی آواز آئے۔ آواز آئے۔  
تھیں اور اسے نہیں کہہ سکتے تھے۔ مثلاً وہ یہاں  
چاہے کہ کوئی بھی چاہے تھیں۔ اس کے بعد جو بھی  
سنائی یا تھے تھیں۔ اسے کہہ سکتے تھے۔  
وہ تھیں اس کے جس پر مشاعرے ہیں آپ کو آواز آئے۔





کہ یہ وہاں سے صاحبِ سائل کی خواہش پوری ہو گئی ہے۔ یہ  
 تو دنیا ہے۔ وہاں ایسے پڑھنا بھی نہ سب، وقت کی کمی ہے  
 اس لیے اس کے رہاؤں میں بھی کوئی ترقی ہے۔ چنانچہ صاحب  
 شعر وہ جو کہتے ہیں کہ آپ جیسے ہیں اس کی شکل اتنی ہے  
 مگر اب تو ان کی تمام تر حروفِ اعراب کی منظر کشی کی  
 حیرت انگیز کاری سے وہی کی۔ بلا جہت مقرر کی، خوبصورت  
 نامے لکھتے ہیں۔ شعر کے کرم سے وہ شعر لے لے کر  
 سب سے بڑی بات یہ کہ اپنے جواب صاحب نے لکھے  
 ہیں جو بے غور نہیں۔ مگر خدا جانتا ہے کہ غزلیں سب میں کی  
 محنت نہیں پڑی تھی محنت جواب ہے۔ کہ کوئی جتن کی  
 محنت لگائی ہے۔ بعد یہ بھی کہ کائنات پر جواب کا اور  
 عالم یہ کہ جسے بے شمار سے بھی سوا پتہ نہ پڑا تھا۔

## کیا زندگی انتظار ہے؟

[illegible]

یہ بات ہوتی تو آپ کی غول کیوں اچھلتی اس قدر اور  
میری غول کا یہ بے مذاقی کتنا تھا؟



## 234 اردو ڈائجسٹ، اپریل 2019ء





حوالہ  
میری  
بستگی

کے بعد بھی۔ پھر بری ٹس جرتا ہے اور ہر چیز اسی حالت میں موجود رہے یہی مشہور طریقہ چھوڑ کر نئے سائنس دان رائفٹ ٹیکل، رائفٹ پیڈ، ان کا قسم، اس کی مینس کی تیج اور کائی کی گھڑی حتیٰ کہ انٹرنیٹ سے لے کر سیٹ ایس کے پاس ہیں۔ لیکن پڑوسوں اور غنا بھونتا تھا۔ مائیکرو پیڈ اس کی مثال دیا کرتی تھی۔ زمانے کی گرو کے 20 برس بعد بھی، بہر حال اس طریقے سے ہی دنیا بھر نے ایک سے مراد یہ آگاہی مشہور ہوئی جسکی کتاب بدلتی اور نئے نقطہ نظر پر عتق اور ان کی اپنی ہی کیا شوہر سے عقیدت و احترام سے محبت کا منہ ہوتا ہوا ہے۔

کہہ جاتا ہے کہ یہی لانا ہی فرق ہے ان میں سے ایک اور بھی باعث بنی۔ ان کی بڑی بھی و شادی نے یہ بھی لانا ہی کی کمی تڑپے آئی تو انہوں نے کوئی نہ کوئی اور اپنی قیمتی قرین کہہ لوں گا یہ ایک قابل تصور مسئلہ فرما دیا۔ یہی مدد چاہ لیو تاکہ یہ ہوا اور دل کے واسطے سے جہاں یہ نہ ہو سکے۔ انہوں نے بھی کیا قسمت دلی دوستوں نے بھلا دی پڑھنے والوں میں یاد رکھو

سید اعجاز کاظمی چپے کے کنارے لیٹر پفل منہ پر  
 ہیں اور روشن نظریہ ہیں کام کرتے ہیں۔ ساتھ ہی قمریہ  
 کی محنت نے انہیں یہ گھر کا حصہ  
 بنا دیا۔ یہ ان کی قمریہ کی یہ عادی  
 کا ایک لکھنؤ کی لکھنؤ تھیں  
 ہے۔ یہ ان کی یہ عادی  
 لئے مسٹر کو یاد کرنے کا  
 بہت سے دیکھا بھی نہ ہو۔

تو ہی رہتا ہے۔ ماحول میں ڈاکٹر سول میڈیسن ڈاکٹر علیہما اختر۔  
 اعجاز احسن، افتخار عادل، حبیب الرحمن شاہی اور  
 ڈاکٹر جیٹو حسن شاہی ہیں۔ کسی نے استاد طاہر کو قلم کا  
 مرد اور کسی نے جلیپھس (Genius) کسی نے انکس برٹک  
 سے کہ موصوفیہ۔ باب کو لے کے لکھی جاتی ہیں۔  
 لے اس حلقے کا بھی بڑا الگ ہارنگیہ کہ استاد ہر کی قدر و  
 کی پستہ یہ وہ پائی کے احباب نے بھی کی۔ ڈاکٹر سلیم اعجاز  
 نے کہا کہ میں کی بہشت بہشت غضب کی تھی۔ ہم  
 مشکل سے مشکل چیز یا پرانی سے پرانی بات پر چہ کر اس  
 کی یادداشت اور ذہانت کو آزمایا کرتے تھے۔ اعجاز  
 حسن نے کہا کہ استاد طاہر اپنے قلم کا وہ دور تھا۔ اس نے  
 سچ لکھا اور اپنی مرضی سے لکھا، کسی طرح کے بغیر لکھا۔  
 میں وہ ہے۔ انھیں غیہ واثق نے پندرہ سال دور میں لکھی  
 مرتبہ مشکوک کا سامنا بھی کرتا تھا۔ قلم حق کہتا جاسی  
 تھا۔ تنویر نے جمہوریت کا علم بند کرنے کے لیے  
 پتیل پارٹی کو اپنے قلم سے اور بے عطا و غش، روحانی  
 رہنماؤں سے ملنے والی مٹی پر کشش آفرین کوئی سے مسترد  
 کر دیا۔ استاد طاہر نے بیستہ رسائل، جرائد کی دہائی  
 بھی کی جن کو مظلوموں نے مجھ پر تنقید ہو کہ  
 استاد طاہر کے دور ادب سے میں یہ رسائل و جرائد اپنی  
 عقیدت کے عرونی پر ہے۔ ان میں بارہ، غصہ،  
 اردو ڈائجسٹ، دین، غصہ، حکایت، کتاب، قلم  
 اور قومی، غصہ سمیت کئی دوسرے شامل ہیں۔ مجھے  
 استاد ہر کے کلمہ ہے۔ ان کے ہاں خانہ سے سے سے کا  
 بھی تعلق ہوتا ہے۔ استاد طاہر کے کلمہ میں آج بھی ان  
 کی لائبریری موجود ہے جس میں ان کی جمع کردہ  
 ان گنت کتابیں کسی اصول فراز کی طرح محفوظ ہیں۔

مسٹر حصار علی خان ہیں کہ میں صاحب مکتوب جانے

[illegible][illegible]

توید رضا



چہ سو سے تہائی میں پانچ سو تکی تھا  
 کراٹر حصہ بدو مالکی تھا مال میں تھا  
 یہ جانے "میں" میں ملوں ملے  
 ہمارے قشاک نظر ایک پہ سوں چکی تھا  
 یہ اب "ا" لیے رہے جو یہ تو کیا تھا  
 یہ رہی کیا تھا کشتہ میں تھا  
 یہ مال تھا تھا میاں کے بندوں میں  
 میرا مٹاں رہی کے تھا مال بھی تھا  
 یہ ترس تھا یہ "میں" کے تھا  
 یہ تھا تھا تھا تھا تھا تھا تھا  
 یہ تھا تھا تھا تھا تھا تھا تھا

وہی وہ شاعر ہیں یا ایک نئی نوجوان شاعرین کے ہوتے ہیں  
 "تیرا کچھ دیکھ کر میں نہیں سمجھتا اس سے کہتے ہیں کہ اچھا ہے  
 پتہ لگے گا اور وہ ہم سب کو ملے گا۔"

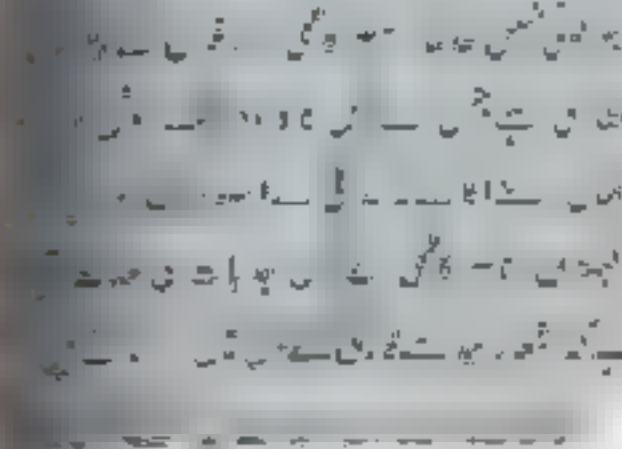


مرکز اللغات کتاب  
کا ادارہ اور اس ادارہ  
کا ممبر بننے کی سہولت  
ہے یہاں شہر کے کئی اہم  
خانہ نویسی خانے، کتاب  
خانے، مکتبہ، قریبی خانہ

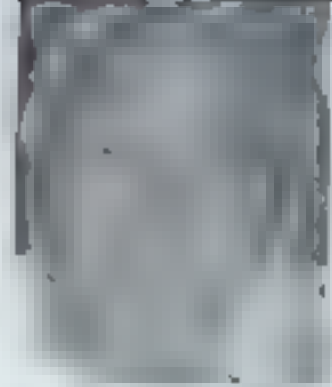
میں نے صحت کی طرف توجہ دے کر اسے صحت بخش دیا۔

[illegible]

—  $\frac{1}{2} \log \left( \frac{1 + \sqrt{1 - 4\alpha}}{1 - \sqrt{1 - 4\alpha}} \right)$



ہے شرق بحر نہ چائے  
تو بھی بس سے نہ چائے  
سنا رہی ہے تجھ کو یہ  
سج کا وہ گھر ہے چائے  
تو نہ کر پاس چائے  
حسن تیرا نہ چائے  
مردو سے نہ چائے  
اور پھر عمر نہ چائے  
تو جدا نہ چائے  
رہی نہ چائے  
تو نہ چائے  
تو نہ چائے

[illegible][illegible][illegible][illegible]

یہ سب باتیں سن کر وہ بے حد غصہ ہو گیا۔ اس نے کہا کہ میں نے تم کو یہ سب باتیں سننے سے روکنا چاہا تھا، مگر تم نے انہیں سنا۔ اب تم کو ان باتوں سے بچنا پڑے گا۔

[illegible]



پندرہ سو سال پہلے  
پیشی کا سبب  
ایک بھاری سنگ

انہی کتابوں کی صحبت میں کچھ وقت گزار دینے

# کتابوں کی کہکشاں

کتابوں پر تبصرہ کے روایتی کالم سے تھوڑا مختلف

میں پچھلے سال کی بحث کا مطلب ہے  
یہ سہ ماہی تقریباً 400 صفحات پر مشتمل ہے جس میں  
مرزا قزلباش اور ستائیس سو سال پہلے کا وہ تمام  
تصانیف بھی ہیں جن سے ایک ڈاکٹر کو ساق پٹنی آ  
سکتا ہے۔ گویا سفر نامے کے ساتھ یہ ایک گائیڈ بھی ہے  
جس سے پڑھنے والے کو ایک اپنی خوبصورت اور عمارت  
کے جس کا اور اس کتاب پر کچھ کہنی ہوتا ہے  
کتاب کی چھپائی اور کاغذ عمدہ ہے۔ سرورق بہت  
خوبصورت ہے اور پڑھنے میں آسانی ہے  
ناشر علم و فن۔ قیمت 700 روپے پندرہ گارنگھو۔ کتاب  
راولپنڈی

راولپنڈی خاندان کے صاحب نے راولپنڈی ڈویژن  
کی ثقافت، تاریخ، اہم اقدار اور معلومات ایک بڑے حجم  
میں جمع کی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ راولپنڈی  
ہمیشہ ایک عظیم کا آب و ہوا، تاریخی اور اہم مقام ہے  
اس کے بارے میں کتاب لکھنا قابل قدر ہے۔  
کتاب پڑھنے والے کو راولپنڈی کے بارے میں راولپنڈی  
ڈویژن کے حوالے سے مختلف معلومات سے متعلق  
ہے۔ مثلاً راولپنڈی کی وجہ سے ہندوستانی ہست راولپنڈی

مظاہرہ روحانی قدر تھا۔ انہی کتابوں  
تصانیف میں لکھار، فی تیر اور ذوق و اعجاز میں ساق  
میں ہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جو ہمیں بہت سنا  
ہے۔ ویہ کو محنت میں ہماری مدد کرتا ہے، جو ہمیں  
ہو پتا اور خوب دیکھ سکتا ہے۔ جو جو خوب  
مظاہرہ کے شوق کو یہ دیکھ سکتا ہے اس کا تو فی مشیہ بن لیا



بڑا کعبہ اور بلند

بڑا کعبہ اور بلند جہاں ہائی سائی خدات کے رائل  
کے کوئی معروف ہیں۔ بڑے معراج کی یہ روداد انہیں  
نے حرمین شریفین کے سامنے میں بیٹھ کر لکھی جس  
جہاں وہ تھے، سوز و گداز اور وارفتگی کے عالم میں  
یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ یہ چتران کی اللہ اور اس کے

نہ ہر معجزہ ہوتا ہے  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں ہر شے کو دیکھا ہے  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں



میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں

میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں

میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں  
میں نے اپنے ہاتھوں

بقیہ سٹھ سو چار سو ساڑھے نو روپے، ملا حیر و خالہ رحمت، پچھلے  
 ۱۰۰ روپے کا قسط چھ سو ساڑھے نو روپے، ملا حیر و خالہ رحمت، پچھلے  
 ۲۵۰ روپے

### سید علی مدنی اعراب

”عرب آلف بھڑوں پر انٹ آف انڈیا“ کا یہ  
 ایڈیشن ۱۹۱۳ء میں انگریزی زبان میں لکھی گئی تھا۔  
 یہ کتاب ایٹو اینٹو اینٹو اور سلیمان میں لکھی  
 گئی مشترکہ کاوش کا نتیجہ تھی۔ اس کا ذکر کاغذی قری سے  
 تھا اور موثر الذکر ایک معروف فرانسیسی مصور تھے جو  
 لم وٹش تیس سو سال تک شمار انگریز میں سمجھے۔  
 کتاب کے مصنف کے قرآن حکیم اور مسودہ خلائے عربی  
 کے مسئلہ نقلیات و عقائد پر انصاف کرتے ہوئے یہ



کتاب بڑے وقت نوشی کی کہ آنحضرت ﷺ کے  
 حیات طیبہ کے حالات و واقعات قریب کر کے مسمون  
 انسانی قصیدے کو محفوظ کر دیا جائے۔

ڈاکٹر محمد علی حسین نے بہت خوبصورت ترجمہ کیا  
 ہے۔ دوسری ہی مجلس ہوگا کہ یہ کیا غیہ لکھی زبان سے  
 ترجمہ ہے۔ کتاب کا یہ ”مرآۃ النبی“ ہے۔

ناشر ریشل محمد اس آف بیل کیشور، قیام روڈ  
 کچی چوک، دہلی۔ نو ۹۹۹۱۵-۹۹۹۱۵-۹۹۹۱۵

قیمت ۴۰۰ روپے



مقتدات اور لکھنؤ میں ”مقتدات“ اور ”مقتدات“ کے  
 ہو گئے، ”مقتدات“ کے قاعدہ و ہدایاں، ”مقتدات“ کے  
 ”مقتدات“ کے قاعدہ و ہدایاں، ”مقتدات“ کے

کتاب پر لکھے کا پتہ نہیں پڑ گیا ہے، مصنف کے  
 خط میں یہ پتہ درج ہے: مکان نمبر ۲۱، گلی نمبر ۲۱  
 گورنمنٹ ٹاؤن، اسلام آباد، پاکستان۔  
 کتاب کی قیمت ۳۰۰ روپے

### غیا کا دال

صرف صوفی ایک بہت بڑے ادیب تھے۔ اللہ تعالیٰ  
 سے ان کی تحریر میں ”غیا کا دال“ ہے۔ ان کی تحریر میں  
 ہر وقت ”غیا کا دال“ ہے، ”غیا کا دال“ ہے، ”غیا کا دال“ ہے،  
 آتا ہے، ”غیا کا دال“ ہے، ”غیا کا دال“ ہے، ”غیا کا دال“ ہے،  
 ”غیا کا دال“ ہے۔

غیا کا دال میں ”غیا کا دال“ کی چند ایسی شہسواروں کے حاکم  
 چٹس لکھے گئے ہیں، ”غیا کا دال“ کے نفسوں معاشرتی تہذیبی مزاج  
 کے چٹس چٹس لکھے گئے ہیں، ”غیا کا دال“ کے





# پہلے خیال



قارئین کے پیچروں، مشوروں (اور)  
اور باتوں سے سب کا عالم

دوسری گفتگو تھی۔ اسے تحریر کے بجائے گفتگو ہی کی صورت میں شائع کیا جاتا تو کئی جگہوں پر محسوس ہونے والا تحریری جھول نہ دکھائی دیتا۔

دانشور کامل اشرفیہ نے سعودی شہا کی شہیں  
شہادت کی نامہ کی تھی

صدا م حسین کے... بے یں اہوں نے اپنی بات OIC کی سربراہی کا غرض کے موقع پر نہیں، لویٹ، عراقی جنگ کے موقع پر اسلامی تقریوں کے مصر کی وفد سے مراد مشرق وسطیٰ کے موقع پر نہیں تھی OIC کا غرض اس کے کئی سال بعد ہوئی تھی اور اس کا وہ محور زائبر کالی شریف سے تودار کے ضمن میں آیا تو۔

محترم قاضی بہا صاحب کے ہمارے متعدد بار فیچر فٹن

تاریخ: ۲۰۱۳

نواں ساواں ٹھکانا کیا۔ تو جہاں سے مہدیؑ کو فتنی میں بلایا گیا  
میر کو دگی میں منگوا لیا۔ پے در پے جیسے کمرے کے پے در پے  
آفاق مرقعوں سے تنہا رہے۔ وہاں نے اپنے تو کتبہ بسور  
ملازم کے تحت اہل پر نہایت جیسے کہ ان کے سامنے  
نے دیکھا کہ وہی نہ جانتے پے در پے جیسے کہ

۱۔ ایسے ملک کا تصور ہے اور اس کا ہر حکومت قرار دیا گیا ہے۔  
۲۔ اس ملک سے روٹی، حق پتہ، وغیرہ کی امدادیں سب سے

## قصہ کوئٹہ

قزاقی کا یہ قبہ جو بہ عظیم درجہ میں پہنچا ہے اس کا  
 ہر نقطہ عظیم اس عظیم کے نام پر ۱۱ کی ۱۱ دوا نام کا ہے  
 اسلامی دور میں اسے لفظ عظیم کے نام سے پکارا گیا ابھی  
 حکمرانوں اور پادشاهوں کے عظیم دولت کے ناموں پر اس  
 لکھا ہوا تھا ہے۔ اس قبہ پر مضامینوں کا سہارا

35ھ 672ء میں پڑھانے میں مددگار بنے۔ انھوں نے اس وقت  
 یوں کہنے لگے کہ تم نے جو کچھ دیکھا ہے اس میں  
 جو اسے قابل ہے وہ ہے حاصل کے کہ اس میں فرق ہے۔

یہ سب افسانے شریکِ جہ سے اور شہر کی برکاتوں سے ملے  
 ۱۸۸۵ء میں شریکِ جہ کی وفات کے بعد  
 سب افسانے شریکِ جہ کی وفات کے بعد  
 ۱۸۸۵ء میں شریکِ جہ کی وفات کے بعد  
 ۱۸۸۵ء میں شریکِ جہ کی وفات کے بعد  
 ۱۸۸۵ء میں شریکِ جہ کی وفات کے بعد

۱۔ اس ٹیڑھا کمر سے لے کر ایک طرف سے دوسری طرف کے  
2۔ اس ٹیڑھے کمر سے لے کر دوسری طرف کے

تقریباً چھ سو روپے، جس کی قیمت ان کا ایک سو روپے

042 35434403  
042 35425356

208 1. 2022 - 2023

قصیدہ گوشت، ۱

۱۔ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ بمطابق جنوری کو تقسیم پھرتے کی  
زیستگار کے قریب خانہ کتابی وقت سوئی آپ کا چہرہ  
تھیں اسامی میں ابو عبد اللہ لکھتی ہے سترہ سال کی عمر  
میں والد کے ساتھ گزرتے ہوئے تھے یہ علم ہے  
وہیں اقامت گزریں ہو گئے۔ سالوں کی محنت کے بعد  
یہ وہی کتاب عربی میں آپ کا نام عامان اور  
میں زمرہ و تاجیہ کو یہ اہ حدیث کی مستند ترین کتاب  
دینی جاتی ہے۔ آپ نے اسی کتاب کی تدوین و تالیف  
کے لیے اسلامی دنیا کے متعدد سفر کیے اور قریباً اسی ہزار  
اشخاص سے حدیثیں جمع کیں۔ آپ کو چھ لاکھ کے  
قریب علم کے پیرے مفسرین و ائمہ و اہل علم نے  
تہنیتیں

۱۔ تھوڑے کا نام تائیں وہ کسی ملک میں پیدا ہوئے ہ  
۲۔ سارا تاج کا نام تائیں جو قرآن پا۔ کے بعد  
۱۰ عربی معتمد تاج۔ بن چالی ہے ۱

قصہ گوئی

[illegible]

افسوس کے ساتھ کہیں

## فتاویٰ



میں ہم جناب سخت یا صاحب کے مسکن چہار آسیاب  
 تھے۔ گوندہ باری ہو رہی تھی، کوئی گوندہ یا راکٹ بھی آ  
 سکتا تھا۔ لیکن ہم نہ تو محصور تھے اور نہ گرفتاری کا کوئی  
 امکان تھا۔ قاضی صاحب نے عربی زبان کے طالب علم  
 کی حیثیت سے یقیناً اس ناچر کی بہت حوصلہ افزائی کی،  
 لیکن یہ کہنا کہ "قاضی صاحب کے ساتھ میرا تعلق عربی  
 زبان بولنے کی وجہ سے تھا" حقیقت کے منافی ہے۔  
 میں نے ہمیشہ قاضی صاحب کے ساتھ ایک مشفق باپ  
 اور سرفراز محض میں دن رات ساتھ رہنے والے بیٹے جیسے  
 تعلق کی لذت پائی ہے۔

قاضی صاحب نے مجھے کبھی "غفار" کہہ کر نہیں پکارا  
 ہمیشہ میرا غفار کہتے تھے۔ "غفار" کہنے پر وہ بعض اوقات  
 کہنے والے کو لوگ بھی دیتے۔ ذرا ہمارا بھائی نور اسلم کے  
 شائع شدہ ارشادات ملاحظہ فرمائیے:

میرے بھائی جمیت ظہر عربیہ کا سابق بندہ،  
 جمیت کا سابق منتظم اعلیٰ ہے، ان کے دروس و خطبہ  
 جات پر ان کی چٹنی حوصلہ افزائی محترم قاضی  
 صاحب نے کی، شاید ہی کسی اور نے کی ہو۔  
 ہمارے وہ ساتھی بعض اوقات اب بھی خطبہ دیتے  
 ہیں اور گاہے ٹوڈ ایمر جماعت بھی سامنے بیٹھے  
 ہوتے ہیں۔

پھر مصری ٹیلی ویژن؟ آپ کو معلوم ہے کہ ذمہ دارانہ  
 کے باعث بیرون مسالک سے آنے والے افراد کا سب  
 سے زیادہ علم و اہم کو ہونا چاہیے اور ہوتا ہے۔ کوئی ذرا ہمتائے  
 یہ کون سا وفد تھا؟ کب آیا؟ کہاں آیا؟ اور کب محترم قاضی  
 صاحب کو ان سے ملے نہیں دیا گیا؟

معدرت چاہتا ہوں رنور اسلم صاحب بھی میرے  
 عزیز بھائی ہیں لیکن ہمیں ایسی نازک باتیں کرتے اور

لکھنے سے پہلے ضرور سوچ لینا چاہیے۔

(میر الغفار عزیز، اسلم صاحب اور غفار)

قوم کی بچی کی ہی من لیں

جیسے بی بی دی اسکریں پر ہڑتال کی خبر آئی  
 ہمارے بچوں نے ایک ساتھ ہی "یا ہو" کا غرہ لگایا  
 اور سب ہی اٹھے دن کی ہونے والی چٹنی پر کرتے  
 کے کام لکھنے لگ گئے۔ کسی نے بی بی دی پر یہ دیکھنا  
 گوارا تک نہ کیا کہ ہڑتال کی وجہ کیا ہے؟ وہ سانچہ  
 کو بے جس میں متعدد لوگوں کی قیمتی جانیں ضائع ہو  
 گئیں لوگ سڑکوں پر روٹے پھیلاتے اپنے پیادوں  
 کو دھمکتے رہے۔ کراچی میں روز لوگ موت  
 کے گھاٹ اتارے جا رہے ہیں۔ سب اپنے معمول  
 کے مطابق صبح گھر سے نکلتے ہیں اور شام کو واپس آ  
 جاتے ہیں اور جو نہیں لوٹتے ان کے لیے قہر ڈالتے  
 دن رو کر سوگ منا کر واپس "معمول" پر آ جاتے ہیں۔  
 فرق پڑتا ہے تو صرف میت کے گھر والوں کو، اس  
 کے بچوں کو اس کی بیوی کو اس کے بھوتے سے ماں  
 باپ کو اور بہن بھائیوں کو کہ وہ روٹے رہتے ہیں،  
 بد دعا کہیں دیتے رہتے ہیں مگر کوئی ان قاتلوں کو نہیں  
 پکڑتا، اگر کوئی پکڑتا ہے تو ہڑتال ہو جاتی ہے اور  
 پھر بھی عوام کا حق نقصان کیا جاتا ہے۔ توڑ پھوڑ ہوتی  
 ہے، اسکول بند ہو جاتے ہیں، گھنٹے میں دو دن تو  
 معمول کے مطابق سرکاری چٹنی ہوتی ہے، تین دن  
 اسکول ہڑتال اور حالات کی خرابی کے باعث بند  
 کرنا پڑتے ہیں اور باقی دو دن جو بیٹے اسکول کی  
 نذر کرتے ہیں تو ان میں سے ایک دن بچہ کا دل  
 نہیں چاہتا پڑھانے کو اور دوسرے دن بچوں کا سوا  
 نہیں بننا پڑھنے کو۔؟

پکاش یہ قتل و غارت کرنے والے، مرنے والوں  
 کے دکھ کا احساس کر سکیں۔ پیچھے رہ جانے والوں کی  
 اذیتوں کو شمار کریں۔ حکمرانوں کا قواب بیان بھی کم کم  
 ہوتا ہے۔ قوم کی اس بچی کی انتہائی من لیں کہ ہم بھی  
 اپنے قیمتی اداروں اور شیروں میں سکون کی زندگی بسر کر  
 لیں۔ (قرۃ العین سرمد، گھر گھر آپا لیکچر کالونی کراچی)

براہ راست سوالات

آپ نے پھر ایک اہم مسئلے کی نشاندہی کی ہے۔  
 میں نے خود اپنے قریبی رشتہ داروں میں سے ایک  
 یمن ایجنٹ کو خود کشی کرنے سے روکا جو کہ اپنی والدہ کی  
 معمولی سی بات کی وجہ سے ایسا قدم اٹھانے لگی تھی۔  
 چند تجاویز حاضر خدمت ہیں:

اردو ڈائجسٹ کی فہرست، اگر مکمل ترتیب سے اور  
 فونٹ سائز ڈرا بڑا کر کے ہر تحریر کی تھوڑی سی تفصیل  
 کے ساتھ ہونو مناسب ہوگا۔

اگر آپ اعلان فرمادیں کہ قارئین آپ سے جو  
 سوالات پوچھنا چاہیں پوچھ لیں۔ پھر ان کے جوابات  
 اردو ڈائجسٹ میں شائع کر لیں تو قارئین کو بہت فائدہ  
 ہوگا۔ (محمد افضل کاسی، کوئٹہ)

(دونوں تجاویز مناسب ہیں۔ فہرست پناہ نامے میں مل  
 ہو گیا۔ سوالات کی رجسٹر عام ہے۔ جواب میں جو دال دلیہ ہو گا  
 حاضر کر دیا جائے گا۔ ویسے ہم نے طے کیا ہے کہ لکھیں بک پر بھی آپ  
 روزانہ مین پیج سے چاہیے تک جو سوالات اسٹ کر سکیں گے)

اٹھارہ مہینہ پروگرام دکھانے میں مکمل والوں کا مقابلہ  
 کاش! ہمارے مکمل والے بھی یہ پڑھ لیں اور  
 جس بے حیائی کا سیلاب ان کی وجہ سے ہماری  
 نوجوان نسل کو بہا کر لے جا رہا ہے اسے روک

سکیں۔ "انٹیکسپریس، فیو، اسے آر وائی اور ہم" تو  
 مقابلے پر انٹیکس کے ڈرامے اور فلم ٹیوز، ڈانس کے  
 مقابلے صبح و شام یوں دکھا رہے ہیں جیسے ان ٹیکنیو  
 کے قیام کا کوئی واحد مقصد تھا۔ کتنے شرم کی بات ہے  
 کہ پاکستانی بی بی اور کاروں نے بھی فلموں والے  
 اسلم سا گھر پڑا اس شروع کر رکھے ہیں۔

(فرخندہ نہت، چناب)

ڈاکٹر حسن البنا کے لیے خراج تحسین

مورخہ 2013-02-19 کو صبح ساڑھے سات  
 بجے سینے کی درد کی شدت کی وجہ سے تڑپا اور ہلکا  
 شباب کارڈ پالومی کی ایمر جلی میں پہنچا۔ وہاں تشخیص  
 ہوئی کہ بابت انجیکشن ہوا ہے اس پر ڈاکٹر صاحبان اور  
 عملہ کے دیگر ارکان نے میرے علاج کی طرف جس  
 مستعدی، خوش اسلوبی اور خوش خلقی سے توجہ دی۔ اس  
 پر آپ کی وساطت سے ڈاکٹر حسن البنا سمیت قابل  
 قدر افراد کی خدمت میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے  
 بے پناہ مسرت محسوس کر رہا ہوں۔

یہ دیکھ کر میرا دل مطمئن اور سرگرم سے بلند ہو گیا کہ  
 میرے پیارے ملک کے ایک ادارے کے ذمہ دار  
 افراد اپنے فرائض پوری توجہ سے ادا کر رہے ہیں۔

(حافظ افریح حسن راجھڑہ لاہور)

گزار کی ہجرت

گزار کی ہجرت یقین کیجیے مات آنسوؤں میں  
 بھجک گئی۔ جی چاہا انھوں اور کچھ لکھ ڈالوں، یہ جانتے  
 ہوئے بھی کہ شاید میں اپنے احساسات تحریر میں سمون  
 سکوں پھر بھی لکھ ڈالا۔

پڑھ لیجے اگر اچھا لگے تو مجھے بھی اپنے کتبے میں



شامل کر لیجیے۔ حنیف جالندھری کی ”قلندرات کاوشیں“ اپنی مثال آپ تھیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ مجاز، فیض، قاسمی بھی کچھ لکھا جائے، یہ شخصیات پر لکھنے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے بہت خوبصورت ہے۔

(”قاضی حسین احمد“ کی شخصیت پر بہت عمدہ تحریریں چھپی ہیں) (سزویا خانم۔ لاہور)

سالوں پرانا کوٹا ختم ہوا  
چند سال قبل میرے اقوال لطیف و غیر ضرور شائع ہو جاتے تھے۔ لیکن اب ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے کیا وجہ ہے ہر تحریر ردی کی نوکری کی تندر کر دی جاتی ہے۔ امید ہے یہ کبھی اسی سلوک کا مستحق نہیں رہے گا۔

(صبا مسلمان، چٹائی آزاد کشمیر)

(پرائیویٹ ایس ٹی بیڈ جیس پڑا، آپ کی کوئی غلطی امتحان تحریر کنندوں سے ہمارے نظر سے گزری ہو، آپ ہمہ اہتمامات ملائف، دلچسپ واقعات ضرور لکھو گئے۔ ہمارے ہاں کئی تحریریں چھپی ہیں ان میں اکثر غلطی ہر قسم والوں کی ہوتی ہیں۔ نو جوانوں کو تو ہم کبھی ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن سالوں پہلے لکھا ہوا آپ کا ”کوٹا“ اب تو ختم ہو چکا ہوگا نا۔)

پروفیسر گلشن ناتھ آزاد، ماہر اقبالیات تھے  
دسمبر کے شمارہ میں پروفیسر گلشن ناتھ آزاد کے بارے میں ”سیاسی رہنما“ لکھا گیا تھا۔ پنڈت لکوک چند محروم اردو کے معروف شاعر استاد اور ادیب تھے۔ میا نوالی کے رہنے والے تھے۔ نور جہاں کے حراز پر ان کی معروف ترین نظم ہم نے بچپن میں پڑھی تھی۔ تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے بعد یہ خاندان بھارت چلا گیا۔ انھیں لکوک چند محروم کے صاحبزادے پروفیسر گلشن ناتھ

آزاد، ماہر تعلیم، ماہر اقبالیات ہیں۔ پاک و ہند کے بڑے شعرا میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ پاکستان کی مرتبہ، قماربہد میں شرکت کے لیے آچکے ہیں۔ جب بھی لاہور آتے تھے حراز اقبال پر ضرور حاضری دیتے تھے۔ اب سے تقریباً بائیس برس قبل اقامت پا چکے ہیں۔ کئی برس تک وہ مقبوضہ کشمیر کی بھون یونیورسٹی میں قائم اقبال چیئر کے سربراہ پروفیسر تھے اور اقبالیات کا مضمون بھی پڑھاتے تھے۔ فیصل آباد (سابق اکل پور) کی کائن مڑ میں منعقد ہونے والے آل پاک و ہند مشاعروں میں بھی شرکت کرتے رہے۔ ایک مرتبہ علامہ اقبال کے حراز پر حاضری کے دوران ان پر رقت طاری ہو گئی اور اقبال کے حضور ایک معرکۃ الافکار نظم لکھی تھی جس کا ایک مصرع ابھی تک میرے ذہن پر نقش ہے۔ ”میں آ رہا ہوں مزار ویاں غالب سے“ جنوں یونیورسٹی میں اقبالیات پڑھانے کے عرصہ کے دوران شہر سے باہر نکل کر سیالکوٹ شہر کی روشتیاں رات کو دیکھ کر تھکے اور کہا کرتے کہ دو میرے اقبال کا شہر ہے۔ میں نے بھی ان کی اقبال سے وابہانہ وابستگی سے متاثر ہو کر ایک نظم لکھی اور ان کو ارسال کی تھی۔ ایک اخبار کی ادارت کے دوران میں نے ان کو خط لکھا تھا کہ بچوں کے لیے کوئی نظم ارسال کریں۔ کمال شفقت سے انھوں نے ساتھ ساتھ صفحے کی نظم ارسال کی تھی جو شائع کرادی گئی تھی۔ پروفیسر گلشن ناتھ آزاد کا تعارف ہی ماہر اقبالیات اور استاد اقبالیات کا ہے۔

(دپاکش احمد پرماتہ، ریڈیو پاکستان۔ فیصل آباد)

### صحیح کی ضرورت

جناب ایوب خاں اور وحشی شاہ کے مکرر صاحب پر مضامین ”خصوصی گوشہ“ میں پڑھ کر بڑی خوش ہوئی۔ انہوں نے مضامین نہایت دلچسپ، معلوماتی اور وسیع ہیں۔ مذکورہ مضامین میں گلزار کی شخصیت مزید اجاگر ہوئی ہے۔ ایک جگہ صحیح کی ضرورت ہے جو میرانی کر کے فرما لیجیے گا۔ 179 بر ایوب خاں صاحب کے مضمون میں غلطی سے میرا تعلق ”معروف نوجوان لکھرائے“ سے کیا گیا ہے۔ دراصل میرا تعلق جیوٹ کے ایک شاگرد لکھرائے سے ہے۔ شکریہ (ڈاکٹر ظفر حسن۔ لاہور)

### دو تھانویز

اردو ڈائجسٹ کا ہر سلسلہ اور ہر تحریر پر اثر اور حلیہ ہوتی ہے۔ ہر مرتبہ اس کا بہترین اور عمدہ گلدستہ تیار کرنے پر آپ اور آپ کی پوری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے۔

(دو تھانویز پیش خدمت)

1۔ تم مجھ سے کے موضوع پر ایک مستقل سلسلہ یا کم از کم اس موضوع پر عمدہ مشیر جمعہ کی کتابوں سے مفید اقتباسات ہونے چاہئیں۔

2۔ فن معاملات کے نفسیاتی اصولوں پر مبنی واقعات، میرٹ و سول سٹوڈنٹس سے لے کر شائع کرنے کا ایک مستقل سلسلہ ہونا چاہیے۔ جن میں آپ سٹوڈنٹس نے یہ اصول عملی طور پر تعلیم فرمائے ہیں۔ جو کہ ڈاکٹری میں، تجارت میں، دکان میں، دھوکہ دہن میں، غرض ہر شعبہ زندگی میں لوگوں کے دلوں کو جیتنے اور ان کے دلوں میں اپنی محبت ڈالنے میں کامیابی کے لیے ضروری ہیں۔

محمد عارف سلیم چاندھری، چاندھری دارالعلوم کراچی

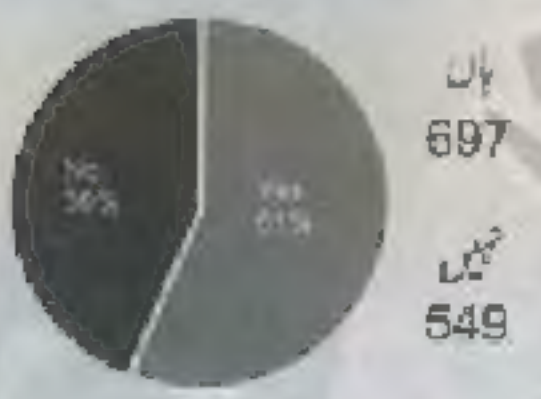
(آپ خود سے ایڈٹ کریں۔ کوئی ممدوی چیز بھیجیں)

### اردو ترین پول کے نتائج

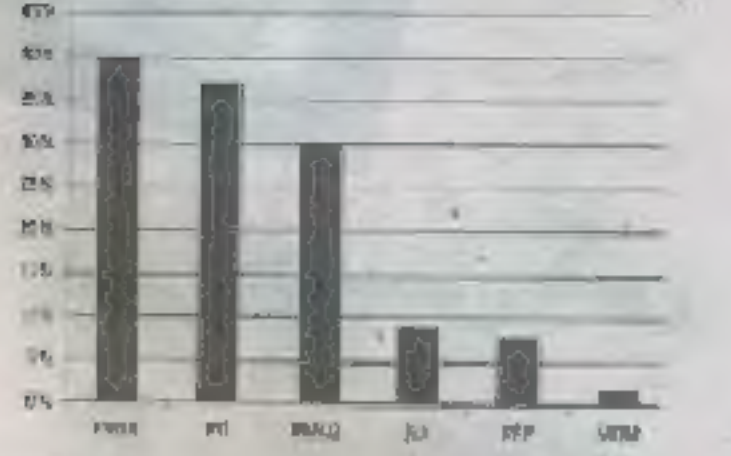
urdu Digest کے نام سے اردو ڈائجسٹ کے ویب سائٹ پر ہاتھ لگی سے پول منعقد ہوئے ہیں۔

حالات حاضرہ اور دیگر موضوعات زندگی پر آئن لائن ووٹنگ کے ذریعے آپ اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں۔ اسی سلسلے میں غزشت ماہ کی مٹی پولنگ کے نتائج پیش خدمت ہیں۔

کیا آپ میٹروپس سے مطمئن ہیں؟



اس دفعہ آپ اپنا قیمتی ووٹ کس جماعت کو دیں گے؟



آپ فیس بک پر بھی ہمارے ساتھ رابطہ قائم کر کے دلچسپ سرگرمیوں کا حصہ بن سکتے ہیں۔ روزانہ اپ لوڈ ہونے والی معلومات، اشعار سے لطف اٹھا سکتے ہیں۔ (ایڈیٹر)





## دردِ دل پہ دستک



اختر عباس

## بے حسی کی گہری نیند

urdudigest.pk  
akhterabasi@gmail.com

اس کے ہاتھ اور پاؤں لرز رہے تھے، غول سے، شرم سے، بے عزتی کے احساس سے یا بے بسی سے، یہ کہنا بے حد مشکل ہے۔ بے شک اس کا باپ اس کے ساتھ تھا۔ ایک ٹیکسٹائل مل میں اعلیٰ عہدے پر فائز باپ جو سیکڑوں ہزاروں لوگوں کا لباس بنوانے کے عمل میں اہم ترین کردار ادا کرتا ہے۔ اس لئے خود بے لباہی کی ہی خواہی کا مجسم نمونہ بنا تھا۔

ابھی کچھ دیر پہلے میرے سامنے جو لڑکا بیٹھا تھا، وہ بچپن کی عمر کب کی عبور کر چکا تھا۔ اسے تو عمر بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اور فوجوان بھی نہیں۔ یہ یمن ایجن کے وہ خوبصورت دن تھے جو بد صورتی بنے اس کے وجود کو کمر رہے تھے۔ ایسے میں بے پناہ محبت کر کے والا ہے غیر باپ، اپنے بیٹے کی مدد کو نہ آتا تو وہ خود کشی کر چکا ہوتا۔ شادمان کے ہائیو ٹیکنک میں ممتاز سائیکیاٹرست پرو فیسر ارشد جاوید سے دونوں باپ بیٹے کو ملواتے کہ بعد واپسی پر میں سوچا رہا تھا، ”کتنے باپ ہوں گے جو اپنے بیٹوں سے تعلیق اور محبت کا مطلب جانتے ہوں گے اور کہتے ہوں گے جو اپنے بہم اور بکھر کے ٹکڑوں پر آئی اس خوفناک آزمائش سے بے خبری کے باعث ان کی مدد کرنے سے قاصر ہوں گے۔“

میں نے اٹھتے ہوئے اس باپ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی کے وہ جملے کہنے چاہے تھے اور وہ جو ایک کامیاب بزنس مین تھا، وہ جو اپنی مل میں میسینوں لوگوں کا احسرت تھا اور ان کو سنبھالتا تھا۔ اس کے لیے اپنا آپ سنبھالنا اور اپنے آسور و کن مشکل ہو رہا تھا۔

”یہ مشکل وقت گزر جائے گا۔ ہمت اور حوصلے کے ساتھ دعا اور محبت کو اپنا سہارا بنا لیں گے، خدا کا شکر کریں آپ کو خیر ہو گا اور آپ اس کے علاج اور مدد

کے لیے گھر سے نکل آئے۔ کتنے بے چارے تو اپنے سر پر ستوں کی لا پرواہی اور بے نیازی کے ہاتھوں اس جہنم کا ایذا سہن رہے پر مجبور ہیں۔ وہ جلتے، روتے ہیں اور کوئی انھیں اس آگ سے نکالنے نہیں آتا، یہاں تک کہ وہ اسی کان ملک کا حصہ بن جاتے ہیں۔“

”فورچون“ ایک مشہور اور مہنگا انگریزی رسالہ ہے اور بزنس سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ لوگوں کے تذکرہ نویس سے بھرا ہوتا ہے۔ کئی سال پہلے اس نے لکھا تھا ”بچوں پر جنسی تشدد ایک ایسا گناہ ہے جس کے کئی رخ ہیں۔ یہ گناہ تعلقات کے حوالے سے کبھی بے گناہ اور اکثر جنسی گناہ کے مرتکب لوگوں سے سرزد ہوتا ہے اور عام طور پر قریبی لوگ ہی اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔“

دنیا کے محدود سے چند ملکوں کو چھوڑ کر جن میں جاپان، روس اور چین شامل ہیں، بچے ہر جگہ اس کا شکار ہوتے ہیں۔ ان کی عزت نفس ہی نہیں، رشتوں پر اعتماد بھی جاتا رہتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا بھر میں 80 سے 95 فیصد تک یہ جرم لیبوں کے ہاتھوں انجام پاتا ہے۔ اپنے عزیز، خوئی رشتہ دار، گزین، جاننے والے، استاد، اپنی معلم، ان میں کوئی بھی تو غیر نہیں ہوتا۔

ڈیوڈ فنکھر کی ریسرچ کے مطابق امریکا میں 16 فیصد مرد اور 27 فیصد عورتیں اپنے بچپن میں جنسی تشدد اور بدسلوکی کا زہر چکے ہیں۔

چندی گڑھ جو ہندوستان کی وہ ریاستوں کا دارالحکومت ہے، کچھ عرصہ قبل وہاں پولیس کلب میں بیٹھے ایک سوانی نمل بیت لے (Rahi) کا نمبر تھا، یہ بھارت میں کام کرنے والی ایک تنظیم Recovering and Healing from incest کا مخلف ہے، جو

بے حد متحرک اور موثر ہے، خود بتایا تھا کہ صرف دہلی شہر کی تنظیم نے ساتھی بنیادوں پر ریسرچ کنڈکٹ کی تو پتا چلا کہ کالج خلیفے والی 78 عیسائی لڑکیاں اور 70 عیسائی لڑکے اپنے خوئی رشتوں کے ہاتھوں بچپن میں اپنے ہی گھروں میں اپنی عزت کتنا بیٹھتے ہیں۔ یعنی چاروں میں سے تین لڑکیاں اس عذاب میں سے گزرتی ہیں۔ جن کا ان کے سر پر ستوں کو بھی علم نہیں ہوتا۔ ہندو مت کا عقیدہ تو لڑکوں کا بے کہ آپ 9 بچوں کو کھانا کھلا دیں تو بھولان یا خدا آپ پر رحمت کی برسات کر دے گا، مگر ہمارے لوگ اپنی تہذیب اور دھرم کی تعلیمات کو چھوڑ کر مغرب کے پیچھے اندھا دھند بھاگ رہے ہیں، جیسے جانور بھاگتے ہیں، ان کی قمیص، ان کے کپڑے، ان کا طرز عمل اور انھوں نے تو بچوں کے ساتھ زیادتی و ظلم کو بھی بزنس کا حصہ بن لیا ہے۔ بچوں کی غلطی لکھیں بتاتے ہیں، بیچتے ہیں، دیکھتے والے جانور کیوں نہیں مٹیں گے۔“

کمل جیٹ نے جب یہ کہا تو ہم کی ساتھی حیران ہی رہ گئیں کہ ”ہمیں خطرہ آپ سے نہیں، مغرب اور اس کی تہذیب سے ہے، جو ہمارے دھرم اور کرم سب کو لپیٹ ڈالے گی۔ آپ ہمارے ساتھ اس معاملے میں کیوں نہیں مل کر پلٹے کہ گلوبل ویلج کے نام پر ہر چھوٹے ملک اور تہذیب سے اس کا اپنا سب کچھ چھٹا جا رہا ہے۔ ہر برائی چیز بری لگتی بند ہو رہی ہے۔“

بچے کسی بھی ملک اور معاشرے کے ہوں، وہ بچوں جیسے ہی ہوتے ہیں، اگر کوئی مجلس درندہ انھیں روندے اور مسل ڈالے تو وہ کہ اور تکلیف کا احساس آگائی طور پر نہیں، ذاتی طور پر ہونا چاہیے۔ بھی انسان اپنے پیاروں کا سوچتا ہے، ان سے بات کرتا ہے، ان کی



حفاظت کا انتظام کرتا ہے۔

اخبارات میں پہلے کبھی بکھار خبر ہوتی تھی، اب روزانہ جنسی زیادتی، اجتماعی زیادتی، بد فعلی کے واقعات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے اور یہ بھی وہ واقعات ہوتے ہیں، جو کسی اسکول یا گھر ہی تعلیم ادارے میں رونما ہوتے ہیں اور رپورٹ ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے واقعات جو گھروں میں جنم لیتے ہیں، والدین کی بے خبری، بے نیازی اور راستہ چھپانے کے باعث ایسی اندھیرے میں دم توڑ رہتے ہیں اور بچے کو عمر بھر کے لیے بے عزتی، بے توقیری اور بے اعتمادی کی دلدل کا باقی بنا دیتے ہیں۔

ہمارے ہاں عام خیال یہ ہوتا ہے کہ جو واقعات اخبارات یا رسائل میں رپورٹ ہوتے ہیں، وہ چھوٹے شہروں اور غریب بچوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ہمارا یہ ہمارے بچوں کا ان سے کیا تعلق کیا واسطہ؟

ہم جانتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو یہ کس قدر ناپسند ہے۔ اس کو خیر قطری اور بد فعلی اور لواطت کا نام دیا گیا ہے۔ ایک ٹی کی امت لواطت کے جرم میں زمین میں زندہ گاڑ دی گئی۔ مذہب نے منع کیا۔ ملک اور معاشرے نے نرا جانا۔ پاکستان کے قوانین کے تحت غیر قطری جنسی فعل پر 25 سال کی سزا ہو سکتی ہے۔ ناجائز تعلقات کے لیے اغوا، جسم فروشی کے لیے بچوں کی خرید و فروخت کی سزا 40 سال ہے۔ اسلامی قوانین کے مطابق بد فعلی کے مجرم کی سزا موت ہی نہیں سنگساری سے موت ہے۔ بے عزتی، رسوائی کے ساتھ لواطت ناک موت کہ ایسا مجرم اتنی ہی سخت سزا کا مستحق ہوتا ہے۔

مزاروں سے اگر انسان نے سمجھنا اور سلجھنا ہوتا تو کتنی آسانی ہوتی۔ اس نفسیات اور خطرے کی گہرائی کا اندازہ

کیا جائے تو یہی بات ہے۔ راتوں کی غیبتاں جائے۔ معصوم بچوں سے بد فعلی کے واقعات کی کثرت کے باعث امریکا میں ہاتھ باندھ سہم چلی اور اس بات کی حوصلہ افزائی کی گئی کہ مائیں تب تک نوکری سے رخصت نہیں رہیں جب تک بچہ کم سے کم 5 سال کا نہ ہو جائے اور آگے بڑھ کر کسی حد تک سمجھنے نہ لگے۔

ہمارے ہاں سمجھ دار مائیں اپنے بچوں کے گروہوں کے دروازے کھلے رکھتی ہیں۔ مہمانوں کے آنے جانے پر اپنے بچوں کی ذمہ داری اپنے سر سے اتار کر ان کے سر پر نہیں ڈال دیتی۔ بڑی عمر کے دوستوں سے، نوکروں، معصوم، کمزوروں اور عزیزوں سے ملاقاتوں پر نگاہ رکھتی ہیں اور اپنے بچوں سے اس بارے میں کونسلنگ ہمیشہ سے چلے آئے۔ والدین کو معمول رہا ہے، مگر جب سے بچے نوکروں، گھر میں رہنے والے عزیزوں، ٹیوٹروں اور معلموں کے حوالے ہوئے ہیں، ان جنسی جرائم کا گراف کہیں سے کہیں جا پہنچا ہے۔

کیا ہمیں حالات کو بچوں کا توں تسلیم کر لیتا چاہیے اور اس بد صورتی کا الزام دوسروں کو دے کر اپنی ذمہ داری سے فارغ ہو جانا چاہیے۔ پہلے جنسی زیادتی اور پھر عدم تحفظ کا شکار بچہ کن حالات سے گزرتا ہے۔ کیا اس پر توجہ کی قوری نگاہ نہیں ڈالی چاہیے؟ اس بے چارے کو جنسی مجرموں کی دھمکیوں کا اکیلے سامنا کرنے اور بے بسی کی دلدل میں دھنسا رہے دیا جائے اپنی مدد اور محبت سے اس کو اس مذہب سے نہیں نکالنا چاہیے؟

کیا خاموشی، پردہ پوشی اور بچے کو ڈانٹ ڈپٹ ہی اس کا آسان حل ہے یا اپنے بچوں سے بچوں کی نگہداشت، نگرانی، کونسلنگ اور سرپرستی کا مضبوط

احساس دلایا جائے، جو انہیں ایسے کسی خطرے میں اکٹلا ہونے اور ڈر کر چھپنے، بے اعتمادی، بے عزتی کے زخم زخم احساس سے بچالائے اور حفاظت کے سائے سے سر فراز کرے۔

بچے کی تنہائی، والدین کی بے خبری اور تجربہ ویسے کا احساس مجرموں کی دو مضبوط پناہ گاہیں ہیں۔ جس کو والد کی توجہ اور سمجھ دار نگاہ ہی توڑ سکتی ہے۔ جن کے لیے عمر بھر کھاتے ہیں، وہ بد فعلی کی لٹ کی نوبت کے ذخیرے میں کام لے

۱۰ بچہ جو اپنے باپ کے ساتھ میرے پاس آیا تھا، نفسیاتی مریض بن کر ایک دوسری عذاب بھری زندگی شروع کرنے والا تھا کہ اس کے والد نے اپنے بچے کی دیران نگاہوں اور خوف زدہ شناسوں کو محسوس کیا۔ وہ بے پارہ گھر کے مازم کے ہاتھوں ہی نہیں لڑا، اپنے والد کے ایک قریبی عزیز کی ہوس کا شکار بھی بنا، جو اسی گھر میں نوکری کی تلاش میں آکر ٹھہرا ہوا تھا۔ ساری رات گندنی فائبر دیکھتا، مذمت کی کھاتا اور بدلے میں بچے کو بڑھانے کی ڈیوٹی یوں ادا کرتا کہ اس کی عزت سے کچھ نہ بچتی جاننا سے مارنے کی دھمکی دیتا اور کبھی والد کو بتانے کے نام پر دھمکا تا۔ اس سب کے بعد یہ عذاب کتنی دیر جہاں گھر میں کسی کو خبر بھی نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ نوکروں کو خبر ہوئی اور اس نے بھی دانا داری اور خدمت کے نام کو نارغ وار کیا۔ جس روز یہ بات والد کو معلوم ہوئی، اس روز اس اعلیٰ خاندان کے گلیا مہمان نے اپنے ایک چائے والے کو اسی سلسلے میں دھوکا دیا ہوا تھا۔

ایسے واقعات غریب بستیوں میں نہیں پوش علاقوں میں کثرت سے ہو رہے ہیں کہ ماں اور باپ دونوں کی اپنی مصروفیات ہوتی ہیں اور بچے نوکروں یا قریبی عزیزوں

اور ٹیوٹروں کے حوالے رہتے ہیں جہاں وہ بے چارے ان جنسی دہشتوں کا آسان شکار بن رہے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم بحیثیت قوم ہی اس جرم کی موجودگی کو نظر انداز کرنے کے مجرم بن رہے ہیں، کیونکہ یہی بات مجرموں کو عدت اور تقویت دیتی ہے۔ پردہ پوشی اور کسی مرد کے بغیر معافی، مجرموں کو مزید جرم پر اکساتی ہے اور نئے مجرم بناتی ہے۔

مذہب اس مسئلے کو بہت کھل کر اٹھائیں کرتا ہے، مگر ہماری تہذیب اور معاشرت ہمیں اس پر بات کرنے سے روکتی ہے۔ ہم کیسے مذہب اور تہذیب یافتہ ہیں کہ اپنی سب سے قیمتی متاع کو یوں بے امان چھوڑ کر خود سے اطمینان سے زندگی جیتے، پیسے کماتے اور ان پر خرچ کرتے ہیں کہ جو ہمارے روپوں سے زیادہ ہماری محبت، توجہ اور احتیاط کے مستحق ہوتے ہیں اور ہم سوچتے ہیں کہ کھائے کئے روپوں سے عزیزوں، ٹیوٹروں اور نوکروں کو اپنی قیمتی متاع کی حفاظت سونپ کر سمجھ داری اور پردہ شفقت کا ثبوت دے چکے ہیں۔

ایک باپ کا رونا اور اس کے خوبصورت اور معصوم بچے کا لڑنا، شرمساری سے آنکھیں نہ ملانا، مجھ سے بھلا یا نہیں جانتا۔ کتنے والد اتنے سمجھ دار ہوں گے کہ اپنے کے بعد بچے سے چھیننے کی آہیں دلاتے، ہمت بندھاتے، اپنے بے گناہ بچے کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں اور کونسلنگ اور علاج کے لیے محتاج سے مشورہ کرتے ہیں، اپنی محبت اور سرپرستی کا احساس دلاتے ہیں، اسے بے عزتی، بے اعتمادی اور بے توقیری کی دلدل سے نکالتے ہیں۔

چاروں طرف بے بسی کی گہری غیبت ہے جاگتا تو ہوگا ہی!